واقعہ بدر

سورۃ بقرہ کی آخری آیات جو شروع ہو رہی ہے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ

یہ آیت کریمہ جو آج ہماری شروع ہوتی ہے اس کو آقاﷺ نے عرش کا خزانہ کہا ہے اور ان آیات کی بہت اہمیت ہے اور اللہ والے اس کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں اور بزرگوں نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کی قبر پہ جا سورۃ بقرہ کی ان آیات کو پڑھتا ہے جو میں نے ابھی جن کا آغاز کیا ہے **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ** سے لے کر **عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ** تک جہاں سورۃ بقرہ ختم ہوتی ہے تو فرمایا جب کوئی کسی کی قبر پہ جا کے یہ الفاظ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالی اس قبر والے کی بخشش فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ کے عرش کے خزانوں میں سے عظیم خزانہ جو میرے نبیﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میری امت کو عطا کیا ہے۔ اصل میں اس کے اندر دعا مانگنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے یہ آیتیں جو **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ** سے شروع ہو کر **عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ** تک چلتی ہے ان میں دعا مانگنے کا طریقہ موجود ہے اس میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا میں کسی پہ اس کی اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ یعنی آپکو جتنے دکھ اور جتنے غم آتے ہیں آپ میں ان کو برداشت کرنے کی قوت ہوتی ہے ورنہ اللہ آپ پہ وہ دکھ اور غم نہ ڈالتا۔ صرف ایک دکھ اور غم ایسا ہے جس کو انسان برداشت نہیں کرسکتا اور وہ موت ہے۔ ورنہ ہر دکھ اور غم جو انسان کے اوپر ڈالا جاتا ہے اللہ نے اس کو برداشت کرنے کی اہلیت اس میں پیدا کی ہوتی ہے۔ قرآن کی یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ میں نے کبھی کسی کے اوپر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ ڈالا ہی نہیں تو اس لیے اللہ تعالی سے شکوہ نہ کیا جائے کہ اے اللہ تو نے مجھ پہ اتنا بڑا دکھ ڈال دیا اتنی بڑی آزمائش میں پھینک دیا ہمیں تو نے ایسا دکھی کر دیا ہے۔ جی نہیں آپ کے اندر اس دکھ کو برداشت کرنے کی قوت موجود ہے اگر آپ سمجھے تو۔ اسی طرح آگے بڑی خوبصورت ایک دعا سکھائی گئی

صفحہ نمبر ۲۰۱ پہ آخری الفاظ ہے

رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَاO

اے اللہ ہم پہ اتنا بھاری بوجھ نہ ڈال دینا جو ہم سے پہلے لوگوں پر تو نے ڈالا ہے یعنی اندازہ کیجیے کہ امت محمدیہ سے پہلے جتنی امتیں تھیں انہیں بڑی سخت مصیبتوں سے گزرنا پڑا ان کے اوپر بڑے بوجھ تھے۔ پہلا بوجھ تو یہ تھا کہ وہ لوگ جونہی گناہ کا خیال دل میں لاتے تھے ان کا گناہ لکھ دیا جاتا ابھی کیا نہیں لیکن لکھ دیا گیا اور اسی طرح اگر وہ ناپاک ہوتے تھے انکے کپڑے ناپاک ہوتے تھے یا جسم ناپاک ہوتا تھا تو ان پہ بوجھ یہ تھا کہ وہ اس کپڑے کو جلاتے تھے اسے جلا دیتے تھے تبھی وہ پاک ہوتا تھا یا اتنا حصہ کپڑے کا کاٹنا پڑتا تھا جو امت محمدیہ سے پہلے امتیں تھیں اور اگر جسم بھی کسی جگہ سے گندہ ہوتا یا ناپاک ہوتا تو اس جگہ کو چاقو سے کھرچنا پڑتا تھا یہ وہ بوجھ تھے جو امت محمدیہ سے پہلے امتوں پر ڈالے گئے۔ لیکن کمال کرم کیا اللہ نے آقاﷺ کی وجہ سے ہمارے اوپر یہ بوجھ نہیں ہے اور یہی قرآن کی اس آیت میں کہا گیا کہ اے اللہ ہم پہ وہ بھاری بوجھ نہ ڈالنا جو ہم سے پہلے امتوں پہ ڈالے گئے اگر ہمیں بھی یہ کرنا پڑ جائے آپ اندازہ کریں کہ آپکے کپڑوں کا کیا حشر ہوگا اور آپکے جسم کا کیا حشر ہو جہاں جہاں پہ گندگی لگی ہے وہاں سے چاقو سے کھرچنا پڑے اس گوشت کے حصے کو اتارنا پڑے کتنی تکلیف میں پڑ جائے انسان لیکن اللہ نے کمال کرم فرمایا اور ہمیں ان بوجھوں ان تکلیفوں سے ویسے ہی نجات عطا فرمائی۔ آگے فرمایا

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

اے اللہ ہمارے اوپر ایسی چیز نہ ڈال دینا جس کے اٹھانے کی ہم قوت نہیں رکھتے یعنی پہلی امتوں میں بڑی بڑی لمبی عبادتیں فرض تھیں بڑے بڑے لمبے روزے لیکن امت محمدیہ کے اوپر ایسی کوئی عبادت فرض نہیں کی گئی ہماری امت کے اوپر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا

وَاعۡفُ عَنَّا ہمیں معاف کردے وَاغۡفِرۡلَنَا ہمیں بخش دے وَارۡحَمۡنَا ہم پہ رحم کردے اَنۡتَ مَوۡلٰنَا تو ہمارہ مددگار بن جا فَانۡصُرۡنَا ہمیں فتح دے دے عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ کافروں کی قوم کے اوپر۔یعنی اس طرح اللہ نے دعا کا پورا ایک طریقہ ان آیات میں سکھایا۔

سورۃ آل عمران

سورۃ آل عمران سے آغاز ہوتا ہے قرآن پاک کی اس سورۃ مبارکہ کا بہت بڑا حصہ ہے قرآن پاک میں اور بڑی خاص آیات ہم اس میں پڑھے گے انشاللہ۔یہ سورۃ پاک مدنی سورۃ ہے۔یہ اس وقت نازل ہوئی جب آقا ﷺ مدینہ شریف میں تھے آپ مدینہ میں تھے اور اس میں دوسو آیات ہیں اور بیس اس کے رکوع ہیں۔اس سورۃ مبارکہ کی کا نام جو ہے وہ آل عمران ہے۔عمران جو ہیں یہ دونام ہیں جن کے حوالے سے اس سورۃ مبارکہ کا نام ہے ابھی آگے انشااللہ اس کی تفصیل آئے گی میں عرض کروں گا اس آیت کریمہ کی پہلی اسی آیتیں یہ اس وقت نازل ہوئی جب آقا ﷺ کی بارگاہ میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفدآیا۔یہ نجران کے عیسائی تھے اور ان کا جو ایک وفد ہے وہ حضور سے ملنے آیا ساٹھ کم وبیش لوگ تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور ان میں سے جو ہے وہ چودہ سردار تھے۔ان کے تین سردار جو ہے ان کے نام مفسرین نے لکھیں ہیں ایک کا نام ابوحافصہ تھا جو تمام پادریوں کا سردار تھا عیسائیوں کے پادریوں کا سردار ابوحافصہ وہ تھا۔ایک عاقب تھا جو ان کی قوم کا امیر تھا معتبر ترین شخصیت تھا لوگ اس پہ بڑا اعتبار کرتے تھے۔یہ بھی ساتھ تھا اور اسی طرح ایک اہم تھا جو پوری قوم کی رسد اور روٹی پانی کا انتظام کرتا تھا یہ تین بڑے سردار تھے یہ بڑی اچھی پوشاکیں پہن کے بڑے اچھے کپڑے پہن کے درک برک لباس پہن کے یہ مدینہ میں حضور سے ملنے آئے۔یہ اس وقت ملے جب آقا ﷺ عصر کی نماز ادا فرمارہے تھے اور حضور ﷺ نے جب ملاقات ان سے ہوئی تو مدینے مسجد نبوی شریف میں جب اندر آئے یہ تو انہوں نے دیکھا کہ آقا نماز پڑھ رہے ہیں تو انھوں نے بھی مشرق کی طرف منہ کرکے اپنی نماز ادا کرنا شروع کردی۔اس سے چیز سمجھ آئی کہ مسجد نبوی شریف میں عیسائی آئے اور حضورؐ نے انھیں نہیں روکا کسی صحابی نے انھیں نہیں روکا۔عیسائی مسجد کے اندر داخل ہوا یہ اس دور میں موجود تھا یہ حکم آج یہ نہیں ہے آج مکہ اور مدینہ دونوں حرم ہیں اور آج مکہ اور مدینہ شریف کی حدود کے اندر کوئی غیر مسلم داخل نہیں ہوسکتا۔یہ پابندی لگادی گئی مفتیان کرام نے اس کو پابند کردیا ہے کہ مدینہ اور مکہ کے اندر کوئی غیر مسلم داخل نہ ہو لیکن اس دور میں حضورؐ نے اجازت دی کہ اگر آپ انھیں اپنے پاس بلاتے ہی نہیں تو پھر ان کو اپنی حقیقت کیسے بتاتے تو یہ ساٹھ لوگ جب آئے تو انھوں نے حضور سے ملاقات کی تو آقا نے انھیں اسلام کا پیغام دیا حضور نے فرمایا کہ تم ایمان لے آؤ انھوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی اسلام لاچکے ہیں آپ کونسے اسلام کی بات کرتے ہیں تو فرمایا آقا ﷺ نے کہ تم عیسیٰؑ کو خدا مانتے ہو۔کہا ہاں ہم انہیں خدا مانتے ہیں تو یہ کیسے ہوتا ہے کہ ایک بیٹا جو ہے وہ باپ جیسا ہوتا ہے تم کہتے ہو عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں تو بیٹا تو باپ جیسا ہوتا ہے کہا ہاں جی ہوتا ہے تو عیسیٰؑ جو ہے پہلے یہ بتاؤ کہ کیا وہ پیدا نہیں ہوئے کیا وہ بچے نہیں تھے کیا وہ کھاتے پیتے نہیں تھے کہا جی کھاتے پیتے بھی تھے بچے بھی تھے پیدا بھی ہوئے تھے تو فرمایا کیا خدا پیدا ہوتا ہے کیا خدا کھاتا پیتا ہے کیا خدا بھی سوتا ہے اور جاگتا ہے انہوں نے کہا نہیں پھر کہنے لگے آقا ﷺ نے دوبارہ ایک اور بڑی خوبصورت بات فرمائی فرمایا کہ سنو کہ تم کہتے ہو کہ عیسیٰؑ جو ہے وہ خدا ہے تو عیسیٰؑ کیا اللہ کہ علم سے کوئی مقابلہ ہوسکتا ہے اللہ کا علم ہر شے پہ محیط ہے ہر شے کو اللہ جانتا ہے کیا عیسیٰ بھی سب کچھ جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں عیسیٰ سب کچھ نہیں جانتے تو فرمایا پھر وہ خدا کیسے ہوسکتے ہے اس طرح جب آپ نے چند دلیلیں دیں تو سارے حیران پریشان رہ گئے اور یہ ساٹھ کے ساٹھ عیسائی ان کو کوئی جواب نہ آیا تو حضور ﷺ کی محبت میں اللہ تعالی نے اور پھر دین کی سچائی میں سورۃ آل عمران کی پہلی اسی آیتیں نازل فرمائی۔جن کے اندر یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ یہ دین اللہ کی طرف سے سچا دین ہے۔آیئے میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں آیت نمبر ٦ کی طرف جو صفحہ نمبر ٢٠٩ پہ ہے۔صفحہ نمبر ٢٠٩ پہ آیت نمبر ٦ میں جو ہے وہ اللہ نے ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ وہ تمہاری تصویریں بناتا ہے ماؤں کے رحموں میں جس طرح چاہتا ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ وہی غالب حکمت والا ہے۔

اللہ نے بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ میں ہی ماؤں کے رحموں کے اندر تمھاری تصویریں بناتا ہوں گورا رنگ ,کالا رنگ مرد ,عورت یہ دونوں میرے اختیار میں ہے میں جسے چاہے جیسا چہرہ ,جیسی ناک ,جیسی آنکھیں جیسی تصویر چاہے بناؤ یہ میرے اختیار میں ہے اور میں ہی یہ سارا کچھ کرتا ہوں اور کوئی اور نہیں کرسکتا۔یہ ظالم اور بیوقوف جو ایسے عقائد

رکھتے ہیں جن عورتوں کی زیادہ بیٹیاں پیدا ہوتیں ہیں اسے کہتے ہیں تو ہی بیٹیاں پیدا کرتی ہے ان کے لیے یہ آیت منہ پہ تماچے کی طرح ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں بیٹیاں بناتا ہوں ماؤں کے پیٹوں کے اندر میں تصویریں بناتا ہوں **هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ** اور یہ تصور بنالینا کے نہیں یہ پیدا ہی بیٹیاں کرتی ہے اس سے بڑی جاہلیت نہیں ہوسکتی ,اس سے بڑا ظلم نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالی بڑی کمال حکمت سے پہلے جو پیدائش کا مادہ ہے چالیس دن تک وہ مادے کی شکل میں رہتا ہے پھر وہ چالیس دن کے بعد وہ بدل جاتا ہے اور وہ خون کا اک لوتھڑا بنتا ہے۔چالیس دن وہ لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر وہ اس کے بعد وہ گوشت کا اک چھوٹا سا ٹکڑا بنتا ہے۔چالیس دن وہ رہتا ہے اور جب چار ماہ پورے ہوجاتے ہیں پھر اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور آقا ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی فرشتے کو بھیجتا ہے تو رزق ,عمر یہ دونوں چیزیں اللہ تعالی ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دیتا ہے جتنا رزق اس نے ساری زندگی کھانا ہے جتنے دانے اس نے جہاں جہاں سے کھانے ہیں وہ سارے لکھ دیے جاتے ہیں کہ کہاں سے رزق کس جگہ سے اسے پہنچے گا لحاظ رزق کی ذمہ داری اس خدا نے اٹھائی ہے وہ مرتے دم تک تمھیں رزق دے گا اور جب تمہارا رزق ہی ختم ہوجائے تو پھر کوئی بڑھا نہیں سکتا تو یہ اللہ نے واضح کر دیا کہ میں ہی تمہارے ساتھ یہ سارے معاملات کرتا ہوں۔اس میں کسی کو مورد الزام ٹھہرانا اور کسی عورت کی طرف ایسی انگلی اٹھا کہ کہنا کہ یہ بیٹیاں پیدا کرتی ہے یا یہ مقدر خراب کر رہی ہے اس سے بڑی کیا جاہلیت اور ظلم ہوسکتا ہے۔(اللہ اکبر)

اسی طرح اللہ نے اگلی آیت میں جو آیت نمبر ے ہے اس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ وہی اللہ ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب جس کی کچھ آیتیں موقم ہیں (موقم کہتے ہیں کھلی ہوئی ,کھلی آیتیں) **هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ** ہی کتاب کی اصل ہیں **وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ** اور کچھ اس میں متشابہ آیتیں ہیں (جن میں شبہ ہوتا ہے ,شک والی آیتیں) میں نے قرآن میں دو قسم کی آیتیں نازل کی ہے اللہ فرما رہا ہے

ایک وہ آیتیں ہیں جو کھلی ہیں جن کا مطلب صاف ہے ان کو پڑھتے ہوئے ,ان کو سمجھتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی پتا چل جاتا ہے اللہ کیا چاہتا ہے اور کچھ آیتیں ایسی ہے جن کو میں نے چھپا کے رکھا ہے وہ بڑی خاص آیتیں ہیں ان کے پڑھنے کے کیے سمجھنے کے لیے تمھیں خاص قسم کے علم کی ضرورت ہے وہ متشابہ آیتیں ہیں۔آگے اللہ بڑی خوبصورت بات کرتا ہے **فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ** جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے ,جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے **فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ** تو صرف انہی آیتوں کے پیچھے جائے گے ,جن میں شک ہے **ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ** ان کا مقصد صرف فتنہ پیدا کرنا ہے **وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ** اور غلط معنی تلاش کرتے ہیں میری وہ آیتیں جو شبہ والی ہے ان کے پیچھے بھاگتے ہیں اور ان میں غلط معنی تلاش کرتے ہیں ,خود معنی بنالیتے ہیں (اللہ اکبر)

یہ آیت کریمہ بہت خاص پیغام دے رہی ہے کہ قرآن پاک تمھیں حکم دے رہا ہے کہ تم ان آیتوں کی طرف دھیان کرو جو کھلی آیتیں ہیں مثلا قرآن کی آیت ہے

اقیمو الصلاۃ نماز قائم کرو اب یہ عام ذہن کا بندہ بھی سمجھ جاتا ہے کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ نماز قائم کرو اس میں بڑی کوئی سوچ وچار کی ضرورت کوئی نہیں **و اتو الزکاۃ** زکوۃ ادا کرو **واطیعو الرسول** رسول کی پیروی کرو **واطیعو اللہ** اللہ کی اطاعت کرو **الصیام** روزہ رکھو **حج البیت** کعبے کا حج کرو (سادہ آیتیں) **ھدی المتقین** متقین کے لیے ہدایت ہے **ذلک الکتاب لاریب فیه** یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی کمی کوئی شک نہیں ہے (سادہ آیات) انہیں پڑھنے میں کوئی تکلیف نہیں ,انھیں سمجھنے میں کوئی مسلئہ نہیں لیکن کچھ آیات قرآن میں ایسی ہیں جن میں بہت غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے اس کا مثال پیش کرتا ہوں قرآن پاک میں ایک جگہ آیا اللہ نے فرمایا کہ جو دنیا میں اندھا ہوگا ہم اسے قیامت کے دن بھی اندھا اٹھائے گے اب یہ قرآن کی آیت ہے جو دنیا میں اندھا ہوگا ہم اسے قیامت کے دن بھی اندھا اٹھائے گے۔حضرت پیر مہر علیؒ گولڑہ شریف، راولپنڈی ذرا تصور میں لائے آپ کا مزار بہت بڑے اللہ والے ,اللہ تعالی ساری رحمتیں آپ کے مزار پہ نازل فرمائے (آمین)

ہمارے بزرگوں میں سے ہیں آپ تشریف رکھتے تھے تو اسی طرح آ گیا ایک گمراہ انسان اور آ کے آپ سے آ کے بحث کرنے لگا کہتا جی آپ اپنی مرضی سے معنی بنا لیتے ہے قرآن کی آیت کا اپنی مرضی سے معنی کرتے ہے آپ نے فرمایا یہ ضرورت ہے قرآن کی اگر ہم قرآن کو صحیح طرح سمجھے گے نہیں تو قرآن بہت ساری باتوں میں بہت سارے معنی عجیب ہو جاتے ہیں کہا نہیں میں نہیں مانتا قرآن کا وہی ترجمہ کرے جو قرآن کا ہے تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے وہی ترجمہ کرتے ہیں آپ نے یہی آیت پڑھ دی آپ نے فرمایا قرآن کہتا ہے کہ جو دنیا میں اندھا ہوگا ہم اسے قیامت کے دن بھی اسے اندھا اٹھائے گے تو اب وہ جو آئے تھے نا, جو آئے تھے جو سوال کر رہے تھے اتفاق سے وہ اندھا تھا اسے نظر نہیں آتا تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کہہ رہا ہے جو دنیا میں اندھا ہے ہم قیامت کے دن بھی اسے اندھا اٹھائے گے تو جناب یہ آپ کے بارے میں آئی ہے آپ اندھے ہیں تو قیامت کے دن بھی اندھے رہے گے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہا ہاں تو پھر اسی لیے کہہ رہے ہیں کہ اس کا مطلب سمجھو اس کی مراد یہ ہے جو دنیا میں اندھا ہے یعنی اسے مسجدیں نظر نہیں آتیں, اسے نیک ہوتے ہوئے لوگ نظر نہیں آتے, اسے مسجدوں کی طرف جاتے ہوئے قدم نظر نہیں آتے, اسے کھلا ہوا قرآن نظر نہیں آتا, اسے اللہ والوں کے چہرے نظر نہیں آتے میری نظر میں وہ اندھا ہے اور جب کل قیامت کا دن آئے گا تو اسی دن بھی اندھا ہی ہوگا۔ تو یہ وہ آیتیں ہیں جن میں غور و فکر کی بہت ضرورت ہوتی ہے سوچنا پڑھتا ہے, سمجھنا پڑھتا ہے قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ **اسی طرح ایک اور آیت اللہ نے قرآن میں کہا کہ جب تم سحری کھالو تو پھر دو دھاگوں میں فرق ڈھونڈو جب سفید دھاگہ سیاہ دھاگے کے اوپر سبقت لے جائے تو اس وقت کھانا** بند کردے, سفید دھاگہ سیاہ دھاگے کے اوپر سبقت لے جائے تو کھانا کھانا چھوڑ دو یہ قرآن کا حکم ہے اب صحابی ایک جو ہے ایک سفید دھاگہ رکھ لیا ایک کالا دھاگہ رکھ لیا اور آپ دیکھنے لگے کہ کب سفید دھاگہ کالے دھاگے کے اوپر سبقت لیتا ہے تو میں کھانا کھانا چھوڑ دوں لیکن ایسا کچھ نہ ہوا حضور کی خدمت میں حاضر کہا حضور وہ سفید دھاگہ سفید اور کالا کالا ہی رہا قرآن نے تو یہ کہا ہے جب سفید دھاگہ کالے دھاگے کے اوپر سبقت لے جائے تو کھانا چھوڑ دو تو **حضور بڑا مسکرائے فرمایا اس سے مراد دھاگے نہیں ہیں اس سے مراد رات اور دن ہیں کالا دھاگا رات ہے اور سفید دھاگہ دن ہے** جب دن شروع ہونے لگے رات کے اوپر غلبہ پانے لگے تو اس وقت کھانا کھانا چھوڑ دو یعنی جب اذان ہوجائے فجر کی کیونکہ فجر کی اذان جو اس وقت ہوتی ہے جب دن کا آغاز ہوتا ہے تو لحاظہ قرآن کی آیات میں کچھ ایسی آیتیں ہیں جن کو انسان جب تک غور و فکر نہیں کرتا تب تک وہ سمجھ نہیں آتی ان کے اندر دھیان جب تک نہیں دیتا وہ سمجھ نہیں آتی لحاظہ اپنی مرضی سے تعبیر نہیں کرنی چاہیے علماء سے پوچھ لینا چاہیے۔ علماء کی خدمت میں جانا چاہیے اور اسی لیے اللہ نے فرمایا اور **اللہ نے فرمایا آگے اللہ فرماتا ہے**

وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِي الۡعِلۡمِ

ان کے معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں وہ جانتے ہیں جو پختہ علم والے ہیں۔

اس سے پتا چلا کہ اللہ نے ایسے لوگ دنیا میں پیدا کیے ہیں جو پختہ علم رکھتے ہیں اور ان سے پوچھا جائے ان سے اپنی زندگی کے معاملات پوچھے جائے قرآن پاک کی آیات کا ان سے علم لیا جائے **مثلا قرآن میں اللہ نے ایک جگہ فرمایا قرآن نے فرمایا**

فَاصنَع مَاشِئتَ

جاؤ جو جی چاہے کرو۔ اب اگر کوئی اس آیت کو پڑھ کے اٹھ کے بھاگ جائے اور کہے بس اللہ نے اجازت دے دی ہے **فَاصنَع مَاشِئتَ** جاؤ جو جی چاہے کرلو تو کیا مطلب وہ اب جا کے نمازیں بھی چھوڑ دے اور سارے برے برے کام کرنا شروع کردے کہ قرآن میں اس نے پڑھ لیا ہے کہ **فَاصنَع مَاشِئتَ** اوہ نہیں جناب اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ اپنے دشمنوں سے کہہ رہا ہے کہ جاؤ جو جی چاہے کرلو آنا تو میرے پاس ہی ہے تم نے میرے پاس ہی آنا ہے میرے پاس ہی آ کے تم نے حساب دینا ہے۔ تو قرآن کی آیتوں کو سمجھنا پڑھتا ہے (اللہ اکبر)

ابھی ہماری بیٹی بڑی خوب صورت بات کر رہی تھیں کہ اگر آپ نے دین نہ جانا, آپ کمرے میں قید ہوجائے اور کہیں میں دین پہ عمل کر رہی ہوں, آپ جو ہے وہ پورا سر سے لے کر پاؤں تک برقع پہن لیں اور کسی کے سامنے نہ آئیں اور یہ کہیں کہ نہیں میں دین پر عمل کر رہی ہوں تو وہ اس نے کہیں بھی جانا ہی نہیں, ایسی تو آیات نہیں ہے قرآن میں قرآن

نے تو ایسا کوئی حکم نہیں دیا ہوا اپنی طرف سے اگر آپ دین بنا لے گے تو سوائے بے راہ روی اور گمراہی کے کچھ نہیں ملے گا تو لحاظہ قرآن کہہ رہا ہے کہ میرے قرآن پاک کے اندر ایسی آیات ہیں جن کو بہت سارے لوگ اپنے دل میں مرض ہونے کی وجہ سے غلط تعمیر کرتے ہیں۔اب کچھ ایسے بھی ہیں اللہ انھیں ہدایت عطا فرمائے کہ وہ بتوں کی آیتیں مسلمانوں پہ لگا دیتے دیں,قرآن پاک میں بتوں کے بارے میں آیا کہ بتوں سے نہ مانگو,بتوں سے نہ مانگو یہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے وہ بتوں کی آیتیں اللہ والوں پہ لگا دیتے ہیں کہتے ہیں یہ قرآن اللہ والوں کے لیے کہہ رہا ہے کہ یہ جو تم جا کہ پیروں فقیروں سے مانگتے ہو دیکھو قرآن میں لکھا ہے کہ بھائی وہ بتوں کی آیت ہے۔تو اپنی مرضی سے ترجمہ کرتے ہیں,اپنی مرضی سے ترجمہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم قرآن سے پڑھ رہے ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ وہ میری متشابہ آیت ہے اس آیت کا علم پہلے لے لو کے یہ آئی کیوں ہے اس کے پیچھے مقصد کیا تھا اور پھر جا کہ اسکو سمجھو یہ ترجمہ پڑھ کے میں نے قرآن میں پڑھ لیا ہے کہ کسی اور سے نہیں مانگنا چاہیے کسی اور سے نہ مانگو بتوں سے نا بھائی وہ بتوں کی آیت ہے اسے اللہ والوں پہ لگا رہے ہوں داتا صاحبؒ,معین الدین چشتی اجمیریؒ اتنے اتنے بڑے اللہ والے ان کے اوپر لگانے سے چاہتے یہ ہے کہ لوگ جو ہے وہ ان سے دور ہو جائے کیونکہ قرآن میں آ گیا۔تو بیٹوں قرآن بھی سب نہیں پڑھا سکتے قرآن پڑھنے کے لیے ایک شرط ضروری ہے وہ میں بتا دوں تا کہ میں بھی اس پہ عمل کرلوں اور آپ بھی عمل کرلیں وہ قرآن کی شرط یہ ہے کہ جب قرآن پڑھنے لگیں یا سمجھنے لگیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی عینک پہن لیں آقا ﷺ کی محبت میں پڑھیں سمجھ آئے گی جس کے دل میں آقا کا پیار اور عشق نہیں ہے اگر وہ قرآن سمجھنے کی کوشش کرے گا تو گمراہ ہو جائے گا لحاظہ قرآن سے پہلے صاحب قرآن کی محبت ضروری ہے (اللہ اکبر) آگے اللہ نے بہت خوبصورت گفتگو شروع ہوتی ہے **جو آیت نمبر ۱۰ کے اندر اللہ نے ارشاد فرمایا**

صفحہ نمبر ۲۱۱

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ الَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَلُھُمْ وَ لَآ اَوْ لَا دُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے انہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکیں گے **وَ اُولٰٓئِکَ ھُمْ وَ قُوْدُ النَّارِ** اور یہی آگ کا ایندھن ہے آگ میں جانے والے ہیں۔اس میں اللہ نے واضح کر دیا اس آیت میں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں کچھ نہیں دے سکے گی اگر وہ نیک نہیں ہے,مال اگ اچھی جگہ خرچ نہیں کیا تو وہ تمہارے لیے وبال جان ہے اور اگر اولاد بھی نیک نہیں پیدا کی ان کو آداب نہیں سکھائے تو اس سے بھی تمہاری بچت نہیں ہوگی واضح کر دیا اللہ نے کہ ہم صاف بتاتے ہیں کہ تم لوگوں نے یہ جو اپنی اولاد اور مالکو بہانہ بنایا ہوا ہے اس کا کوئی فائدہ تمہیں قیامت کے دن نہیں دیا جائے گا اگر وہ نیک یا اچھائی کے اوپر نہ چلے گی (اللہ اکبر)۔

اس کے بعد سورۃ آل عمران میں واقعہ بدر کا ذکر شروع ہوتا ہے **جو آیت نمبر ۱۳ کے اندر صفحہ نمبر ۱۲**

قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَۃٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَاط فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاُخْرٰی کَافِرَۃٌ یَّرَوْنَھُمْ مِثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ط وَ اللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ O

واقعہ بدر یہ اسلام کے چہرے کا جھومر ہے یوں سمجھ لیں کہ بدر کا اگر معرکہ نہ ہوتا تو شاید آج ہم اس طرح قرآن نہ پڑھ رہے ہوتے جنگ بدر یہ اسلام اور کفر کے اندر پہلا معرکہ ہے جو سترہ رمضان المبارک کو پیش آیا ۳۱۳ مسلمان اور ان کے پاس صرف ۲ گھوڑے,۶ زرہیں اور کچھ ساز و سامان کوئی نہیں تھا میرے آقا ﷺ نے جب جنگ بدر کی طرف قدم بڑھائے اس وقت حالت یہ تھی کہ کسی صحابی کے پاؤں میں جوتا ہے اور کسی میں نہیں ہے,کسی کا جو ہے وہ ہاتھ میں تلوار ہے اور کسی کے ہاتھ میں لکڑی کا ڈنڈا ہے کسی کے ہاتھ میں جو ہے وہ کوئی خالی ہاتھ چل رہا ہے۔اس طرح یہ لشکر ۳۱۳ لوگوں کا لشکر بدر کے میدان کی طرف جا رہا ہے اور راستے میں یہودی اپنی دکانوں پر بیٹھیں تھے جب انہوں نے اس لشکر کو گزرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بڑے مزاق اڑائے انہوں نے کہا او مسلمانوں تم اس ایک ہزار کے لشکر سے لڑنے جا رہے ہو نہ تمہارے پاس تلواریں ہیں,نہ تمہارے پاس گھوڑے ہیں,نہ تمہارے پاس اونٹ ہیں او کس کے بھروسے پہ جاتے ہو تو شاعر نے اس کا بڑا اچھا ترجمہ کیا ہے شاعر کہتا ہے کہ صحابہ نے اس وقت یہ جواب دیا ہوگا "نہ خنجر پر نہ بالے پر بھروسہ ہے تو اس کالی کملی والے پر" ,ہمیں اپنے نبی پہ بھروسہ ہے,ہمیں اپنے آقا پر بھروسہ ہے یہ ہمارہ رسول سچا رسول ہے یہ جس طرف لے کے جا رہا ہے ہم ٹھیک جا رہیں

ہیں۔ بدر کا میدان ہے حضور اپنی فوج لے کے پہنچ جاتے ہے اور تاریخ اس بات پہ گواہ ہے کہ اس رات نبی جتنا رویا وہ اس سے پہلے کبھی نہیں رویا تھا حضورؐ نے بڑے آنسوں بہائے یہاں تک کہ تاریخ لکھتی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ بیان کرتے ہے کہ میں نے رات اس وقت جو حضور کی حالت دیکھی وہ حالت اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی ایک طرف ۳۱۳ لوگ ہیں اور ایک ایک طرف ایک ہزار کا لشکر اور ان سب کے پاس تلواریں ہیں اور اسلام کو مٹانے آئے ہیں وہ کوئی آ کے کوئی پیار کرنے نہیں آئے تھے, وہ ان سب کی گردنیں اتارنے آئے ہیں اور حضور کے لشکر کے پاس کوئی شے نہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور اپنے ہجرے میں ہے رات کا وقت ہے کہ مجھے حضور کے رونے کی آواز آتی ہے میں اندر جاتا ہوں لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کا رسول ریت کے اوپر سجدے کی حالت میں ہے حضور کا سر جھکا ہوا ہے اور حضورﷺ رو رہے ہیں آواز یہ آتی ہے حضور کے کپکپاتے ہوئے ہونٹ ہیں ذرا تصور سے اس بدر کے میدان کا نقشہ دلوں دماغ میں لے کے آئے وہ کپکپاتے ہوئے ہونٹ دعا کیا کر رہیں وہ دعا یہ کر رہے ہیں کہ اے مولا اگر آج یہ ۳۱۳ مٹ گئے تو قیامت تک تیرا دین اٹھانے والا کوئی زندہ نہیں رہے گا یہ بس ۳۱۳ ہی ہے اگر آج تو نے انہیں فتح نہ دی یہ اگر آج ہار گئے تو تیرا دین مٹ جائے گا حضور رو رہے ہیں ہاتھ اٹھاتے ہیں دعا کرتے ہیں صدیق اکبرؓ آپ فرماتے ہیں آقا میں بھی دعا کر رہا ہوں اللہ آپ کی دعا سنے گا ہاتھ اٹھا لیجیے اٹھ جائیے لیکن حضور دعا فرما رہے ہیں پھر کہتے ہیں مولا مدد بھیج, مولا مدد بھیج, مولا مدد فرما یہ ۳۱۳ مٹ گئے تو قیامت تک تیرا نام و نشان نہیں رہے گا میں نبی ہو کہ تیرا دین نہیں چلا پاؤں گا, میں تیرے دین کا کچھ نہیں کر سکوں گا اگر یہ ۳۱۳ مٹ گئے (اللہ اکبر) خدا کی قسم ایک قائد کے لیے ایک لیڈر کی لیے وہ دعا جو حضور نے اس وقت مانگی تھی بڑی اہم ہے کاش قوم کے لیڈر حضور کی وہ دعا سن لے جو اس رات نبی نے کی تھی (اللہ اکبر) یہاں تک کہ صدیق اکبر فرماتے ہے کہ حضور کھڑے ہو گئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اٹھائے, اور اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہو گئی اور آپ کی چادر مبارک کندھے سے اتری اور زمین پہ جا گری تو کہا میں نے اٹھائی اور آپ کے کندھے پہ پھر رکھ دی اور کہا آقا میں آمین کہہ رہا ہوں اللہ فضل کرے گا, حضور پھر ہاتھ اٹھاتے ہے پھر چادر گر جاتی ہے اس قدر حضور نے آہ و زاری فرمائی۔ تو آج وہ جو نماز نہیں پڑھتے, جو اللہ کے دین پر عمل نہیں کرتے انہیں کیا خبر کہ یہ دین کتنی مشکلوں سے حاصل ہوا ہے, انہیں کیا خبر کہ کتنے خون بہے ہیں اس کے لیے کتنے نبی کے آنسوں گالوں پہ آئے ہیں۔ جو اللہ کے دین کو معمولی خیال کرتے ہیں انہیں خدا کی قسم بدر کے نقشے کا علم ہی نہیں ہے۔ آقاﷺ روتے ہے یہاں تک کہ صدیق اکبرؓ کی ہچکی بن جاتی ہے فرماتے ہیں آقا بس کیجیے آقا آپ کو کہیں اور ابھی جنگ بھی لڑنی ہے, آقا آپ کمزور ہو جائے گے حضورؐ پھر روتے ہیں یہاں تک کہ حضور کے چہرے پر مسکراہٹ آتی ہے فرماتے ہے ابو بکر مبارک ہو جبرائیل پانچ ہزار فرشتے لے کے آ گیا ہے لیکن مجھے ابھی, مجھے ابھی یقین نہیں ابھی میں نے اور دعا کرنی ہے پھر کہا ابو بکر مبارک ہوا اسرافیل بھی پانچ ہزار فرشتے لے آیا ہے, عزرائیل بھی پانچ ہزار لے آیا, میکائیل بھی لے آیا فرمایا حضور اب اور کیا چاہیے سارے فرشتے تو مدد کے لیے آ گئے کہا نہیں میں دیکھ رہا ہوں دوسری جانب شیطان بھی کھڑا ہے جب تک رحمان نہیں آ جاتا میں دعا کرتا رہوں گا, اللہ کو بھی شامل ہونا پڑے گا۔ یہ ہے ایک لیڈر کی سچائی, یہ ہے لیڈر کا پختہ عزم اور حضور کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی فرمایا اے ابو بکر مبارک ہو میرا خدا بھی جنگ میں شامل ہو گیا ہے اب تو فتح یقینی ہے۔ یہ وہ جنگ تھی جس جنگ نے آج ہمیں اس طرح بٹھایا ہوا ہے اگر اس وقت وہ ۳۱۳ مٹ جاتے, ختم ہو جاتے (اللہ اکبر)

لیکن آقا کی دعا نے ہمیں بچا لیا۔ اسی جنگ میں کفار کے بڑے بڑے مارے گئے جن میں ابو جہل بھی تھا۔ ابو جہل, معوذ اور معاذ جیسے چھوٹے سے بچوں نے اسے قتل کر دیا اور حضرت معاذ کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے جنگ بدر کا آپ لڑ رہے تھے کہ اچانک خیال آیا کہ کوئی چیز لڑنے میں رکاوٹ ہے, کوئی چیز ایسی ہے جو لڑنے میں رکاوٹ پیش کر رہی ہے تو غور کیا تو بازو کٹا ہوا ہے اور بازو کٹا ہوا ہے اور جسم کے ساتھ پچ کر رہا ہے بار بار (کٹا ہوا ہے) وہ پتا نہیں کب کی تلوار لگی تھی اور وہ ہلکا سا ماس جڑا رہ گیا اور اس ماس کی وجہ سے وہ بازو علیحدہ نہیں ہوا اور وہ بار بار ٹکراتا ہے جسم کے ساتھ اتنی درد بھی نہیں ہوئی کہ بازو کٹ چکا ہے اتنی محبت ہے آقا کے ساتھ اور پھر یہ نہیں کہ چیخے اور چلائے اس بازو کو دیکھا کہ کٹ گیا ہے خون بہہ رہا ہے کوئی بات نہیں پاؤں کے نیچے رکھ کے زور سے جھٹکا دیا اور بازو پرے پھینک دیا اور ایک ہاتھ سے لڑے۔ ان لوگوں نے ہم تک یہ قرآن پہنچایا ہے, ان لوگوں نے ہم تک یہ آیتیں پہنچائی ہیں خدا کی قسم ہم ان کے لیے کتنی دعائیں کریں تھوڑی ہیں جنہوں نے ہمیں یہ قرآن کی آیتیں پہنچائیں ہیں اس قرآن کو لکھ کر ہم تک پہنچایا ہے وہ ایسے عظیم لوگ, صحابہ فرماتے ہیں ہم لوگ جب لڑ رہے تھے تو یہ عالم تھا کہ ہم ابھی تلوار اٹھاتے تو جو سامنے کافر ہوتا اس کی گردن پہلے ہی اتر جاتی وہ فرشتے آ کے ختم کر دیتے اس جنگ میں ہمارے چودہ صحابہ شہید ہوئے جن میں سے چھ انصار صحابہ تھے اور آٹھ مہاجرین صحابہ تھے اور ان میں سے ستر کفار مارے گئے جو ان کے بڑے بڑے سردار تھے

عطبہ، شیبہ، ولید، ابوالمقتری، ابوجہل یہ سارے بڑے بڑے سورما تھے اور اپنی اپنی جگہوں پہ ایک ایک ہزار بندے سے اکیلا لڑا کرتے تھے یہ سارے ظالم اسی جنگ میں مارے گئے اور حضورؐ فتح یاب ہو کے واپس آ ئے اللہ نے اپنے نبی کی لاج رکھی۔ **آیت نمبر ۱۴ کے اندر صفحہ نمبر ۲۱۳ میں اللہ نے ایک اور بڑا اسبق دیا ہے فرمایا**

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الْدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِO

آراستہ کی گئی لوگوں کے لیے ان کی خواہشوں کی محبت جن میں عورتیں، جن میں بیٹے، جن میں خزانے، سونے اور چاندی کے ڈھیر اور گھوڑے اور جانور اور کھیتیاں یہ سب کچھ زندگی کا مال ہے اور وہ اللہ ہے جس کے پاس بہترین ٹھکانا ہے''۔

یہ آیت اس لیے نازل ہوئی کہ اس وقت بہت سارے صحابہ جنگ بدر میں آنے سے رہ گئے تھے اور وہ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے ان کے لیے کیا وجہ بنی، وہ کیوں رکے اللہ نے ان وجوہات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب بندہ کسی نیکی سے رہ جاتا ہے نا یہ میرے بچوں یہ بات سمجھ لو جب بندہ کسی نیکی سے رہ جاتا ہے، کسی بڑے منصب سے رہ جاتا ہے تو یہ وہ وجوہات ہے جن کی وجہ سے رہ جاتا ہے۔ سب سے پہلے خواہشوں کی محبت انسان کے اپنے اندر اتنی خواہشات ہوتی ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے بس وہ دن رات بھاگتا ہے اور خواہشوں میں سب سے پہلے مردوں کے لیے کہا خواہشوں میں سب سے پہلے عورت ہوتی ہے یہ خواہشوں کی بہت بڑی جو ہے وہ آماہ جگہ ہے، مرد کے لیے عورت فتنہ ہے ہر لحاظ سے فتنہ ہے اگر وہ اس کے لیے دین کو چھوڑ دے، اس کے لیے وہ دنیا کو اپنا لے، دنیا کے پیچھے بھاگے تو یہ عورت اس کے لیے دوزخ میں جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے تو بہت سارے لوگوں نے اس وقت جنگ بدر سے ہاتھ اٹھایا نہیں شامل ہوئے کیونکہ انکی بیوی نے نہیں جانے دیا آ بچے کنے سانبھنے نے، وہ کاروبار کس نے کرنا ہے میں نے کیا کرنا ہے اوہ رہ جاتو) تو زیادہ تر اپنی بیویوں کی خاطر اتنے بڑے اجر سے محروم ہوئے جب یہ بدر کا واقع ہو گیا تو ابھی صحابہ واپس آ رہے تھے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں آیت نازل کی وہیں وہ آگے پڑھوں گا فرمایا یہ جتنے لوگ بدر کے میدان سے آ رہے ہیں یہ سارے بغیر حساب کے بخشے گئے ہیں، ان کو کوئی بھی عمل جو ہے وہ جنت میں جانے سے نہیں روک سکتا، یہ سارے جنتی ہے لیکن جو رک گئے اس میں سب سے پہلی وجہ عورتوں کی وجہ سے یہ بڑی ظالم ہوتی ہے، عورتیں اپنے شوہروں کے نیک ہونے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے، الا ماشا اللہ ساری نہیں ہوتی لیکن زیادہ تر، زیادہ تر۔ خاوند داڑھی شریف رکھنے کی نیت کرے کہتی ہے بزرگ لگو گے رہنے دے، مولوی بننا اے تسی وہ کہتا ہے ٹھیک ہے بیوی نہیں مانتی (بیوی بڑی ضروری ہے ماننی چاہیے بیوی) چھوڑ دیتا ہے۔ وہ نیکی کے رستے پہ چلتا ہے، اللہ کے ذکر کی مجالس میں جاتا ہے یہ کہتی ہے بچے روتے ہے گھر میں انہیں کس نے سنبھالنا ہے گھر آ کے بیٹھا کرو وہ بیچارا چاہتا ہے کہ میں ذرا کوئی اللہ رسول کا بھی کچھ سیکھ لوں کوئی معاملات کر لوں یہ اس کے پاؤں کی بیڑی بن جاتی ہے، یہ اس کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے اور اسے نیکی کے رستے پہ نہیں جانے دیتی کہتی ہے میرے قدموں میں بیٹھ میرے پاس ہی، میرے بچے کس نے سنبھالنے ہے، یہ گھر کس نے چلانا ہے لحاظہ بدنصیب عورتیں اچھے بھلے مرد کی بھی عقل ماؤف کر کے رکھ دیتی ہے اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ

جس گھر میں نیک عورت ہو وہ اگر فقیر کا گھر ہے تو وہ بادشاہ بن جائے گا اور اگر بدعورت ہو تو وہ اگر بادشاہ کا گھر ہے تو فقیر بن جائے گا۔

یہ عورت بہت بڑی آزمائش ہے۔ اب اسی چیز کو اگر مردوں کی طرف لے جائے تو ایسا ہی معاملہ ان کے ساتھ بھی ہے عورت نیک ہونا چاہتی ہے، عورت اچھی بننا چاہتی ہے، عورت نیکی کے رستے پر چلنا چاہتی ہے مرد روک دیتا ہے مرد کہتا ہے نہیں میری خواہش پہلے یہ سارا کچھ پہلے کرو گی تو پھر لحاظہ عورت بھی نہیں جا سکتی یہ قرآن پاک نے واضح کر دیا کہ سب سے پہلے خواہشوں میں مردوں کے لیے عورت کی وجہ سے وہ رہ جاتا ہے لحاظہ میرے بیٹوں کبھی ایسی عورت نہ بننا جو نیکی سے روکنے والی ہو بلکہ نیکی کو سپورٹ کرنے والی بننا جو نیکی کو سپورٹ کرے، مدد کرے یہ دیکھے کہ میرے خاوند کو اگر میری مدد کی ضرورت ہے تو بڑھ کے آگے آئے اور اس کا اس کے لیے زندگی آسان کر دے (اللہ اکبر)

حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک واقعہ آپ کو پیش کرتا ہوں آپؒ بہت بڑے اللہ کے ولی ہے تو کسی نے پوچھا حضور اللہ نے آپ کو بڑے درجے اور مقام دیے ہیں اس کی

وجہ کیا ہے کس طرح یہ رحمتیں آپکے پاس آئیں کہا اللہ نے مجھے بیوی بڑی اچھی دی ہے فرمایا اس کی وجہ کیا؟ اس نے کہا فرمایا مجھے فکر ہی کوئی نہیں ہوتی میں گھر جاتا ہوں میرے کپڑے تیار رکھتی ہے ,میں گھر جاتا ہوں میرا کھانا پینا تیار رکھتی ہے ,میں نے کسی جگہ درس دینے جانا ہوتا ہے ,میں نے کسی جگہ قرآن پڑھانے جانا ہوتا ہے ,میں نے کسی جگہ اللہ اللہ کرانے جانا ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ آپ کی ہر شے تیار ہے بس آپ وہاں جائے گے تو میرے لیے بھی دعا کرنا تو میں تو اس کی وجہ سے بایزید بنا ہوں اگر وہ میرے راستے میں رکاوٹ بن جائے میں کچھ نہیں کر سکتا تو ایسے میرے بچوں سپورٹ کرنے والی جو ہوتی ہے دین کے اوپر وہ ایک انسان کے لیے حضورؐ نے فرمایا نیک عورت اس دنیا کا سب سے بڑا خزانہ ہے جسے یہ مل گئی اسے سارے خزانے مل گئے اسے سب کچھ مل گیا اسے اب کچھ بھی نہیں اللہ سے مانگنا چاہیے اللہ نے سارا خزانہ ہی اس کی جھولی میں ڈال دیا ہے جس کو اللہ نے نیک عورت دی (اللہ اکبر)۔

دوسری وجہ بیٹے ,اولاد یہ اولاد بھی پاؤں کی بیڑی ہوتی ہے ,اولاد کی وجہ سے انسان لوگوں کے حق مارتا ہے ,اولاد کی وجہ حرام کھاتا ہے ,اولاد کی وجہ سے لوگوں کے حق مار کے غضب کرتا ہے ,قتل کرتا ہے ,سود کھاتا ہے میری اولاد کو روٹی ملتی رہے ,میرے بچے نہ بھوکے رہ جائے ,اس کے لیے چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے اور یہی اولاد ہوتی ہے جو آپ کو بعض اوقات اللہ کے رستے سے دور کر دیتی ہے ,اولاد کی اتنی ذمہ داریاں ہوتی ہے کہ ان ذمہ داریوں کو نبھاتے نبھاتے نماز بھی گئی ,روزہ بھی گیا ,اچھے کام بھی گئے ,حضرت صاحب کی مجلس بھی گئی ,نیکی کا وقت بھی گیا ,کیا میں اولاد پال رہی ہوں ,میں بچوں کی خدمت کر رہی ہوں یہ صرف اپنے اوپر بنائے ہوئے بہانے ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا اولاد بھی پل جائے گی (اللہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کے آٹھ بیٹے تھے تو آپ کی وفات ہونے لگی شدید غربت کا عالم تھا تو آپ خلیفہ تھے آپ کے وزیر آئے کہا حضور ساری زندگی آپ نے غربت کی زندگی گزاری ہے اب آپ جانے لگے وے دنیا سے تو ان کے نام کوئی مربعے لگا جائے ,ان کے نام کوئی پلاٹ لگا جائے ,ان کے نام کوئی زمین کا ٹکڑا کر جائے یہ بیچارے بھوکے نہ مر جائے تو آپ کے چہرے پہ جلال آ گیا آپ نے فرمایا میں نے اپنے بچوں کی تربیت اتنی اچھی کی ہے ,اتنی اچھی کی ہے ان کو میں نے سورۃ واقعہ سکھائی ہے جو میرے نبی نے فرمایا کہ جو سورۃ واقعہ پڑھتا ہے اللہ کبھی اس کو فقر اور فاقہ نہیں آنے دے گا ,اس کو غریب نہیں ہونے دے گا میں نے یہ سکھا دیا ہے اور اگر انہوں نے میرے بعد نافرمان ہو جانا ہے ,اللہ رسول کا نافرمان ہو جانا ہے ,اللہ رسول کا انہوں نے میرے بعد دشمن بن جانا ہے تو میں اللہ کے دشمنوں کے لیے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دے کے جانا چاہتا ,میں کچھ بھی نہیں دوں گا انہیں یہ خود محنت کرے گے میں نے انہیں دین سکھا دیا ہے (اللہ اکبر)

تو لہذا ہمیں بھی اپنے بیٹوں کے حوالے سے یہ بات سوچنی ہوگی ، یہ ہمارے رستے میں رکاوٹ نہ بن جائے ,یہ ہمارے پاؤں کی بیڑیاں نہ بن جائے بلکہ یہ ہمارے لیے دین میں آگے آنے کا سبب بنے بعض اولادیں ایسی ہوتی ہیں میں بزرگوں کی ایک بات پڑھ رہا تھا کہ ایک اللہ والے تھے ان کا بیٹا اتنا نیک تھا اللہ نے ایسی اسے نیکی کی سعادت بخشی تھی کہ وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے نے جب ان کا جنازہ پڑھایا تو بعد میں کسی مرید کو خواب میں ملے کہا پتا نہیں میرے عمل کدھر رہ گئے میں تو اپنے بیٹے کے جنازے کی وجہ سے بخشا گیا ہوں میرے بیٹے نے میرا جنازہ پڑھایا اللہ نے اس جنازے کی وجہ سے مجھے معاف کر دیا تو حال کیا ہے ہم نے اپنے بچوں کو دکانداریاں سکھائی ہے ,انہیں انگلش ,فزکس ,کیمسٹری سکھائی ہے قرآن کس نے سیکھنا ہے اور نوجوانوں کو میں جاتے جاتے۔

ایک مسلئہ عرض کر جاؤ آپ ساری سمجھدار ہے اللہ نے آپ کو بیٹے بیٹیاں دی ہیں اس مسئلے کو سمجھئے بزرگوں نے فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جائے تو جو جنازہ پڑھوانے والا ہے اس میں سب سے پہلا حق اس کے بیٹے کا ہے اگر اس کا بیٹا ہے ,اور جوان ہے تو پولا حق (بولے کسکا ہے) بیٹے کا ، بیٹا اپنی ماں کا جنازہ خود پڑھائے ,بیٹا اپنے باپ کا جنازہ خود پڑھائے اتنا علم دینا ماں باپ پہ بچے کو فرض ہے ,لازم ہے کہ کم از کم ان کا بیٹا ان کا جنازہ ہی پڑھا سکے یہاں حالت یہ ہے کہ بچے کو جنازہ نماز آتی نہیں ,نمازِ جنازہ آتی ہی نہیں اسے پڑھانا خاک ہے ، ایسے بھی بچے دیکھے گئے ہیں کہ ماں کا جنازہ ,باپ کا جنازہ پڑا ہے اور وہ وضو کر رہا ہے ، جنازہ ہو رہا ہے اور وہ جناب ابھی وضو ہی نہیں مکمل ہوا تو ایسے بدنصیب والدین سے کیا کہا جائے جنہوں نے اپنے بچوں کی اتنی تربیت بھی نہیں کی ہے کہ وہ کل کو ان کا جنازہ ہی پڑھا سکے اور فرمایا کہ اگر بچہ نہیں اس قابل ,بیٹا اس قابل نہیں تو دوسرا حق جو ہے وہ بھائی کا ہے بھائی جنازہ پڑھائے ,بھائی آگے آئے کیونکہ جو درد بیٹے کو ہے نہ وہ پورے محلے میں کسی کو نہیں ہے اور جو درد بھائی کو ہے وہ بھی کسی کو نہیں ہے تو بھائی آگے آئے وہ

جنازہ پڑھائے اور اگر بھائی بھی نہیں پڑھا سکتا تو پھر جو ہے وہ تو پھر حق جو ہے وہ میت کے ننھیال کی طرف چلا جاتا ہے ماموں جنازہ پڑھائے ماموں بھی اس قابل نہیں ہے تو پھر ددھیال کی طرف چلا جاتا ہے اس طرح چار پانچ لوگوں کے بعد جا کے اگر کوئی بھی نہیں ہے تو پھر مسجد کے مولوی صاحب پڑھائے۔اب آپ سوچے کہ ہم کیا کرتے ہے ہم ڈائریکٹ مسجد کے مولوی صاحب کا گریبان پکڑتے ہیں (حضرت آپ پڑھائے) اوہ بھائی وہ ان کی اڈیوٹی تو ہے ,اچھی بات ہے ضرور علماء سے پڑھائے جنازہ ,ضرور اللہ والے جنازہ پڑھائے اس میں بڑی فضیلت ہے لیکن خدا کی قسم جو آپ کا بیٹا جنازہ پڑھائے گا اس سے بڑی فضیلت نہیں ہو سکتی (پتا ہی کوئی نہیں) اس کو ساری دنیا کی ہر چیز سکھا دی ہے نہیں سکھایا تو دین ہی نہیں سکھایا ,اس کو نیکی کی کوئی تعلیم نہیں دی لحاظہ فرمایا ایسے بیٹے تمہارے لیے پاؤں کی بیڑی بن جائے گے تمہیں دین کی طرف نہیں آنے دے گے وہ تمہیں کہے گے ابا جی (ادھر سانو کھواؤ پہلا) نمازیں بعد میں (میری شادی کنے کرنی اے) آپ کرے۔کیا عرض کیا جائے یہ دل کے وہ داغ ہے جو بار بار زبان پہ آ جاتے ہے اور تیسرا سبب جس سے انسان نیکی سے محروم رہ جاتا ہے سونے اور چاندی کے ڈھیر بینکوں میں رکھا ہوا ہے بیس بیس تولے ,اسی اسی تولے سونا لے جاؤ قبر میں تمہارے جو ہے وہ سر کے اوپر جب اسے داغا جائے گا نہ اس وقت خیال آئے گا کہ یہ سونا میں نے کیوں رکھا ہوا تھا سونے چاندی کے ڈھیر پڑے ہیں اور اس کے لیے پھر جہاد میں کون جائے بیویوں نے روک دیا ,بیٹوں نے روک دیا اگر وہ نہیں تو سونے چاندی کے ڈھیر ,اتنا سونا کمایا یہ کہن استعمال کرے گا یہ کون پہنے گا لحاظہ کوئی ضرورت نہیں جا کے جنگ کرنے کی غزوہ بدر میں جانے کی بیٹھ جاؤ ادھر ہی خبردار ادھر ہی بیٹھو سونا چاندی کس نے استعمال کرنا ہے ,یہ پیسے کس نے استعمال کرنے ہے **تو اللہ نے واضح کر دیا**

جو پیسوں کی وجہ سے نیکی چھوڑ دیتا ہے کیا ضرورت ہے میرے پاس سارا کچھ ہے خدا کی قسم جو دین کا درد غریبوں کے اندر ہوتا ہے وہ امیروں میں نہیں ہوتا۔

یہ لکھ کے ناگھول کے پی جائے امیروں کے اندر کبھی وہ درد پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ پہلے ہی رجے ہوتے ہیں جو پہلے ہی رجا ہوا سے دعا سے کیا غرض ,اس کو رونے سے کیا غرض ,وہ کیوں روئے گا ارے وہ کیوں چلائے گا وہ کیوں اللہ کے سامنے بچھے گا جو پہلے ہی رجّا ہے ,روئے گا وہ جس کے پاس کوئی شے نہیں ,جو دکھی ہے پریشان حال ہے ,جس کے پاس جیب میں کوئی دھیلا کوئی نہیں ,جو پریشان ہے بیمار بیٹھا ہے (اللہ اکبر)

تو علامہ نے بڑا اچھا نقشہ کھینچا ہے جن کے پاس یہ کچھ نہیں ہوتا ,سونے چاندی کے ڈھیر نہیں ہوتے (اللہ اکبر) آپ نے فرمایا زحمتِ روزہ جو کرتے ہے گوارہ تو غریب ارے نام لیتا ہے کوئی ہمارہ تو غریب امراء مست ہے نشہء دولت میں ہم سے ارے دین قائم ہے غرباء کے دم سے' یہ دین غربوں نے ہی اٹھایا ہوا ہے اور آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اپنے دین کو جس طرح پہلے دن تھا غریبوں سے اللہ نے دین کو نکالا تھا قیامت کے نزدیک غریبوں میں ہی واپس لے جائے گا یہ غریبوں سے ہی نکلا ہے اور غریبوں میں ہی جائے گا اور فرمایا کہ سنو سنو میں دعا مانگتا ہوں روز اللہ سے کہ اے اللہ مجھے غریبوں میں ہی زندہ رکھ اور مجھے غریبوں میں ہی موت عطا فرما۔غریب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں لحاظہ سونے چاندی کے ڈھیر بھی انسان کو نیکی سے روک دیتے ہے وہ درد پیدا ہی نہیں ہونے دیتے اندر ,جس کے بینک میں کروڑ روپیہ پڑا ہے وہ کیوں روئے گا ,جس کے بینک میں ڈولر پڑے ہیں اس نے کیوں رونا ہے لحاظہ یہ نیکی سے روک دیتی ہے یہ چیزیں اللہ تعالی نے واضح کر دیا کہ ہم نے یہ وہ اسباب ہے جو غزوہ بدر میں جانے والوں سے رہ گئے (اللہ)۔

کھیتیاں تمہارے کاروبار اور جانور یہ ہر وہ چیز ہے جو انسان کو نیکی سے روکتی ہے یہ دنیا کی زندگی ہے صرف دنیا تک رہ جائے گی ,یہ سونے چاندی کے ڈھیر سب ختم ,یہ کاروبار ,روٹی پانی ,کوٹھیاں ,کاریں ,بنگلے ارے کس کے لیے نیکی چھوڑ رہے ہو یہ ہر شے ادھر رہ جانی ہے جانا تیرے ساتھ وہ سفید کفن ہے (اللہ اکبر)۔اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہترین ٹھکانا ہے اللہ نے واضح کر دیا کہ جو یہ چیزیں چھوڑ کے میری طرف آئے گے میں انہیں بہترین ٹھکانہ عطا کروں گا جسے جنت کہتے ہے (اللہ) یہی آیتیں آگے چلتی ہے اور اللہ نے کچھ خوبصورت آیات آگے بھی نازل فرمائیں آیت نمبر ۱۷ کے اندر بڑی خوبصورت ایک گفتگو ہے ان لوگوں کی علامتیں اللہ نے جو غزوہ بدر میں گئے تھے انھی کے اعزاز میں یہ ساری آیتیں نازل ہوئی ہیں آپ اندازہ کیجیے اللہ نے ان کا کتنا صلہ عطا فرمایا جن لوگوں نے جا کے اس وقت دین کی حفاظت کی (اللہ اکبر)

صبر کرنے والے ,ہر حالت میں سچ بولنے والے ,اور ادب والے ,اور اللہ کے رستے میں خرچ کرنے والے ,اور سحری کے وقت اٹھ کے اللہ کے سامنے معافی مانگنے والے۔

یہ کچھ علامتیں بیان کی گئیں میرے بچوں یہ وہ علامتیں ہیں جوان میں سے کوئی ایک دو بھی ہمارے اندر آ گئی تو امید ہے کہ ہم بھی کامیاب لوگوں میں شامل ہو جائے گے, صبر کرنے والے مصیبتوں پہ روتے نہیں ہے, چلاتے, چیختے نہیں ہے, اپنے گریبان نہیں پھاڑتے ہیں, دیواروں سے سر نہیں ٹکراتے ہے, وہ تمیز کے دائرے سے باہر نہیں نکلتے ہیں وہ صابرین ہیں صبر کرتے ہیں, خاموش ہو جاتے ہے اپنی زبان کو تالا لگا لیتے ہیں, وہ اپنی زبان سے کوئی بھی شکوہ اور شکایت نہیں کرتے **صبر کی تعریف** کرتا ہوں پھر آگے چلتے ہیں صبر یہ ہے **کہ انسان کڑوہ پیالا دوائی کا اس طرح پی جایئے جس طرح وہ میٹھی روح افزا پیتا ہے اسے صبر کہتے ہیں** پھر دہراتا ہوں صبر یہ ہے کہ انسان کڑوہ دوائی کا پیالا اس طرح پی جائے جس طرح میٹھی روح افزا پیتا ہے اسے صبر کہتے ہے یہ صبر ہوگا اور اگر کسی نے ذرا بھی شکوہ کیا تو وہ صبر کی اس ڈیفینیشن سے نکل جائے گا اور جونہی صبر سے نکلا تو صبر کی برکتیں بھی نکل گئیں, صبر کی رحمتیں بھی نہیں پا سکے گی۔ اب اس عورت کا, اس مرد کا اندازہ لگائے جو ساری دنیا کو سناتا ہے, جو فون کر کر کے بتاتا ہے یا بتاتی ہے یا ساری دنیا اکٹھی کر لیتی ہے اور اپنی مصیبت کا ذکر لوگوں سے کرتی ہے اس کو صبر سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس کو صبر سے کچھ بھی نہیں ملے گا اور ہر حالت میں سچ بولنے والے کسی حالت میں اپنی زبان پہ جھوٹ نہیں لاتے میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی زبان کو سچ والا بنالو تو تمہاری دعا تمہاری زبان پہ آنے سے پہلے قبول ہو جائے گی (حضرت صاحب دعا کر دیں, پیر صاحب دعا کر دیں, حضرت آپ دعا کر دیں, اماں جان دعا کریں بابا جی دعا کر دیں تم خود نہیں کر سکتے اس لیے کہ تیری زبان کے اندر صدیق ہونے کی صفت نہیں ہے اگر تو صدیق ہو جائے تو حضور فرما رہے ہیں کہ تمہاری زبان جو دعا مانگے گی وہ قبول ہو جائے گی, اپنی زبان پہ جھوٹ نہ لانے دیں, کسی کو جھوٹی بات نہ بتاؤ سچ بولو ہر حالت میں سچ بولو

ادب والے ادب کرنے والے لوگ, بڑوں کو بڑوں والی جگہ پہ رکھنے والے, چھوٹوں کو چھوٹوں والی جگہ پہ رکھنے والے, استاد کو استاد کی جگہ پہ رکھنے والے, شیخ کو, پیر صاحب کو پیر صاحب کی جگہ پہ رکھنے والے یہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

جس میں ادب نہیں اس میں کچھ بھی نہیں

'با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب'

با ادب بامراد بے ادب بے مراد لحاظ ادب کرنے والے لوگ, آہستہ بولنے والے, اپنی زبان کو تیزی سے روکنے والے, ہمیشہ نظریں جھکا کے چلنے والے, نماز کا ادب جاننے والے, زکوۃ کا ادب جاننے والے حج کا ادب جاننے والے جو ہے ان سارے لوگوں کا قرآن میں ذکر کیا گیا ادب کرنے والے اللہ کے رستے میں خرچ کرنے والے, پیسے جھوڑ جھوڑ کے نہیں رکھتے وہ ضرور اپنی جیب خالی کرتے ہیں مولا یہ تیرے رستے میں یہ تیرے رستے میں, یہ تیرے رستے میں (اللہ اکبر)

اور وہ لوگ جو سحری کے وقت اٹھ کے توبہ کرتے ہیں, سحری کا وقت بڑا خاص وقت ہوتا ہیں میں نے پچھلے درس میں عرض کیا تھا کہ اس وقت خود اللہ دینے کے لیے آتا ہے اللہ فرماتا ہے پہلے آسمان پہ آ جاتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندو اٹھو اور میرے سے اولاد مانگو میں اولاد دوں گا, اٹھو مجھ سے رزق مانگو میں رزق دوں گا یا اٹھو مجھ سے شفا مانگو میں شفا دوں گا میں خود دینے کے لیے آیا ہوں تو ان لوگوں کی علامت وہ صبح صبح اٹھتے ہیں, سحری کے وقت اٹھتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ یہ صفتیں اگر پیدا ہو جائے تو ان سے بڑی کوئی صفت نہیں (اللہ اکبر)

اس آیت کو سمجھنے کے لیے پورے جسم کو کان بنالیں اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہیں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آیت نمبر ۱۸ کا پہلا حصہ میں نے پڑھا ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اللہ خود شہادت دے رہا ہے, گواہی دے رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے

لائق نہیں ہے۔ دو شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ملک شام سے آئے تھے اور آقا سے ملے اور کہنے لگے کہ ہم جب مدینے میں آئے ہیں تو ہم اس شہر کو دیکھتے ہی وہ تمام علامتیں پوری ہو گئی ہیں جو ہم نے اپنی تورات میں پڑی تھی کہ جو نبی آخری آئے گا اس کا شہر اس طرح کا ہوگا تو وہ علامت تو پوری ہو گئی دوسرا ہم نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے تو چہرہ دیکھ کے بھی

ہمیں وہ ساری علامتیں مل گئیں ہیں جو تورات میں لکھی ہیں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن ایک سوال ہیں ہمارہ آپ سے وہ آپ سوال کا جواب دیں دے گے نہ تو ہم آپ پہ ایمان لے آئے گے تو آ قاں ﷺ نے فرمایا پوچھیے کیا سوال ہے توانہوں نے کہا کہ آپ ہمیں پوری اپنی کتاب قرآن سے بتایئے سب سے بڑی گواہی قرآن کے اندر کون سی ہے کون سی سب سے بڑی گواہی ہے تو آ قا ﷺ نے سورۃ آالِ عمران کی آیت نمبر ۱۸ کا پہلا حصہ پڑا یہ جو مین نے پڑاا بھی اللہ خود شہادت دے رہا ہے کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فرمایا یہ سب سے بڑی گواہی ہے یہ اللہ کی گواہی ہے اپنے ہی لیے سب سے بڑی گواہی تو یہ آیتِ کریمہ کا پہلا حصہ آپ نے جب تلاوت کیا تو وہ جو ہے دونوں اشخاص مسلمان ہو گئے کلمہ پڑھ لیا اور یہ آیت جب نازل ہوئی تو اس کے شانِ نزول میں یہ لکھا ہے کہ جب یہ آیت کا یہ حصہ نازل ہوا کہ اللہ گواہی دے رہا ہے کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو کعبہ کے اندر جو تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے وہ سارے بت انگے منگے پڑ گئے نیچے جا گرے کہ جب اللہ نے کہہ دیا ہے کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو دنیا کی ہر شے اللہ کے سامنے سجدے میں چلی گئی (اللہ اکبر) اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور یہ ہمارہ جو ہے وہ موضوع آیت نمبر ۲۶ میں آتا ہے صفحہ نمبر ۲۱۸ میں آخری آیت اللہ نے ارشاد فرمایا

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌO

اس آیتِ کریمہ میں اللہ نے اپنی بہت ساری شانوں کا بیان فرمایا ہے آیت نمبر ۲۶ کے اندر اے نبی آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ تمام ملکوں ملک کا مالک ہے اللہ جسے چاہتا ہے ملک بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اللہ کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے اور بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے یہ بہت خوبصورت آیات ہے اور ان کے بارے میں میں آ قا ﷺ کی ایک حدیث شریف بھی موجود ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے اوپر پہاڑوں کے پہاڑ قرضہ ہو تو وہ اگر یہ آیت کثرت سے اپنی زبان پہ رکھے تو اللہ تعالی اس کا قرضہ ادا فرما دے گا تو قرضوں کی ادائیگی کے لیے اس آیت کو خاص طور پہ پڑھا جاتا ہے اور یہ آیتِ کریمہ جو سورۃ آلِ عمران میں آیت نمبر ۲۶ ہے اس آیت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس سے ہم نے بھی دیکھا ہے اور آزمایا بھی ہے ، بہت سارے لوگوں کو یہ پڑھنے کے لیے دی ہے اور ان سے ہمیں جو نتیجہ ملا رزلٹ ملا وہ یہی ہے کہ اللہ تعالی نے قرضوں کو ادا فرما دیا ہے اس میں اللہ تعالی کی بہت خوب صورت گفتگو ہے جس میں میں جس میں اشارہ کرنا چاہوں گا وہ یہ حصہ ہے

اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے۔

اس پہ ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ نے ہی ہمیں عزت دینی ہے دنیا عزت نہیں دے سکتی اگر دنیا ساری بھی آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے لیکن آپ اللہ کی نظر میں ذلیل ہے تو اس کا کوئی فائدہ آپ کو نہیں ہو گا اور اگر آپ اللہ کی نظر میں عزت والے ہیں اور دنیا آپ کو جوتے اور شاید تھوکتی ہے تو پھر بھی اللہ کی نظر میں چونکہ آپ عزت والے ہیں تو اس بے عزتی کی کوئی پروا نہیں ہو گی جسے اللہ عزت دیتا ہے وہی عزت ہوتی ہے اور جسے اللہ ذلت دیتا ہے وہی ذلت ہوتی ہے ہم نے جو اپنے پیمانے ,اپنے معیار بنائے ہیں وہ ہمیں توڑ دینے چاہیے اللہ کی نظر میں عزت نیک کاموں سے بنتی ہے ,اچھے کاموں سے بنتی ہے سچ بولنے سے بنتی ہے ایمانت داری سے بنتی ہے ,اپنی آنکھوں اور اور اپنے دل کی حفاظت کرنے سے بنتی ہے ,اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھنے میں بنتی ہے جو ایسا کر رہا ہے اسے مبارک ہو وہ کسی بھی حالت میں دنیا میں رہتا ہے اللہ کی نظر میں وہ عزت والا ہے اور اگر بظاہر وہ دنیا کے اندر اے سی والی گاڑی میں جاتا ہے اے سی والے کمرے میں بیٹھتا ہے دنیا کے اندر اس کے ہزار غلام ہیں ، خادم ہیں ، کروڑوں روپیا اسکے بینک میں پڑیں ہیں ، دنیا میں عہدوں اور اقتدار ہے اور لوگ اسے سلامیں کرتے ہیں ، لوگ اسکے پاؤں کو چومتے ہیں ، اسکے ہاتھ چومتے ہیں ، لوگ اسکی بڑی عزت کرتے ہیں لیکن گناہوں سے وہ بعض نہیں رہتا ، وہ گناہوں سے اپنے ہاتھ نہیں روکتا ، وہ اپنی آنکھوں اپنے دل کو گناہوں سے نہیں روکتا ، وہ اپنی زبان کو جھوٹ سے آراستہ کرتا ہے ، وہ اپنے دن اور رات میں گناہوں کو سرف کرتا ہے ، اللہ کی نظر میں وہ ذلیل ہے بظاہر وہ کسی بھی رتبے اور مقام پہ بیٹھا ہو۔

لہذا اللہ کی عزت ہی اصل عزت ہے اور اسی کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کی دی ہوی ذلت ہی اصل ذلت ہے اور اسی ذلت سے بچنا چاہیے ۔ دنیا کی عزتیں نہ پہلے کبھی عزتیں بنیں

ہیں اور نہ کبھی بنے گیں۔ لہذا اللہ نے واضح کر دیا اس آیت میں کہ اللہ ہی ساری عزتیں دیتا ہے، اور اللہ ہی ساری ذلتیں دیتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے۔ وہ دیتا ہے تو کسی کو روک نہیں سکتے، ساری دنیا الٹی لٹک جائے کہ میں اسکی اولاد نہیں ہونے دوں گی جسے اللہ اولاد دینا چاہے اسے روک نہیں ساری دنیا الٹی لٹک جائے کہ میں اسکو پیسہ دھیلا نہیں جانے دوں گی جسے اللہ دینا چاہے اسے روک نہیں سکتا کوئی اور اگر اللہ روکنا چاہے کہ میں اسے نہیں دینے دوں گا، نہ اس تک ایک روپیہ اور دھیلا پہنچنے دوں گا تو ساری دنیا بھی دینے کے لیے آجائے تو اللہ اسے دینے نہیں دے گا لہذا جو تجھ تک پہنچا ہے ایک بات عرض کرتا چلوں جو کچھ تجھ تک پہنچا ہے اللہ کی مرضی سے پہنچا ہے اور جو تجھ تک نہیں پہنچا ہے وہ بھی اللہ کی مرضی سے نہیں پہنچا ہے یہ اگر عقیدہ ہو تو کوئی پریشان ہوتا ہے، کوئی دکھی ہوتا ہے، کوئی دن میں میں نماز چھوڑتے ہیں، کوئی اللہ رسول کے رستے سے دور ہوگا جب ملنا ہے تو میرے رب نے دے دینا ہے اور جب اس نے نہیں دینا ہے تو ہزار کوشش بھی کرلو تو نہیں دینا ہے تو اللہ نے وہاں یہاں واضح کر کے کان کھول دیے کہ اگر ذلت تم دیکھ رہے ہو تو میری ہی دی ہوئی ہے اور اگر عزت دیکھ رہے ہو تو یہ بھی میری ہی دی ہوئی ہے تو اللہ پہ پورا ایمان اور پورا بھروسہ رکھنا اس آیت سے ہماری ڈیوٹی بنتی ہے آج کا ہمارا لیکچر یہی تک ختم ہوتا ہے (انشااللہ)

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے یہ جو گفتگو کی ہے اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

نبی ﷺ کے خلاف سازشیں

عالم القرآن کورس میں آج کا ہمارا لیکچر یہ رکوع نمبرے سے شروع ہوتا ہے اور اس کی گفتگو جو ہے جیسے کہ پہلے اس سے پہلے ہم پڑھتے آئے ہیں کہ عیسائیوں سے کی گئی ہے اور عیسائی جو ہیں ان سے یہ تمام مکالمہ ہے اور عیسائیوں کے ساتھ یہ گفتگو ہے جیسے آقا ﷺ نے ان سے مباہلے کے حوالے سے بھی آیت نازل ہوئی کہ ان کے ساتھ مباہلہ کیجئے تو یہی گفتگو اسی رکوع میں جاری ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ اللہ کے نبی کو حکم دیا گیا کہ اس سے پہلی آیت جو آیت نمبر ۶۴ ہے اس رکوع کے اندر

آیت ۶۴

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ O

اس آیت کے اندر یہ واضح کیا گیا کہ اے نبی تم انہیں یہ دعوت دے دو کہ چلو تم ساری باتیں نہ مانو لیکن جو باتیں ہم دونوں میں مشترک ہیں ان پہ ہی آجاؤ جو ہم دونوں میں ایک جیسی ہیں جیسے ہم بھی ایک خدا پہ یقین رکھتے ہیں تم بھی ایک خدا پہ یقین رکھتے ہو، ہم بھی اللہ کا شریک نہیں مانتے تم بھی اللہ کا شریک نہیں مانتے تو چلو انہی باتوں پہ اکھٹے ہو جاؤ تو اللہ پاک نے واضح اس آیت کے اندر دعوت دی ہے کہ اگر تم ساری باتیں تسلیم نہیں کرتے تو کم از کم انہی باتوں کے اوپر ایک دوسرے کے ساتھ اکھٹے ہو جاتے ہیں

اس سے اگلی آیت میں جو

آیت نمبر ۶۵ ہے اس میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O

ترجمہ: اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی کتاب تورات وانجیل مگر ان کے بعد کیا اتنا بھی تم نہیں سمجھتے۔

آیت نمبر ۶۵، ہوا یہ تھا کہ یہ دونوں یہودی اور عیسائی آ قاﷺ کی بارگاہ میں آئے تھے اور انہوں نے آ کر یہ جھگڑا شروع کر دیا تھا کہ ابراہیمؑ، عیسائی کہتے تھے عیسائی ہیں اور یہودی کہتے تھے یہودی ہیں ان دونوں نے جھگڑا شروع کر دیا بجائے حضورﷺ سے گفتگو کرنے کہ یہ ابراہیمؑ ہے کی ذات کے اوپر جھگڑنے لگے کہ عیسائی یہ دعوی کرر ہے تھے کہ نہیں ابراہیمؑ عیسائی ہیں اور یہودی یہ کہنے لگے نہیں وہ یہودی ہیں تو اللہ نے یہ واضح آیت نازل فرمائی کہ تم کیسے یہ بات کہہ سکتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل تو ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئی یعنی ابراہیمؑ نہ تو یہودی ہیں اور نہ عیسائی ہیں، ابراہیمؑ ان دونوں سے بہت پہلے کے نبی ہیں تو تم دونوں کس طرح یہ بات ثابت کرنے پہ تلے ہوئے ہو کہ ابراہیمؑ عیسائی ہیں یا یہودی ہیں تو اللہ نے واضح کر دیا کہ اے نبی یہ خود ہی جھگڑر ہے ہیں حالانکہ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ تو ابراہیمؑ کے بہت دیر بعد آئے ہیں تو ابراہیمؑ کے بارے میں ان کا جھگڑنا تو فضول ہے ان کو ایسے نہیں کرنا چاہئے اس طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور **آیت نمبر ۷۲** میں آتی ہے اس میں **اللہ نے ارشاد فرمایا صفحہ نمبر ۲۴۳**

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ O

ترجمہ:

اور کہا ایک گروہ نے اے اہل کتاب سے کہ ایمان لے آؤ اس کتاب پہ جو اتاری گئی ایمان والوں پہ صبح کے وقت اور انکار کر دو اس کا سرِ شام شاید وہ اس طرح اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔

یہ بہت بڑا سازش کا طعنہ بانہ تھا جو بُنا گیا اسلام کے خلاف، یہودیوں نے تیار کیا کچھ لوگوں کو کہ تم لوگ یوں کرو کہ یہ تو اب نہ ہماری دلیلوں سے قابو میں آرہے ہیں اور نہ تو ہم انہیں کسی اور طرح زیر کر پار ہے ہیں یہ ہر لحاظ سے انہیں فتح دیتے جاتے ہیں تو اب ایک ہی طریقہ ہے کہ ایسے جھوٹے بندے تیار کرو جو جاکے مسلمانوں کے نبی کے پاس کلمہ پڑھیں مسلمان ہو جائیں اور شام کو کافر ہو جائیں اور لوگوں سے یہ کہیں کہ ہم نے اسلام کی بڑی اچھائی سنی تھی لیکن جب ہم ان کے قریب گئے ہیں ان کے پاس بیٹھے ہیں تو ہمیں ان کی گندگی کا اندازہ ہو گیا ہے یہ تو بہت گندا مزہب ہے تو اس لئے لوگوں کو جب یہ بتائیں گے تو لوگ اسلام سے دور ہو جائیں گے، اسلام کے قریب نہیں آئیں گے یہ بہت بڑی سازش تیار کی گئی اور اس کے لئے ان ظالموں نے باقاعدہ بڑی تیاری کی تھی انہوں نے بڑے برے جوان تیار کئے کہ جانا ہے انہوں نے اور جاکے کلمہ پڑھنا ہے اور صبح اور رات کو جاکے کافر ہو جانا ہے تو اس طرح یہ سازش تیار ہوئی (اللہ اکبر)

لیکن جو ہے انہوں نے یہ سازش تیار تو کر دی لیکن اللہ نے اپنے نبی کو اس آیت کے لئے جو آیت نمبر ۷۲ ہے خبر دے دی کہ اے نبی ہوشیار رہنا اب یہ لوگ تمہارے ساتھ یہ کرنے لگے ہیں یہ ظلم کریں گے کہ یہ ایسے لوگ بھیجیں گے جو صبح کلمہ پڑھیں گے اور شام کو کافر ہو جائیں گے تو اللہ نے سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا اور یہ اس میں ناکام ہو کر رہ گئے۔

اس سے اگلی آیت میں، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

آیت نمبر ۷۳ کے اندر، اللہ نے ارشاد فرمایا

وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ یُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ O

آیت نمبر ۷۳، اس آیت کو مفسرین نے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے ۷۳ آیت میں کہ یہودیوں نے جو تیار کئے تھے بندے ان کے عقیدے کیا کیا تھے، ایک تو یہ کہ تین چیزیں یہ بڑی مہارت سے ان کو ذہن نشین کرواتے، تین چیزوں کو ذہن نشین کروایا جاتا تھا جو بھی نوجوان جو ہے اس کے لئے تیار کئے گئے انہیں تین چیزوں کے اوپر بہت زیادہ ان کی محنت کی گئی۔

(۱) اپنے دین کے ماننے والوں کے بغیر کسی کی بات نہیں ماننی

سب سے پہلے یہ کہ اپنے دین کے ماننے والوں کے بغیر کسی کی بات نہیں ماننا، یہ پہلا انہوں نے جملہ ڈالا، یہ **brainwashing** ہے جو ان ظالموں نے کی تھی ان نو جوانو ں کی جو اس وقت دین اسلام کے خلاف کھڑے ہونے والے تھے، پہلی **brainwashing** یہ کی گئی کہ اپنے دین کے سوا کسی کی بات نہیں ماننی، کسی کی گفتگو کو **authantic** نہیں سمجھنا اور یہی سمجھنا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے جو ہمارا دین ہے بس وہی ہے، جو ہمارا دین ہے بس اسی کی گفتگو ہے باقی جتنے دین ہیں تو یہ پہلا انہوں نے ذہن تیار کیا کہ اس طرح سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی گئی ان نو جوانوں کو یہ سیکھایا گیا کہ اپنے دین کے ماننے والوں کے بغیر کسی کی بات نہیں ماننی۔

۲) کہ جس طرح تمہیں اللہ نے نوازہ ہے اس طرح سے اللہ نے کسی کو بھی نہیں نوازا تم بڑے اعلی لوگ ہو، تم بڑے کامیاب لوگ ہو۔

ایک پہلے یہ **brainwashing** کی گئی کہ جب تم لوگ جاؤ گے پہلے تو اپنے دین کے علاوہ کسی کی بات نہیں سنی، دوسری **brainwashing** یہ کی گئی کہ تم بالکل کامیاب انسان ہو، دنیا اور آخرت تمہاری ہے

۳) یہ **brainwashing** کی گئی کہ تم بالکل مطمئن رہو کہ قیامت کے دن اللہ پاک تمہیں معاف کر دے گا اور تمہیں جنت عطا کی جائے گی۔

یہ تین چیزوں سے ان ظالموں نے خطرناک سازش تیار کی آج بھی اگر دیکھیں کہ اس زمانے میں جو گمراہ طبقہ ہے جسے طالبان کہتے ہیں وہ بھی اسی تین سوچ کے اوپر چلتا ہے وہ بھی لوگ اسی طرح **brainwashing** کرتے ہیں اور ان کے بچوں کو اسی طرح ان کا دماغ تیار کیا جاتا ہے کہ **ایک تو پہلی بات یہ کہ تم لوگوں کو جو ہم سیکھا رہے ہیں وہی دین ہے اپنا دماغ بند کر لو اپنے دماغ کی کھڑکیوں کو تالا لگا لو کسی کی بات نہ سنو**، کوئی کیا کہہ رہا ہے کس طرح کی حدیث، قرآن کی آیت بیان کرتا ہے سب صفر ہے صرف جو تمہیں ہم سیکھا رہے ہیں وہی دین ہے یہ ان بچوں کے اندر کئی کئی سال لگا کر یہ چیز ڈالی جاتی ہے۔

اور دوسرا یہ ڈالا جاتا ہے کہ **تم اس وقت جو جہاد کر رہے ہو یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے لہذا تم بڑے کامیاب ہو اور دنیا اور آخرت میں کامیابی تمہارے پاس ہی رہے گی** اور اس لئے تم دنیا میں آئے ہو اور دیکھو تم دین کا کام کر رہے ہو

اور تیسرے نمبر پہ یہ کہا کہ **بالکل مطمئن رہو ابھی تم جا کے خود کش حملہ کر وا اور سو دو سو بندوں کے چیتھڑے اُڑا دو تو تم پھر بھی تم جنت میں جاؤ گے** تو یہ تینوں چیزیں بیان کر کے تو ذہن واش کئے جاتے اور ان بچوں کے ذہن بنا کر تو ان کو جو ہے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جب کہ اسلام جو ہے ان تینوں چیزوں کے خلاف ہے، سب سے پہلے یہ کہنا کہ اپنے دین کے علاوہ کسی کی بات نہیں سنی اسلام اس کے خلاف ہے، **اسلام کہتا ہے اچھی بات جہاں سے بھی ملے قبول کرو، کوئی بڑا ہے چھوٹا ہے کوئی جاہل ہے عالم ہے کوئی اچھی بات کر رہا ہے سنو اس کی بات، اس کی بات کو سمجھو** کہ وہ کیا ہے یہ نہ سوچو کہ وہ ابھی چھوٹا ہے یہ تو علم میں مجھ سے کم ہے عام طور پہ بزرگوں کو یہی مسئلہ ہوتا ہے کہ نہیں میرے تو بال سفید ہو گئے ہیں یہ تو کل کا بال کیسے مجھے نیکی کی بات سیکھا سکتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا، اسلام اس کے خلاف ہے اسلام کہتا ہے کہ تمہیں اچھی بات جہاں سے ملے وہ تمہارا حصہ ہے اسے اُٹھاؤ اور اس پہ عمل کرنے کی کوشش کرو۔

دوسرا اسلام اسکی بھی ممانعت کرتا ہے کہ جن انعامات سے تمہیں سرفراز کیا گیا اور کسی قوم کو عطا نہیں کیا گیا، اللہ پاک جسے چاہے انعام عطا کرے، اللہ جسے چاہے رحمت عطا کرے جس قوم کے جس بندے کو چاہے اسے بخش دے یہ اس کے اوپر ہے، اور تیسرا یہ کہ بالکل مطمئن رہو کہ تم قیامت والے دن بخشے جاؤ گے اسلام اس کے بھی خلاف ہے، اسلام کہتا ہے ہر وقت ڈرو اللہ سے کسی بھی وقت کوئی بھی گناہ کوئی بھی مسئلہ بنا تمہاری موت بے ایمانی کی حالت میں آئی تو سیدھا دوزخ میں جاؤ گے لہذا مطمئن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، محنت کرو کوشش کرو تو ان ظالموں نے ان تینوں طریقوں سے ان کے ذہن تیار کئے تھے لیکن اللہ پاک نے اپنے نبی کو چونکہ آگاہ کر دیا تو اس لئے یہ سازش استعمال ہونے سے پہلے ہی ناکام ہوگئی۔

اس سے اگلی آیت میں آیت نمبر ۷۴ کے اندر اللہ فرما رہا ہے کہ

یَّخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ط وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِO

ترجمہ۔ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص بنا دیتا ہے

اس آیت میں بہت بڑا پیغام ہے کہ اللہ جسے چاہے خاص بنا دیتا ہے، ایک تو یہ پیغام پوری دنیا کو ہے یہودیوں اور عیسائیوں کو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے اندر اللہ کا نبی آتا تو یہ اللہ پاک کی اپنی مرضی ہے وہ جسے چاہے نبوت عطا کرے، وہ جسے چاہے بخشش کا ذریعہ عطا کر دے وہ تمہارا محتاج نہیں وہ جسے چاہے عطا کر دے ایک تو اس کے اندر یہ پیغام ہے اور دوسرا قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے بہت بڑا اس کے اندر یہ راز دیا جا رہا ہے کہ اے مسلمانوں اللہ پاک کچھ لوگوں کو خاص بناتا ہے، مفسرین نے اس پہ بہت بحث فرمائی ہے کہ **اللہ پاک جب کسی بندے کو خاص بنانے لگتا ہے تو اس کی کچھ عادتیں ہیں یا اسکے کچھ طریقے ہیں جن کے اوپر وہ عمل کرتا ہوا اپنے بندے کو وہ خاص بنا دیتا ہے۔**

سنیئے اور اس کو سمجھئے اللہ کی ان عادات اور طریقوں کو، سب سے پہلے اللہ جب کسی کو خاص بنانے لگتا ہے تو اس کا پہلا طریقہ جو بزرگوں نے لکھا اپنی کتابوں میں کہ اللہ جسے چاہتا ہے خاص بناتا ہے ایک تو یہ کہ اس کی مرضی ہے وہ انسانوں میں سے کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھتا کسی جوان بوڑھے کو نہیں دیکھتا، وہ کسی عالم جاہل کو نہیں دیکھتا وہ جسے چاہتا ہے خاص بناتا ہے، فرمایا پہلا طریقہ یہ ہے کہ

جب اللہ کسی کو خاص بنانے لگتا ہے تو اسے خاص لوگوں کے قریب کر دیتا ہے

اگر آپ ڈاکٹر بننے لگیں گے تو آپ ڈاکٹروں کے قریب چلے جائیں گے، اگر آپ انجینئر بننے لگیں گے تو آپ انجینیروں کے قریب چلے جائیں گے، اگر آپ نے زندگی میں کچھ بھی کرنا ہے بڑا عہدہ لینا ہے تو آپ اس بڑے عہدے والے کے قریب جائیں گے، آپ نے اچھا ٹیلر ماسٹر، درزی بننا ہے تو درزی کے قریب جائیں گے اسی طرح آپ نے زندگی میں اچھی کھانا پکانے والی بننا ہے تو کسی اچھی کھانا پکانے والی کے قریب جائیں گے، ہر لحاظ سے یہ پہلا اصول اپناتا ہے اللہ جسے اللہ خاص بنانے لگتا ہے اسے خاص لوگوں کے قریب کر دیتا ہے یہ پہلی علامت ہے اور اگر کسی کو یہ توفیق مل رہی ہے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ اسے خاص بنانا چاہتا ہے۔

دوسرا فرمایا کہ خاص لوگوں کو اللہ جب خاص بناتا ہے ایک تو خاص لوگوں کے قریب کر دیتا ہے اور پھر نہ صرف قریب کرتا ہے بلکہ ان خاص لوگوں کی پھر محبت بھی عطا فرماتا ہے یعنی یہ نہیں قریب ہونے سے مراد کہ وہ جو ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے اور ذہن کہیں اور گیا کسی اور جگہ اور دماغ کی ڈور کسی اور جگہ بندھی ہوئی ہے بلکہ جب وہ خاص لوگوں کے قریب آتے ہیں لوگ تو ان خاص لوگوں کی محبت بھی دل میں آتی ہے ان کی طرف دھیان رہنا یہ بھی خاص بننے کی علامت ہے

تیسرا فرمایا کہ جب اللہ خاص بناتا ہے تو نہ صرف خاص لوگوں کے قریب کرتا ہے، نہ صرف یہ کہ خاص لوگوں کی محبت عطا کرتا ہے **بلکہ اسے خاص لوگوں کا علم عطا کرتا ہے** بلکہ علم ملنا شروع ہو جاتا ہے مطلب انسان پہلے نہیں جانتا تھا پھر جاننا شروع کر دیتا ہے، بہت ساری باتیں زندگی میں پتہ نہیں تھی تو وہ جب ان کے قریب بیٹھتا ہے تو اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے زندگی گزارنے کے طریقے سمجھ آتے ہیں، زندگی گزارنے کے ڈھنگ سمجھ آتے ہیں، لوگوں سے بات کرنے کا طریقہ آجاتا ہے یعنی علم میں اضافہ ہوتا ہے اگر علم پہلے ۱۰ فیصد تھا ان کے قریب آنے سے وہ ۸۰ فیصد، ۶۰ فیصد تک چلا جاتا ہے علم میں زیادتی ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ جب اپنی مرضی سے کسی کو خاص بنانے لگتا ہے تو نہ صرف اسے خاص لوگوں کے قریب کرتا ہے، نہ صرف خاص لوگوں کی محبت دیتا ہے، نہ صرف ان خاص لوگوں کا علم دیتا ہے بلکہ **ان خاص لوگوں کی خدمت کی سعادت بھی عطا فرماتا ہے** یعنی وہ پاس بھی رہے گا تو خدمت سے محروم نہیں رہے گا اللہ پاک اسے اپنے بندوں کی خدمت گزاری میں چن لیتا ہے (اللہ اکبر)

اب آپ اندازہ کیجئے کہ اس دنیا میں جتنے بھی اللہ والے خاص لوگ بنے ہیں ایک بات تو یہ کہ اللہ نے ان کو منتخب کیا ہے اللہ پاک نے انہیں select کیا ہے کیونکہ قرآن فرما رہا ہے

''کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر دیتا ہے''

یہ واضح کر دیا قرآن نے کہ یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ جسے چاہے خاص بنا دیتا ہے
حضرت مولانا رومؒ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ

مولوی نہ شد ہرگز مولائے روم

(اللہ اکبر) کہ میں کبھی بھی مولانا روم نہ بنتا، لوگ آج مجھے مولانا روم کہتے ہیں میں ایک مولوی تھا ایک عام سا بندہ تھا میں ایک عام سا انسان تھا لیکن آج مجھے ساری دنیا مولانا روم کہتی ہے (اللہ اکبر)

اس وقت تک میں مولوی ہی رہتا لیکن اب اللہ نے مجھے مولانا روم بنایا اس لئے کہ میں **شمس تبریزؒ** کی خدمت میں خاضر ہوا جب سے میں شمس تبریزؒ کے پاس آیا ہوں اس کے بعد اللہ نے مجھے مولانا رومؒ کا درجہ عطا فرمایا

اور اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے بارے میں فرمایا

لوگوں نے جب آپ سے پوچھا کہ حضور آپ **کو الف ثانیؒ** کہا جاتا ہے مجدد الف ثانیؒ اس کی وجہ کیا ہے تو فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ کی اتنی خدمت کی ہے میں نے اپنے بزرگوں کے ساتھ اتنا پیار کیا ہے کہ آج مجھے دنیا مجدد الف ثانی کہتی ہے۔ تو اللہ یقیناً خاص بناتا ہے لیکن اس کے خاص بنانے کے کچھ طریقے ہوتے ہیں جو لوگ نہیں بدلتے اصل میں وہ بدلنے والوں کے قریب نہیں آتے لہذا وہ بدل نہیں سکتے ساری زندگی اسی طرح رہیں گے ایک بے نماز کبھی بھی نمازی نہیں ہوسکتا جب تک وہ کسی نمازی کے قریب نہیں آتا، ایک برا کبھی اچھا نہیں ہوسکتا جب تک وہ کسی اچھے کے قریب نہیں آتا ایک بدتمیز کبھی بھی اچھے اخلاق والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ کسی اچھے اخلاق والے کے ساتھ نہیں رہتا تو یہ ایک **universal truth** ہے یہ ایک ایسا سچ ہے جس کے اوپر ایمان لانا چاہئے، کہ اللہ فرما رہا ہے کہ خاص کر لیتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے یعنی اللہ کی مرضی تو ہے لیکن اللہ کے کچھ اصول ہیں وہ اگر اپنائے جائیں تو ہر شخص خاص بن سکتا ہے (اللہ اکبر)

آگے ارشاد فرمایا

''اللہ بہت بڑے عظیم فضل کا مالک ہے'' (اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور آتی ہے آیت نمبر ۷۷ کے اوپر

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَايُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌO

وہ لوگ جو اللہ کے وعدوں کو اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت پر توڑ دیتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں قیامت کے روز پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی عہد شکنی اور وعدہ خلافی پر، اصل میں اس کا جو مقصد ہے وہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے یہودی زبردست وعدہ خلاف قوم ہے بڑے بڑے وعدے توڑے انہوں نے اللہ سے اور بڑی قسمیں توڑی ہیں انہوں نے اللہ سے، تو اللہ انہیں مخاطب کر رہا ہے کہ جو میرے وعدے توڑے گا میں قیامت کے دن اسے سزا دوں گا یہاں پانچ سزاؤں کا ذکر ہے

۱) آخرت کی نعمتوں سے یکسر محروم کر دیا جائے گا۔

۲) اللہ پاک اس سے بات تک نہیں فرمائے گا۔

۳) اس کی طرف نظر رحمت سے بھی نہیں دیکھے گا۔

۴) گناہوں سے اسے پاک نہیں کیا جائے گا۔

۵) اسے دردناک عذاب دیا جائے گا

اب یہ پانچوں سزائیں اصل میں بنی اسرائیل کے لئے عرض کی گئی لیکن بزرگوں نے اسے امت محمدیہ کے لئے بھی بیان کیا کہ وعدے توڑنے والے لوگ اور اپنی قسموں کو توڑنے والے لوگ اور بات بات پہ وعدے توڑنا اور خاص طور پہ اللہ والوں سے جو وعدے کئے ہیں انہیں توڑنا اور ان کے اوپر عمل نہ کرنا یہ بھی اسی میں شامل ہوں گے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی پانچ علامتیں ہیں، جب بھی تم منافق کو دیکھو گے تو وہ تمہارے جیسا ہی ہوگا لیکن اس کے اندر پانچ عادتیں ہوں گی

۱) جب بھی بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔

۲) جب بھی وعدہ کرے گا توڑ دے گا ۔

۳) جب امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا۔

۴) اور جب اس سے کوئی جھگڑا کرے گا تو گالی گلوچ پہ اتر آئے گا۔

یہ منافق کی کچھ علامات ہیں جسے اللہ نے بیان کیا ہے یہاں پہ صرف دو کا ذکر کیا جا رہا ہے ایک تو یہ کہ وعدہ توڑے، اور دوسرا کسی جو ہے وہ قسم اُٹھالے کہ میں آئندہ یہ کام نہیں کروں گا اور اس قسم کو تور دیا جائے اگر تو اللہ اسے بھی سخت ناپسند کرتا ہے تو لہذا اس بات کو سمجھا جائے، وعدہ ایک تو اوّل کیا نہ جائے لیکن اگر کیا جائے تو اس پر پورا عمل کیا جائے، عام طور پہ ہمارے وعدے بڑے عجیب ہوتے ہیں میں آ جاؤں گا جی میں ۵ بجے ادھر ہی ہوں گا، ۵ کے بھی ۷ بج گئے کوئی پتہ نہیں، درزی بھی کرتے ہیں وعدے پرسوں سوٹ لے جانا، وہ پرسوں ہی نہیں آتی کئی کئی دن گزر جاتے ہیں، جھوٹ بولنے وعدہ خلافی کرنا یہ تو ہماری ایک ایسی عادت بن گئی ہے جس کو یہ معمولی خیال ہی نہیں کرتی، شادی کارڈ کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ ہم آپ کو چار بجے کھانا دے دیں گے تو وہ وعدہ لکھا ہوا بھی توڑ دیتے ہیں اور ۹ بجے جا کر کھانا دیتے ہیں، بارات بھی نہیں آتی خیر تو مطلب ایک ہی معاملہ ساری قوم کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ بن جاتا ہے اور وعدے کو توڑنا کوئی مسئلہ ہی نہیں سمجھا جاتا ہے تو ایسا ہرگز نہ کیا جائے اس کی بڑی سخت پکڑ ہے اس لئے آقا ﷺ نے فرمایا کہ

جس کا وعدہ نہیں اس کا دین نہیں

جو وعدہ ہی پورا نہیں کرتا اس کا کیا دین ہے اسی طرح اللہ والوں سے وعدے ہیں بیعت ہے اس کے اندر وعدے کئے جاتے ہیں، پانچ وقت نماز پڑھوں گا، پڑھوں گی، روزہ رکھوں گی، اپنے معاملات کو صحیح رکھوں گی، اور میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ میں ان ان گناہوں سے بچوں گی اور یہ آیتیں موجود ہیں جو ان وعدوں کو پورا کرے گا اس کی برکتیں پائے گا اور جو ان وعدوں کو پورا نہیں کرے گا اس کے لئے بھی قرآن پاک بیان کر رہا ہے کہ ہم اس کا کوئی حصہ نہیں رکھیں گے (اللہ اکبر)

اس کے بعد اگلی آیت کے اندر جو ہمارا موضوع ہے جو گفتگو کا موضوع بنے گی اور وہ ہے **آیت نمبر ۸۱، صفحہ نمبر ۲۴۵** سے شروع ہوگی۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O

بہت خوبصورت آیت ہے اور آقا ﷺ کی محبت میں بہت بڑی دلیل ہے اس کا ترجمہ سننے سے تعلق رکھتا ہے

اللہ نے ارشاد فرمایا

اور یاد کروائے نبی ﷺ جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تمہیں کتاب اور حکمت اور پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی، اسکے بعد فرمایا، کہ کیا تم نے اقرار کرلیا اور اُٹھالیا تم نے اس پہ بھاری ذمہ میرا تو سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا تو اللہ نے فرمایا تو گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

حضور ﷺ کے حوالے سے اس آیت کا نزول ہوا اور اللہ پاک نے اپنے تمام نبیوں کو آ کھٹا کیا اور انہیں آقا ﷺ کے آنے کی اور حضور ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی اب اس آیت میں حضور ﷺ کے آنے کا ذکر ہے **ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ** ذرا اس لفظ پہ آیئے **ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ** جب آجائے تمہارے پاس میرا نبی، میرا رسول آجائے تو **مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ** تم اس کی تصدیق کرنا تصدیق کر دینا اگر وہ تمہارے ہوتے ہوئے آجائے (اللہ اکبر)

اب اس میں بہت ساری خوبصورت گفتگو ہے۔ایک تو یہ کہ اللہ پاک نے نبیوں سے وعدہ کیوں لیا، نبیوں سے وعدہ لینے کا سبب کیا تھا، کیوں ایسا کیا گیا اللہ کے سارے نبی آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے آ کھٹے ہوئے تو اللہ نے ان سے وعدہ لیا کہ میرے نبی کے حوالے سے جب وہ آجائے گا تو تم نے اس کی تصدیق کرنی ہے اس میں اس آیت کریمہ کے اندر میلاد شریف کا ثبوت موجود ہے، ہم بھی جب میلاد شریف کی گفتگو کرتے ہیں تو اس میں حضور ﷺ کے آنے کا تذکرہ کرتے ہیں یہ اس وقت بات ہو رہی ہے جب ابھی حضور آئے نہیں، ابھی آئے نہیں تھے ابھی حضور ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے پتہ نہیں کب اللہ نے نبیوں کو آ کھٹا کیا اور انہیں حضور ﷺ کی گفتگو سنائی کہ جب بھی تمہارے پاس میرا نبی آئے گا تو تم نے اس کی تصدیق کرنی ہے اب حضور ﷺ کی آمد سے کئی ہزار سال پہلے پتہ نہیں کب، تب یہ وعدہ لیا گا اور حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کیا گیا، اگر اللہ حضور کے آنے سے پہلے ذکر کرسکتا ہے تو آپ اور میں حضور ﷺ کے آنے کے بعد ذکر کیوں نہیں کر سکتے ہیں، جب پیدا ہو گئے ہیں آ گئے ہیں تو اب تو ذکر بنتا ہے مولا اس وقت تو نے ذکر کیا جب کوئی نہیں شے تھا تو نے اپنے نبی کی آمد کا ذکر کیا، حضور ﷺ کی شان ملاحظہ فرمایئے، ہمارے نبی کا درجہ اور مقام (اللہ اکبر)

آقا ﷺ کی عظمتوں کا اندازہ اس آیت سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ نے آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے نبیوں کو اکھٹا کر کے یہ بات بتادی تھی کہ اگر تمہارے ہوتے ہوئے میرا نبی آجائے تو اے آدمؑ سن لو، اے موسیٰؑ سن لو، اے ابراہیمؑ سن لو، اے یحییٰؑ، اے ذکریاؑ اے سارے نبیوں سن لو اے عیسیٰؑ تم بھی سن لو اگر تمہارے ہوتے ہوئے میرا نبی آجائے تو اپنی نبوتیں چھوڑ دینا، تم نے اس کی تصدیق کرنی ہے اس کا کلمہ پڑھ لینا اب اس میں ایک نقطہ جو میں نے عرض کیا وہ ہے، دوسرا نقطہ یہ کہ اللہ پاک کو یہ پتہ تھا کہ حضور نے آنا ہی اس وقت تک ہے جب کوئی نبی نہیں ہوگا سارے واپس جا چکے ہوں گے، عیسیٰؑ تک سارے نبی دنیا سے جا چکے ہوں گے پھر آقا ﷺ نے آنا ہے تو اس کو اس طرح سے بیان کیوں کیا، یہ کیوں کہا کہ نبیوں جب وہ تمہاری موجودگی میں آئے تو پھر تصدیق کر دینا (اللہ اکبر)

اب اس کے اندر معرکتہ الارا اور یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ اللہ پاک نے نبیوں سے اپنے نبی کی فضیلت بیان کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا نبی بعد میں تشریف لائے گا پھر بھی اس نے اپنے نبیوں کو آ کھٹا کر کے یہ اعلان کیا کہ دیکھو تمہارے ہوتے ہوئے اگر وہ آ گیا تو اس کی تصدیق کر دینا، اچھا آگے کیا فرمایا، ٹھیک ہے مولا، ضرور ضرور مدد بھی کرنا، صرف یہ تصدیق ہی نہیں کرنا، تمہارے پاس آجائے تصدیق کرنا پھر انکی مدد کرنا، مولا پھر ہم کیا کریں کہا اقرار کرو **اَقْرَرْنَا** اقرار کریں **قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا** سب نے اقرار کرلیا ہم ہاتھ اُٹھاتے ہیں مولا ہم ضرور اس کی مدد کریں گے ہم اس پہ ایمان لائیں گے۔

اچھا اگلی گفتگو اس سے بھی خوبصورت ہے

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

اللہ نے فرمایا تم گواہ رہنا اس شہادت کے اندر یہ جو تم سارے مل کر میرے نبی کی شہادت دے رہے ہو کہ اگر وہ آ گیا تو ہم تصدیق بھی کریں گے اور اس کی مدد بھی کریں گے تو تم اکیلے نہیں ہو خدا بھی اس میں شامل ہو گیا ہے خدا بھی اس گواہی میں شامل ہے میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں، میں بھی اس کی مدد کروں گا اور میں بھی اس کی گواہی دوں گا کہ وہ سچا نبی ہے، حضور ﷺ کی عظمت اور فضیلت اس سے زیادہ کیا ثابت کریں، حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں درجہ اور مقام اس سے کیا ثابت کریں (اللہ اکبر)

محمد ﷺ دے رتبے نوں پا کوئی نہیں سکدا اے تھاں چبدی جاوے ہلا کوئی نہیں سکدا

اللہ اکبر

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو اللہ نے واضح کر دیا اپنے نبیوں کے اوپر (اللہ اکبر)

اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O

اور جو کوئی پھرے اس عہد کے بعد تو پھر وہ فاسق ہے

اب اللہ نے اپنے نبیوں سے کلام کیا اور پھر کہا کہ اگر کوئی پھر گیا اے نبیوں تم میں سے کوئی پھر گیا نا اس بات سے یہ جو کر رہا ہوں تو وہ فاسق ہے فاسق کہتے ہیں دوزخی کو وہ مارا گیا، وہ فسق وہ گناہگار رہے جس نے میرے نبی کے آنے کا تذکرہ سنا اور پھر اس پہ ایمان نہیں لایا اس پہ، اس کی مدد نہیں کی وہ فاسق ہے ارے نبیوں کو یہ حکم ہو کہ نبیوں اگر تم نے میرے نبی کی مدد، میرے نبی پہ ایمان نہیں لائے تو تم سارے گناہگار ہو جاؤ گے تو ایک عام امتی کو کیا حکم ہوگا، اس بات کے لئے سوچ کی دعوت ہے فکر کی دعوت ہے کہ اللہ نبیوں سے کہہ رہا ہے کہ اگر ایسا نہیں کیا نا آپ کے سامنے قرآن کی آیت ہے کہ اگر ایسا نا نہ کیا تو **فَمَنْ تَوَلّٰى** تو پھر کوئی پھرے اس کے بعد تو **فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ** وہ گناہگار ہو گیا آقا ﷺ کی عزت فرض ہے آقا ﷺ کی توقیر فرض ہے، حضور ﷺ کی عزت ہی اصل دین ہے، حضور کی محبت کے ترانے گانا ہی اصل دین ہے جسے حضور کا بننا نہیں آیا وہ خدا کا بھی نہیں بن سکتا،، جسے حضور سے محبت کا سبق نہیں دیا گیا اسے اللہ کی محبت بھی نہیں سکھائی جا سکتی جسے اللہ نے اپنے نبی کی طرف نہیں بھیجا وہ اللہ کی طرف بھی نہیں آ سکتا (اللہ اکبر)

اسی طرح یہ آیت کریمہ آگے چلتی ہے اور ہم پہنچتے ہیں **آیت نمبر ۸۵** کے اوپر

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O

اور جو کوئی تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کسی اور دین کو تو وہ ہرگز تلاش نہیں کیا جائے گا اور قیامت کے دن وہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا

یہ واضح کر دیا اللہ نے، یہ اس آیت کو اعزاز حاصل ہے کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی دین موجود نہیں ہے اور اگر کوئی اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین اپناتا ہے تو وہ کسی بھی حالت میں قابل قبول نہیں ہوگا، اللہ نے واضح کر دیا کہ قیامت کے دن وہ خسارے میں ہوگا (اللہ اکبر)

آیت نمبر ۸۹ کے اندر، یہ گفتگو تھوڑا سا رنگ بدلتی ہے اور اللہ نے ارشاد فرمایا

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡ مِنۡ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَاَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ O

مگر وہ لوگ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ پاک غفور اور رخیم ہے انہیں بخش دے گا۔

توبہ ایک ایسا عمل ہے اس عمل کے بعد انسان کی روح ڈھل جاتی ہے جسے توبہ کی سعادت مل گئی، دنیا میں انسان جب آیا ہے تو وہ گناہوں کے بغیر نہیں رہ سکتا، ضرور گناہ ہوتے ہیں ،چھوٹے بھی ہوتے ہیں بڑے بھی ہوتے ہیں لیکن اللہ نے توبہ کا دروازہ رکھا ہے اور اپنے نبی کی امت کے لئے یہ احسان فرمایا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ **اے نبی ہم تیری امت پہ یہ احسان کریں گے کہ پرانی امتیں جب توبہ کرتی تھیں تو میں اپنی مرضی سے اسے قبول کرتا تھا یا نہیں کرتا تھا لیکن تیری امت پہ یہ احسان ہے کہ تیرا امتی جب بھی توبہ کرے گا میں اسے اسی وقت بخشش کی ذمانت دوں گا، ہم اسے بخش دیں گے۔**

توبہ، اس سے دور نہیں ہونا چاہئے، توبہ سے دور نہیں ہونا چاہئے، یہ ایک ایسا غسل ہے جسے کرتے رہنا چاہئے جو جتنا اس غسل کو کرتا رہے گا اس کی روح اتنی پاک ہوتی رہے گی جو جتنا اپنے آپ کو اس غسل سے نہلاتا رہے گا، اس کی روح اتنی زیادہ صاف ستھری اور پاکیزہ ہوتی جائے گی تو لہذا اللہ نے یہاں واضح کر دیا کہ وہ لوگ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی، توبہ کرنے کے کچھ طریقے ہیں جنہوں نے بزرگوں نے لکھا ہے یا یوں سمجھ لیں کہ توبہ کے کچھ اجزاء ہیں جزو ہیں انہیں پورا کرنا ہوتا ہے

سب سے پہلے توبہ کا جزو یہ ہے کہ جب بھی آپ کسی بھی گناہ سے توبہ کرنا چاہیں تو اس کے لئے دل میں شرمندگی ہونی چاہئے، یہ پہلا توبہ کا رکن ہے کہ دل میں شرمندگی ہو، یہ نہیں کہ بس توبہ ہوگئی نہیں ایسا نہیں ہے باقاعدہ اللہ سے معافی مانگی جائے اور دو نفل پڑھے جائیں۔

اور تیسرا رکن یہ ہے کہ زندگی میں کبھی بھی اس گناہ کی طرف نہ جایا جائے، کسی صورت میں بھی وہ دوبارہ نہ گناہ ہو، یہ توبہ کے تین رکن ہیں (اللہ اکبر)

بزرگ فرماتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ خدا کی قسم اگر یہ نہ ہوتا، اگر یہ نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی انسان اللہ کے غضب سے نہ بچتا، آج اگر یہ دنیا چل رہی ہے تو اس کی وجہ توبہ ہے توبہ کے اوپر آتے ہی اللہ معاف کر دیتا ہے ارشاد فرمایا

جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس پہ کچھ گواہیاں قائم ہو جاتی ہیں، **پہلی گواہی** اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں یا جسم کا وہ حصہ جس سے گناہ ہوا وہ گواہ بن جاتا ہے، **دوسرا یہ فرشتہ** جو گناہ لکھ رہا ہے اس کا رجسٹر گناہ لکھ رہا ہے وہ بھی گواہ بن جاتا ہے، **تیسرا زمین** کا وہ حصہ جس پہ اس نے گناہ کیا وہ حصہ گواہ بن جاتا ہے، اور **چوتھا اللہ** کی ذات، یہ چار گواہیاں پیدا ہوتی ہیں جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے اوپر چار گواہیاں پیدا ہوتی ہیں اور جب کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ پاک کے کرم سے انہی چاروں گواہیوں کے اوپر اس طرح سے عمل کیا جاتا ہے کہ جو فرشتہ جس نے گناہ لکھا ہوتا ہے وہ اس گناہ کو مٹا دیتا ہے وہ ہاتھ وہ جسم کا حصہ جس سے گناہ ہوتا ہے وہ اس گناہ کو بھول جاتا ہے اور اس زمین کو وہ ٹکڑا جس پہ گناہ ہوا ہوتا ہے وہ بھول جاتا ہے اور اللہ پاک بھی اپنے بندے کو بخش دیتا ہے

اس لئے توبہ لازم ہے، بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ

”گناہ ہونا ایک ضروری عمل ہے لیکن توبہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے“

شیطان کا ایک بہت بڑا وار میرے بیٹو یہ ہے کہ وہ آپ کو ایک بات کہتا ہے، سن لیں ذرا غور سے سمجھ لیں، تو وہ ایک بات کہتا ہے جب گناہ کسی سے زیادہ ہونا شروع ہو جائیں تو وہ ایک جملہ دل میں ڈالتا ہے کہ اب تم نہیں ٹھیک ہو سکتے، تم مارے گئے بس اب اتنے ہو گئے گناہ جانے دو اب چھوڑو، تم نہیں بخشے جا سکتے اب تمہاری بخشش نہیں ہو سکتی، تم نے اتنے لوگوں سے فراڈ کر لیا ہے کہاں بخشے جانا ہے اب، اب مزید کرو اب کھل کر کرو اب ایک قتل کی سزا بھی موت ہے اور سو قتلوں کی سزا بھی موت ہی ہے تو مارو پھر بندے اب، یہ شیطان کا بہت بڑا وار ہے جو وہ کر کے وہ لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے بھئی ایک سگریٹ پیا ہے چھوڑو یار اب پی لیا ہے اب پیتے جاؤ، اب رکنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے، جب پینا نہیں تھا تو ایک بھی نہیں پینا تھا تو اب جانے دو، اسی طرح شراب کا ایک گلاس پی لیا اب جانے دو، اب ختم ہو گیا کام اب چاکا اتر گیا وہ کہتا ہے کہ تم اب اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے ہو جب کہ قرآن کہتا ہے **فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ** بے شک اللہ غفور و رحیم ہے، بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ اس سے الٹ کہتا ہے اللہ کہتا ہے تم میرے پاس آؤ تو صحیح ،تم میرے پاس اپنی پیشانی جھکاؤ تو سہی ،تم میری خدمت میں آ کے آنسو بہاؤ تو سہی ،میرے سامنے تم اپنے چہرے کو شرمندہ کرو تو صحیح ،میں تمہارا ایک ایک گناہ چن چن کے بخش دوں گا ،سارے گناہ معاف کر دوں گا بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ

میرا بندہ جب میرے پاس پوری زمین بھر کر گناہ لائے ،پوری زمین بھر کے لے آئے اور مجھ سے وہ توبہ کرے تو میں اس کی ساری زمین کے گناہ بخش دوں گا

اتنا بڑا اللہ کا رحمت کا سینہ ہے وہ ہر گناہ کو بخشنے پہ قادر ہے (اللہ اکبر) بلکہ حد کر دی ارشاد فرمایا کہ اے بندوں تم توبہ کیا کرو ،حدیث قدسی ،آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے

اے بندوں توبہ کیا کرو اگر توبہ نہیں کرو گے تو میں تمہیں ختم کر کے ایک ایسی قوم پیدا کروں گا جو گناہ بھی کرے گی اور ساتھ توبہ بھی کرے گی

مجھے توبہ بڑی پسند ہے (اللہ اکبر)

اب یہ توبہ کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ توبہ توبہ استغفار توبہ توبہ توبہ یا اللہ میری توبہ یا اللہ میری توبہ ،یہ توبہ نہیں ہے ،جی یہ توبہ نہیں ہے یہ توبہ نہیں ہے۔

توبہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان مصمم ارادہ کرے کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف جس سے توبہ کر رہا ہوں نہیں جاؤں گا

میں نے اگر کسی کا حق مارا ہے تو وہ واپس کروں گا ،کسی کا دل دکھایا ہے تو اس سے جا کر معافی مانگوں گا ،کسی کے اوپر اگر ہاتھ اُٹھایا ہے یا زیادتی کی تھی تو جا کر اس سے معافی اور تلافی کروں گا ،گھر بیٹھے معاف نہیں ہو جانی ،اللہ کے حقوق معاف ہو سکتے ہیں لیکن اگر آپ نے کسی پہ ظلم اور زیادتی کی ہے تو اس سے جا کر معافی مانگنی ہوگی یہ لازم ہے اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ،قتل ہو گیا ہے اب صرف دو نفل پڑھنے سے قتل معاف نہیں ہونا ،جن کا ہوا ہے ان کے گھر جاؤ اپنی جان پیش کر دو میں حاضر ہوں گولی مار سکتے ہو ،مجھے اپنے عمل پہ افسوس ہے مجھ سے غلطی ہوئی میں اللہ سے بھی معافی مانگ چکا ہوں اب آپ لوگوں کے سامنے حاضر ہوں آپ جو چاہے مرضی کریں ،وہ اگر معاف کر دیں گے تو پھر قتل معاف ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی کا مال کھایا تو وہ مال ایک ایک روپیہ لے کر جانا ہوگا اور جا کر اس کے سامنے رکھنا ہوگا کہ حضرت یہ دس ہزار حاضر ہے آپ کے ساتھ فراڈ کیا تھا میں نے اللہ سے معافی مانگی ہے توبہ کر لی ہے لیکن یہ آپ کی امانت ہے یہ آپ قبول کریں اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس سے دوگنا دے سکتا ہوں جیسا بھی ہے مجھے معافی چاہئے اور اگر وہ قبول کر لیں تو پھر اس فراڈ کی معافی ہوگی ،کسی کو گالی دی تھی کسی کا دل دکھایا تھا ،زیادتی ہوئی تھی احساس ہوا کہ نہ صرف میں نے زیادتی کی ہے مجھے غلط بتایا گیا تھا مجھے پتہ چل گیا وہ بندہ ٹھیک تھا میں نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہے جانا پڑے گا جا کے اس کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل کرنا پڑے گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی تم اگر چاہو تو مجھے اتنی ہی گالیاں دے سکتے ہو ،میں اللہ سے معافی مانگ آیا ہوں اب تم معاف کر دو ،یہ گھر بیٹھے نہیں ہونی یقیناً توبہ بہت بڑی سعادت ہے اور امت محمد یہ کو اللہ نے جو توبہ کی توفیق عطا کی ہے اسے ہمیشہ ہمیں استعمال کرتے رہنا چاہئے ،اللہ والے ہمیشہ توبہ کرتے رہتے ہیں میں نے اپنے حضرت کو دیکھا آپ کی زبان پہ ہمیشہ استغفار ہی دیکھا ،اسی طرح بڑے بڑے اللہ والیوں کو دیکھا ہر وقت استغفار ،ہر وقت توبہ اسی طرح آپ کو روزانہ سو دفعہ توبہ کے اوپر لگایا ہوا ہے تسبیح دی ہوئی ہے توبہ کرو روز کتنی بار کریں ،سو بار ،حضرت صاحب اتنے گناہ تو کرتے نہیں ہیں آپ روزانہ سو بار توبہ کروا دیتے ہیں کیونکہ اس چیز کی ضرورت ہے ،پتہ نہیں کہاں آنکھیں بہکتی ہیں کہاں خیال بھٹکتا ہے کہاں ہاتھ جا پڑتا ہے کہاں پاؤں چل جاتے ہیں کہاں کسی کے لئے کوئی برا لفظ نکل گیا کہاں زبان ہل گئی ارے روزانہ سو بار توبہ کروتا کہ روزانہ کے گناہ روزانہ ہی معاف ہو جائیں یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

اور اس لئے اللہ والوں نے بیعت کا تصور نکالا ،یہ بیعت اصل میں توبہ ہے میرے بیٹو اس کا اصل میں جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو لایا جائے اور لا کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا جائے اور سارے گناہوں پہ اعتراف کروا کے معافی مانگی جائے اور جونہی معافی مانگی جائے تو اللہ کی رحمت اسی وقت برستی ہے اور کیا ہے اور کیا ہے ،کوئی شوق ہوتا ہے انہیں مرید آ کھٹے کرنے کا انہیں کوئی شوق ہوتا ہے کہ ہزاروں مرید آ کھٹے کرنے کا ایسا کچھ نہیں ہے ،یہ اللہ والوں کا ایک ایسا طریقہ ہے جس سے آج بھی یہ لوگوں کو سر سے پاؤں تک جنتی بنا رہے ہیں اور توبہ کرواتے ہیں (اللہ اکبر)

تو اللہ نے واضح کیا کہ وہ لوگ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور بعد میں اپنی اصلاح کر لی صرف توبہ ہی کافی نہیں ہے اگر بے نماز ہونے سے توبہ کی تھی، تو نماز پڑھنی ہوگی، وعدہ توڑنے سے توبہ کی تھی تو وعدہ پورا کرنا ہوگا اصلاح کرنی پڑے گی اپنی، صرف توبہ کرنے سے نہیں اس کے بعد حالات بدلنے چاہئے۔

خدا کی قسم میں نے دیکھا ہے جو لوگ سچی توبہ کر لیتے ہیں نا انہیں میں نے رنگ لگتے ہوئے دیکھے ہیں خود اپنی زندگی بھی اسی پہ بڑے بڑے دیکھے لوگ جنہوں نے توبہ کی آج اللہ نے ان کو اتنے بڑے بڑے اعزاز دیئے، ہمارے تھے ابھی بھی ہیں توبہ کی برائی سے اللہ نے توفیق بخشی اللہ والوں کے پاس حاضر ہوئے گناہوں سے توبہ کی مولا معاف کر دے جو مجھ سے ہو سکا تھا میں نے کیا، میں نے معافی بھی مانگ لی لوگوں سے بھی مانگ لی تو اللہ نے ایسا بدلا، داڑھی بھی رکھ لی، نمازی بھی ہو گئے، حضور نے اپنے در پہ بھی بلا لیا اور مکہ اور مدینہ اعتکاف بھی بیٹھ گئے کئی نیکیاں، اصل میں جب تک انسان اندر سے صحیح طرح سے معافی نہیں نا منگتا، حالات نہیں بدلتے۔

فرمایا میں تمہارا رزق آسمانوں سے نازل کرنا چاہتا ہوں لیکن تمہارا گناہ اسے روک دیتا ہے، غریب سے غریب رہ جاتے ہو ساری زندگی روٹی پانی نہیں کھلتا، کیوں، ایسا گناہ کیا ہوا ہے اور توبہ نہیں کی۔

اس لئے ہمیشہ اللہ سے معافی مانگنا اور اللہ کے سامنے جھکے رہنا یہ اللہ والوں کا طریقہ ہے کبھی بھی توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہئے آج نہیں، شام کو کروں گی نہیں کل توبہ کروں گی، نہیں میں ذرا بوڑھی ہو جاؤں تو توبہ میری، نہیں ایسا نہیں ہوتا، توبہ کا وقت وہی ہے جب آپ کو توبہ کی بات سنائی جائے اسی وقت توبہ ہے۔

بنی اسرائیل کا واقعہ

اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بڑا سخت گناہگار اس نے گناہوں کی حد کر دی تو اسے اس دور کے نبی نے بتایا کہ تیری زندگی کا ایک ہزار دن باقی ہے بس، اس کے بعد تیری زندگی ختم ہو جائے گی دیکھ لے میری تیرے اوپر یہ عطا ہے کہ میں نے اللہ سے پوچھ کر تمہیں بتا دیا ہے تمہارا کوئی حل نہیں، ایک ہزار دن باقی ہے ٹھیک ہو جا اس نے کہا ٹھیک ہے بس ابھی توبہ آپ نے کہہ دیا ہے بس میں توبہ ابھی جا کر کرنے ہی لگا ہوں، تو کرنے لگا تو خیال آیا کہ ایک ہزار دن ہے چلو اگلی بار کروں گا معافی تو مل ہی جانی ہے، مہینہ گزر گیا، خوب عیاشی پھوٹی، پھر توبہ کا دن آیا تو یاد آیا کہ یار ابھی تو گیارہ مہینے باقی ہیں کوئی بات نہیں ایسا کرتے ہیں کہ دو تین مہینے گزار لیتے ہیں چلو چھ کو مہینے تو گزارے بندہ، پھر چھ مہینے نیک پھر چھوڑ دیا تو پھر اسی طرح لگا رہا اپنی مستوں کے اندر، چھ مہینے بھی گزر گئے پھر توبہ کرنے لگا تو پھر خیال آیا کہ دیکھو عیاشی میں مزہ آ رہا ہے ایسا کرتے ہیں کہ دو چار مہینے اور گزار لیتے ہیں آخری دو مہینے جو ہیں نا ساٹھ دن وہ تو میں نیک ہی نیک بس اس کے بعد تو کوئی برائی نہیں بس پکا وعدہ لکھ لیتا ہوں کہ یہ یاد رہے دس مہینے گزر گئے پھر وہ آیا دن آ گیا کہا توبہ کر لی تو سب کچھ چھوڑ نا پڑ جائے گا ابھی دو مہینے ہیں یار اجانے دے، آخری حصے میں کروں گا وہ توبہ بندہ end پہ کرے تا کہ سارے گناہ پچھلے معاف ہو جائیں تو لٹا ظا آخری ہفتہ آ جائے تو وہ آخری ہفتہ آ گیا کرنے لگا تو شیطان نے پھر دل میں ڈال دیا کہ چھوڑو یار ابھی تو چھ دن باقی ہیں، چھ دن خوب جتنی رنگینیاں ہیں نا نکال لو، حد پہ چلے جاؤ اور آخری دن توبہ، آرام سے توبہ کریں گے صبح سے شام تک توبہ کر کے اللہ کی طرف روانہ، آخری دن آ گیا، صبح تو اس نے کہا دیکھو مرنا تو کل ہی ہے نا تو کیا خیال ہے عیاشی کر لی جائے یہ حال ہے تو خیر شام تک خوب شرابیں خوب مزے لوٹے، شام ہو گئی تو کہا آج رات نہیں نا سوتا اور صبح سے پہلے جو گھنٹہ ہوتا ہے اس میں توبہ کر لوں گا، رات خوب مزے کرتے ہیں آخری رات ہے زندگی پھر دوبارہ ملنی کوئی نہیں ساری رات گزر گئی تو اسی شراب کے نشے میں صبح وہ چلا گیا (اللہ اکبر)

توبہ ابھی ہے اسی وقت ہے توبہ ورنہ نہیں، جو لوگ کل کل کہتے ہیں **حالالکل مسومین**

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ

جو کل کل کہے گا ہلاک ہو جائے گا

آج کرو بلکہ جو کل والا کام ہے وہ بھی آج ہی کر لو، آج کرو ابھی اپنے اوپر پوری پابندی لگاؤ نہیں بس ختم، اور ہمیں شیطان کہتا ہے نہیں ابھی ٹھر جاؤ وقت بڑا ہے تو اپنی اصلاح کرنی ضروری ہے فرمایا **و اصلاح** اور اپنی اصلاح کر، نیک ہو جا نماز پڑھ نماز کی طرف آ، اللہ کی رحمت کے دائرے میں آ جا (اللہ اکبر)

اسی طرح ہماری گفتگو آگے چلتی ہے اور آیت نمبر ۹۲ میں، **صفحہ نمبر ۲۵۳ آیت نمبر ۹۲ اللہ نے ارشاد فرمایا**

لَنۡ تَنَالُو الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡ مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ O

ہرگز نہیں پاسکو گے تم نیکی کو جب تک تم خرچ نہیں کرو گے ان چیزوں میں سے جنہیں تم بہت زیادہ عزیز رکھتے ہو اور اللہ پاک جو بھی تم خرچ کرتے ہو اسے خوب جانتا ہے۔

نیکی کا کامل درجہ اس آیت کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ انسان جب نیکی کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی عزیز ترین شے اللہ کے رستے میں پیش کرے جو اسے بہت زیادہ عزیز ہے انسان کو اللہ نے تین چیزیں بڑی عزیز دی ہیں

(۱) وقت

(۲) اولاد

(۳) مال

(۴) اپنی جان

یہ چار چیزیں بڑی عزیز ہوتی ہیں ہر ایک کو بڑی عزیز ہوتی ہیں وقت بڑا قیمتی ہے لوگوں کا، لوگ ٹائم نہیں دیتے کسی کو، اسے ہی دیتے ہیں جسے پیار ہوتا ہے، لوگوں کو اپنی اولاد سے بڑی محبت ہوتی ہے اولاد کے لئے ہر کام کر جاتے ہیں، لوگوں کو اپنے مال سے بڑی محبت ہوتی ہے کسی کو ایک ٹھیلہ نہیں دیتے اور لوگوں کو اپنی جان سے بڑا پیار ہوتا ہے ایک چھوٹا سا بخار بھی آجائے تو انسان اس کو اتارنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہ چار چیزوں سے انسان کو بڑی محبت ہے تو اللہ فرما رہا ہے کہ میرے رستے میں جب کچھ پیش کرنے لگو نا تو پھر گندی چیز نہیں دینی، میرے رستے میں پیش کرنے لگو تو دو نمبر مال نہیں پیش کرنا، میرے رستے میں پیش کرنے لگو تو گھٹیا چیز پیش نہیں کرو **لَنۡ تَنَالُو الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡ مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ O** تم نیکی تک ہرگز نہیں جاسکتے جب تک تم بہترین شے میرے رستے میں پیش نہیں کرتے بہترین چیز، بہترین چیز میں سب سے پہلی چیز ہے وقت اور وقت میں سب سے بہترین ہے جوانی، young، جب خون گرم ہے انسان کا، فرمایا گیا کہ

ایک جوان کا سجدہ نبیوں کے سجدے کی طرح ہوتا ہے، ایک جوان کی توبہ نبیوں کی توبہ کے برابر ہوتی ہے

جب انسان جوان ہو خون گرم ہو بڑے بڑے اس وقت بہک جاتے ہیں، اس وقت بھاگ جاتے ہیں اس وقت اللہ سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ خون گرم ہے اسے ہر طرف رنگینیاں نظر آتی ہیں، دنیا attract کرتی ہے، دنیا کھینچتی ہے اسے ہر طرف شباب و شراب نظر آتی ہے بھاگتے ہیں لوگ جوانی میں، کیسے کیسے وہ گناہ کر بیٹھتے ہیں تو فرمایا کہ اللہ کو بڑھاپے کے لئے پسند کیا ہے، مجھے جوانی دو مجھے اپنا بہترین وقت دو (اللہ اکبر)

فرمایا کہ

''اللہ کے سامنے جب کوئی جوان سجدہ کرتا ہے تو آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ فرشتوں کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ دیکھو تم ہی نے کہا تھا کہ یہ خون ریزی کرے گا قتل کرے گا وہ دیکھو وہ جوان ہو کے مجھے سجدہ کر رہا ہے، جن کی پیشانیاں جوانی میں چمک رہی ہوں، جن کے ہونٹوں پہ لالی ہو اور جن کی گالیں جوان خون سے دھمک رہی ہوں وہ سجدے میں سر جھکائیں تو مزہ ہے، بہترین وقت اللہ کو دینے والے لوگ، بہترین ٹائم اللہ کو دینے والے لوگ امر ہو جاتے ہیں، انہیں اللہ ضائع نہیں ہونے دیتا (اللہ اکبر)

یاد پڑتا ہے کہ حضرت صاحب جب یہاں گوجرانوالہ میں تھے اب بھی خیر تو، ایف۔ایس۔سی کے دوران ان سے ملاقات ہوئی، اپنی لائف کا بہترین ٹائم حضرت صاحب کو دیا peaktime، جب جوانی اپنے عروج پہ ہوتی ہے، ایف۔ایس۔سی میں بچہ جب آتا ہے نا اس وقت اس کی جوانی کا آغاز ہوتا ہے تو پھر جب وہ شادی کی عمر تک پہنچتا ہے تو تب وہ جوانی کی انتہا پہ ہوتا ہے تو وہ سارا وقت حضرت صاحب کو دیا، صبح اُٹھے حضرت صاحب کدھر ہیں، ادھر ہیں، میں آرہا ہوں، دوپہر ہوئی حضرت کدھر ہیں میں بس پہنچ گیا، رات

ہوئی حضرت کدھر ہیں، فلاں جگہ پہ بس میں بھی آ رہا ہوں، سارا ٹائم دیا وقت دیا اور بیٹھے سمجھا اور اس جو وہ جوش و جذبے کا معاملہ تھا اس وقت وہ چیزیں adopt کی اور اللہ نے ان سات آٹھ سالوں میں اتنی برکت ڈال دی کہ اب وہ قیامت تک اس کا اثر رہے گا، سات آٹھ سال ہی دیئے نا اس کے بعد تو اپنی life شروع ہوگی، شادی ہوگئی، معاملات، بچے، تو peaktime انہیں دے دیا، جس کسی نے ملنا ہے بھئی میں تو حضرت کے پاس ہوں ادھر ہی آ جاؤ، جس کسی نے آنا ہے وہاں ہی آ جاؤ حضرت کے پاس بیٹھا ہوں تو انسان اللہ کو دے، اب کیا میں کعبے میں جا کے بیٹھ جاتا نہیں، اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ والوں کو دیا جائے بیٹھا جائے۔

مجھے یاد ہے کہ جب رات کے ڈھائی بجتے تھے نا، دو ڈھائی تو انسان کی جو ہے سر سے پاؤں تک وہ سارا وقت جو شدید جو ہے نیند کا، آرام کا بھی ہوتا تو وہ بھی انہیں دے دیا تو جب دو ڈھائی بجتے تو حضرت دیکھتے کہ اب تو یہ بیچارہ صبح سے آیا ہوا ہے ڈھائی بج گئی ہیں بیٹھا ہوا ہے، اچھا چلو بیٹے پاس آؤ قریب بلاتے، اچھا اب نا آپ نے نا یہ ذکر اس طرح شروع کرنا ہے اور اس کے اندر اب یہ چیز آپ کو ملے گی اچھا مولا اس کا مطلب کہ حضرت سے کچھ لینا ہو تو دو بجانے پڑیں گے ٹائم دینا پڑتا ہے نا وقت دینا پڑتا ہے لوگ کہتے ہیں پکی پکائی کھیر سانوں رکھ دو سامنے تے اسی کھایئے تے واش روم ٹر جایئے، اور سانوں کج نا، بس حضرت دعا کرو ساڈے واستے، آپ کو دینے کے لئے ٹائم نا نا حضرت بچے، کاروبار، گھر کس نے چلانا ہے آپ کو دینے کے لئے دو منٹ نہیں نہیں حضرت ٹائم کوئی نہیں ہے، دکانداری کس نے کرنی ہے اور گھر بچے رو رہے ہیں، ان کو کس نے جا کے پالنا ہے، میاں بہت تنگ کرتا ہے آپ کے لئے کوئی ٹائم نہیں ہے، پکی پکائی ملے تو اسے اچھی طرح سے ہڑپ کریں ایسے نہیں ہوتا، اللہ کہہ رہا ہے **لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ** تم پہنچ ہی نہیں سکتے نیکی تک جب تک اپنی زندگی کا آئیڈیل چیز مجھے نہیں دو گے، جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے وہ اُٹھاؤ اور مجھے دے دو، جو چیز تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے وہ مجھے دو، اندازہ کرلو کہ تمہاری زندگی میں سب سے پیاری چیز کیا ہے اسے اللہ کے سامنے پیش کر دو اللہ اسے امر کر دے، اچھا مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ پاک کہہ تو رہا ہے کہ مجھے دے دو لیکن اللہ لیتا پھر بھی نہیں وہ صرف دیکھتا ہے کہ یہ کتنے جذبے سے مجھے دے رہا ہے، وہ جذبہ جب دیکھتا ہے تو وہ واپس بھی کر دیتا ہے اور اس کے اندر ہزار گنا برکت پیدا کر دیتا ہے

اور دوسرے نمبر پہ اولاد بڑی عزیز ہوتی ہے، اولاد کے حوالے سے لوگ مارے مارے پھرتے ہیں، اور کیسے کیسے الٹے لٹک جاتے ہیں کہ ہمیں اولاد چاہئے، اولاد چاہئے، اولاد چاہئے، اچھا مل گئی ہے تو اب مولا کہہ رہا ہے مجھے دے دو، بڑی پیاری ہے نا تجھے، تیرا بیٹا تجھے بہت پیارا ہے مجھے دے دو، بیٹی بہت پیاری ہے مجھے دے دو، مولا کیا اس کے سوا گزارا نہیں، نہیں گزارا مجھے دے دو، میں نے قرآن میں بیان نہیں تھا کیا پڑھا نہیں تم نے کہ سب سے پیاری چیز مجھے دینی ہے مولا تیرے حوالے کرنی ہے ٹھیک ہے یہ بیٹا تیرے نام، اچھا کیا کرو گے مجھے دو گے کیا مطلب مولا کیا اس کے گلے پہ چھری پھیر دوں کیا کروں، نہیں ایسا نہیں کرنا اس کو میرا دین سیکھاؤ، اس کو قرآن سیکھاؤ، اس کو نیکی پہ لاؤ، اس کو اللہ اللہ کرنا بتاؤ، اس کو نیکی کا رستہ دیکھاؤ، اس کو نبی کا عاشق بناؤ، اس کو نعت خواں بناؤ، اس کو عالم دین بناؤ، اسے میرے حوالے کر دو یہ ہے اولاد دے دینا، ہم مولا تیرے سپرد کرتے ہیں، بیٹی ہے مولا یہ بھی تیرے سپرد **(اللہ اکبر)**

مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب بڑے حضرت صاحب حیات تھے تو بڑے حضرت کی کوئی اولاد نہیں ہے **حضرت ابوالبیان محمد سعید احمد مجددیؒ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی تو** حضرت فرمانے لگے کہ پہلا میرا بیٹا ہوا محمد عمر جو آج ماشاءاللہ ڈاکٹر ہے تو فرماتے ہیں کہ میں دوسرے ہی دن بچہ پکڑا، بیگم سے اجازت لی لیبٹا حضرت کے پاس میں نے کہا حضور اللہ نے قرآن میں کہا ہے سب سے پیاری چیز اللہ کو پیش کرو تو یہ سب سے پیاری چیز، اللہ تو نظر نہیں آتا اللہ تو سامنے موجود نہیں ہے تو آپ میرے پیر و مرشد ہیں آپ میرے رہبر و رہنما ہیں آپ کی اولاد نہیں ہے تو یہ میں بیٹا آپ کو پیش کرتا ہوں آپ اسے قبول کریں، یہ آپ کا ہے یہ میرا نہیں ہے، فرماتے ہیں حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے بڑا پیار کیا مجھے، فرماتے ہیں عظیم تمہاری یہ پیشکش ہم نے قبول کر لی ہے یہ ہمارا ہی بیٹا ہے ہم نے اسے قبول کیا یہ میرا ہی بیٹا ہے ہم یہاں دنیا میں بھی ہیں گواہ اور قیامت کے دن بھی ہوں گے وہاں بھی یہ ہمارا ہی بیٹا ہوگا لیکن لے جاؤ اس کی تربیت تم کرو، واپس لے گئے تو فرماتے ہیں آج جب دیکھتا ہوں میں اس صاحبزادے کو اپنے اس صاحبزادے کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کا چہرہ جب نورانی دیکھتا ہوں تو دل کو خوشی ہوتی ہے کہ یہ تو ابوالبیان کا بیٹا ہے، اور ہم کہتے ہیں میرا پتر میری تی، میرا، اللہ کہتا ہے تیرا نہیں ہوسکتا تو کر لے جتنا مرضی تیرا ہو ہی نہیں سکتا تیرے ہاتھوں سے چھین لوں گا موت آ جائے گی ختم کر دوں گا لیکن اگر میرے پاس بھیج دو گی میرے حوالے کر دو گی تو قیامت تک کے لئے قبر میں بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

ہم تیری اولاد کو تیری قبر پہ کھڑا کر دیں گے اور وہاں جب وہ تیری قبر پہ فاتحہ پڑھے گی نا تو تب تجھے اندازہ ہوگا کہ میں نے اللہ کی سپرد کیا تھا بیٹے کو لہٰذا نیت کی جائے، نیت کی جائے کہ میں اپنی اولاد میں سے نیت کی جائے نیت کی جائے اور اس کے اوپر پوری طرح سے کاربند رہا جائے، یہ آپ کو گر دینے لگا ہوں بہت بڑا قیمتی راز بتا رہا ہوں، اپنی اولاد میں سے ایک بچے کو یا ایک بچی کو پورا دین کی طرف لانا ہے، پورا، کسی ایک کو، یہ پوری نیت کی جائے، جن کی شادی ہو چکی ہے وہ بھی کریں اور جن کی شادی ابھی ہونی ہے وہ بھی کریں اس نیت کو کہ مولا اپنی زندگی میں تیری بارگاہ میں ایک بچہ یا بچی ضرور پیش کروں گی اسے سر سے پاؤں تک تیرے دین کا نمونہ بناؤں گی (**انشاءاللہ**)

اس کی توفیق اللہ سے مانگیں یہ بہت بڑی سعادت ہے، دنیا میں بڑے بڑے آئے اولاد والے مٹ گئے، قبریں بھی مٹ گئی ارے ان کی تو ہڈیاں بھی اب سرمہ بن چکی ہیں، ان کا تو گوشت کا پور پور بکھاڑ دیا گیا کچھ بھی باقی نہ بچا، جا کے دیکھو قبریں بھی سلامت نہیں بچی، بچے وہ ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو اللہ کے رستے پہ لگایا (**اللہ اکبر**)

آج دنیا اپنے بچوں کے لئے کتنا روتی پھرتی ہے، قرآن واضح کر رہا ہے کہ تم مجھے دے دو میری طرف بھیج دو میں اس کی حفاظت کروں گا میں اسے ضائع نہیں ہونے دوں گا، میں اس کو تیرے نام کے ڈھنکے لگانے پہ مجبور کروں گا اس کے بعد لوگوں کو مال سے بڑی محبت ہوتی ہے مال سے بڑا پیار ہوتا ہے لوگ مال سے عشق کرتے ہیں عورتیں تو مال پہ مرتی ہیں اور مال کے لئے ہر کام گوارہ کر لیتے ہیں لوگ، جھوٹ بولنا، سود کھانا، رشوت کھانا، لوگوں کی عزتیں رولنا کہ مجھے مال مل جائے، یہاں تک کہ ایسے بدنصیب ہیں کہ جائیداد کے لئے ماں باپ کو قتل کر دیتے ہیں، بھائی بھائی کو قتل کر دیتا ہے کہ جائیداد مل جائے، تو مال ہی ہے نا تو مال سے بڑی محبت تو اللہ کہتا ہے مجھے دے دو، یہ تیرے پاس نہیں رہنا، مجھے دے دو مجھے دے دو یہ مال (**اللہ اکبر**)

دیکھئے میں جب اکثر سیرت پڑھتا ہوں صحابہ کرام کی، تو حضرت عثمان غنیؓ، گو حضرت صدیق اکبرؓ جیسا انسان کوئی بھی نہیں ہے دنیا میں **افضل البشر بعد الانبیاء** نبیوں کے بعد سب سے بڑا درجہ صدیق اکبرؓ کے پاس ہے لیکن میں اپنی بات ایک بتانے لگا ہوں کہ میں بعض اوقات جب عثمان غنیؓ کو پڑھتا ہوں نا تو مجھے بعض جگہوں پہ عثمان غنیؓ آگے نظر آتے ہیں، بعض جگہوں پہ، as a whole نہیں، بعض جگہوں پہ عثمان غنیؓ کی فضیلت اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ صدیق اکبرؓ کی شخصیت چھوٹی پڑ جاتی ہے، جب حضور ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو مسجد نبوی شریف کی جگہ لینے کا معاملہ آیا تو صدیق اکبرؓ وہاں موجود تھے آپ آگے بڑھے تو آپ نے فرمایا کہ آقا ﷺ میری طرف سے یہ خدمت قبول کریں اور یہ مال اور یہ جگہ خرید لیں حضور ﷺ نے وہ قیمت ادا فرمائی اور وہ قیمت جس خوش نصیب نے دی وہ مال جس خوش نصیب نے پیش کیا وہ صدیق اکبرؓ کی ذات ہے، مسجد نبوی آج وہاں کڑوڑوں لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اربوں پڑھ چکے ہیں اور پتہ نہیں کب تک پڑھتے رہیں گے ان سب کا اجر کس کو مل رہا ہے، صدیق اکبرؓ، کیونکہ جگہ کی قیمت آپ نے دی تھی، لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ اس وقت صدیق اکبرؓ نے جب وہ قیمت پیش کی عثمان غنی وہاں موجود ہی نہیں تھے آپؓ بعد میں آئے تو پتہ چلا کہ حضور نے جگہ خرید لی ہے تو کہا مال، پیسے کس نے دیئے تو کہا ابو بکرؓ دے چکے ہیں، کہا اچھا چلو ٹھیک ہے آپ خاموش ہو گئے، یعنی اگر عثمان غنیؓ وہاں موجود ہوتے تو یہ سعادت بھی عثمان غنیؓ کو ملتی جب غزوہ تبوک ہوا تو شدید مال کی ضرورت تھی پیسے پیسے کی ضرورت تھی کہ غزوہ آ گیا ہے حضور مسجد نبوی میں آئے ممبر پہ کھڑے ہوئے فرمایا مال پیش کرو، پیسہ کوئی نہیں ہے ہم نے جنگ لڑنی ہے نہ تو تلواریں ہیں نا کوئی اور شے ہے نہ گھوڑے ہیں، کوئی شے نہیں ہے جنگ لڑنی ہے اس قدر سخت معاملہ تھا کہ اگر کوئی گھر سے بوڑھی عورت اپنے بالوں کا گچھا بھی لے آتی تو حضور وہ بھی قبول کر لیتے اس قدر غربت تھی، اس وقت یہ وہی واقعہ ہے جب حضرت عمر فاروقؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے آئے اور حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا پورا سامان لے آئے، عثمان غنی اس وقت بھی موجود نہ تھے بعد میں انہیں خبر ہوئی تو کہا حضور جنگ ہے، ہاں جنگ ہے، کہا مال چاہئے، ہاں چاہئے، فرمایا حضور ایک ہزار گھوڑے، ایک ہزار گھوڑوں کا سامان، تلواریں، زرہ، کھانے پینے کا خرچہ، دینار بوریاں بھر کے حضور سارا کچھ آپ کی بارگاہ میں پیش، یہ سارا کچھ جب مسجد نبوی شریف میں آیا تو میرے آقا ﷺ نے وہ چیزیں پکڑی ایسے ہوا میں اچھالی پھر نیچے گری پھر ہوا میں اچھالی، فرمایا مولا میں عثمان سے راضی ہو گیا، میں عثمان سے راضی ہو گیا، میں عثمانؓ سے خوش ہو گیا تو بھی خوش ہو جا، اے مولا تو بھی عثمان سے خوش ہو جا، حضور بولتے جاتے، بولتے جاتے، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، میں عثمان سے راضی ہو گیا اور فرمایا کہ اے عثمان اس کے بعد تجھے اب کوئی عمل تجھے جنت سے نہیں روک سکتا، تو جنتی ہے، تو جنتی ہے، تو جنتی ہے، سو سے زیادہ بار حضور نے کہا تو جنتی ہے، مال مال اللہ کو دو، جو مال اللہ کو دیتا ہے اللہ اسے امر کر دیتا ہے (**اللہ اکبر**)

لیکن یہ سعادت بڑی خوش نصیبی سے ملتی ہے، لوگوں کو بڑا پیار ہے اپنے مال سے، نیک لوگ اپنے پاس رکھتے نہیں وہ ہمیشہ آگے پیش کر دیتے ہیں، میں نے دیکھا حضرت صاحب کو

آپ کی اس وقت کم وبیش ایک لاکھ کے قریب تنخواہ ہے اور بڑے بہترین ادارے میں پرنسپل ہیں، دنیاداری اگر دیکھی جائے تو بہترین زندگی ہے لیکن میں نے اپنے حضرت کو دیکھا کہ آپ کی جیب ہمیشہ خالی ہی رہتی ہے میں اکثر ایک دو دفعہ پوچھا بھی حضور کدھر جاتے ہیں تو کہا بیٹا آتے ہیں تو فلاں جگہ نیکی فلاں جگہ مسجد، فلاں جگہ محفل کا کھانا، فلاں جگہ، اور دنیادار بینکوں میں، کڑوڑوں چھاپنے کی فکر میں او کچھ نہیں بننا، سب ضائع ہے ختم سب ختم ہو جانا ہے، تیرے بچوں کے معاملات بھی اللہ سنبھال لے گا تو اللہ کو دے کر تو دیکھ سب کچھ ہو جائے گا (اللہ اکبر)

لَنۡ تَنَالُو الۡبِرَّ نیکی تک نہیں پہنچ سکتے نیکی کہتے کس کو پتہ ہی نہیں آج تک مولا کس طرح نیکی تک پہنچوؤں گا، جو تجھے پسند ہے بس وہ مجھے دے دو، وہ مجھے دے دو (اللہ اکبر)

حَتّٰی تُنۡفِقُوۡ مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ط جو بھی خرچ کرو گے چاہے چھوٹا ہو چھاہے بڑا ہو **وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ O** اللہ اسے بڑی اچھی طرح جانتا ہے، اللہ علم رکھتا ہے کہ تم کہاں کیا کر رہے ہو کس طرح کس نیت سے خرچ کر رہے ہو، اللہ سے دعا ہے آج ہماری جتنی گفتگو ہوئی یہاں آیت نمبر ۹۲ تک

اللہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں عمل کی سعادت عطا فرمائے آمین

خانہ کعبہ کی حرمت اور تقویٰ

اللہ کی خاص رحمت سے عالم القرآن کورس کا مبارک موقع ہے جس میں آپ سب کو حاضری کی سعادت مل رہی ہے قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے یہ اہتمام جو ACS 1 کی طرف سے ہر جمعے کو کیا جاتا ہے اور قرآن پاک کی یہ فہم کی کلاس گزشتہ الحمدوللہ چھ ماہ سے جاری ہے آپ سب اس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، قرآن پاک کو سمجھنا یہ قرآن پاک کے نازل کرنے کا مقصد ہے اگر آپ سے کوئی یہ پوچھ لے کہ قرآن پاک کو کیوں نازل کیا گیا ہے تو آپ اسے سادہ الفاظ میں بھی بتا سکتے ہیں کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے نازل کیا گیا ہے، اگر اس کو سمجھا نہ جاتا تو اس کے نازل ہونے کا مقصد فوت ہو جاتا، لیکن الحمدوللہ، اللہ نے ہر دور میں ایسے امّت کے اندر لوگ پیدا کئے ہیں جو قرآن پاک کو سمجھتے ہیں اور ہماری کلاس بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں ہماری کوشش ہے کہ ہم آپ کا شعور بیدار کریں اور یہ شعور نوجوان نسل میں خاص طور پہ پیدا کریں کہ وہ جب بھی قرآن پڑھیں تو اسے سمجھ کر پڑھیں الحمدوللہ ہم چوتھے پارے میں موجود ہیں اور ہم چوتھے پارے کے اندر آ چکے ہیں، **لن تنا لو البرحتی تنفقو مما تحبون**۔ یہ آیت ہم پڑھ چکے تھے آج ہم انشاءاللہ العزیز ہم اس سے آگے آیت نمبر ۹۶ پہ آئیں گے **آیت نمبر ۹۶ کے اندر اللہ نے ارشاد فرمایا**

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّ ضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَO

ترجمہ :

بے شک پہلا عبادت خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکّہ میں ہے بڑا برکت والا اور ہدایت کا سرچشمہ ہے سارے جہانوں کے لئے۔

بڑی اعلی آیت ہے اور اس کے اندر بیت اللہ کی عزت اور حرمت کو بیان کیا گیا ہے، آیت نمبر ۹۵ سے یہ مضمون شروع ہوا ہے اور آیت نمبر ۹۶ جو میں نے ابھی پڑھی ہے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ، بے شک پہلا عبادت خانہ، اس سے پتہ چلا کہ خانہ کعبہ وہ عبادت کی جگہ ہے جسے اللہ نے دنیا میں سب سے پہلے عبادت کے لئے مقرر فرمایا اور حضرت آدمؑ نے اس کی تعمیر فرمائی اور اس کے بعد یہ ہر نبی کے دور میں موجود رہا، اس کا اللہ کا گھر ہونے کی کئی روشن نشانیاں موجود ہیں اور آج بھی اس بات کی علامت ہے کہ گھر جو ہے یہ اللہ کا ہے گو ساری مسجدیں ہی اللہ کا گھر ہیں لیکن کعبۃ اللہ کی خصوصیت ان تمام سے جدا ہے، ایک تو پہلی علامت اس کے اللہ کے گھر ہونے کی یہ ہے کہ جس کسی نے بھی اسے میلی نظر سے دیکھا ہے وہ برباد ہو گیا ہے وہ بچ نہیں سکا اللہ کا قہر اس پہ آ پڑا اور اس کا ہولناک انجام ہوا دنیا کے سامنے۔

حضورﷺ کی ولادت سے پہلے جس سال آپ کی ولادت ہوئی وہ سال ہاتھیوں والا سال مشہور ہے اس سال کو ہاتھیوں والا سال کہتے ہیں، **عام الفیل**، فیل کہتے ہیں ہاتھی کو اور عام کہتے ہیں سال کو، تو عرب اس سال کو ہاتھی والا سال پہچانتے ہیں، اور ابرہہ ایک بادشاہ تھا جس نے کعبہ کی طرف حملے کرنے کا منصوبہ بنایا تو اللہ پاک نے اس کے لشکر کو ابابیلوں کی مدد سے جو اپنے پنجوں کے اندر چھوٹے چھوٹے کنکر لے کر آتی تھیں اور جب وہ پھینکتی تھی ان کی اتنی رفتار ہوتی تھی کہ وہ ہاتھیوں کے جسموں کو چیرتے ہوئے کنکر نکل جاتے تھے اس کا سارا لشکر جو ہے چھوٹی چھوٹی ابابیلوں کے لشکر نے کنکریوں سے نست و نابوت کر دیا۔

اور اسی طرح دور جہالت میں حضورﷺ کی ولادت سے پہلے جہالیت کا بازار گرم تھا اور ہر طرف جاہل لوگ تھے اور عرب ایک جلتی ہوئی وادی کا نام تھا ایک ایسی وادی جہاں ہر طرف خون کے اور کچھ بھی نہ تھا اور جہاں ہر طرف قتل و غارت تھی لوگ کئی کئی سالوں سے ایک دوسرے کے قتلوں کے پیاسے تھے اور لاشوں پہ لاشیں گرتی جاتی اس دور میں بھی جو کوئی کعبہ کی حدود میں آ جاتا تھا کعبہ کے اندر آ جاتا تھا تو اسے پناہ مل جاتی تھی یہ اس دور میں بھی کعبہ کی عزت اور خرمت قائم تھی حرم کعبہ کی حدود میں جو بھی داخل ہوتا وہ ہر قسم کی گرفت سے آزاد ہو جاتا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر میرے باپ کا قاتل بھی بھاگ کے کعبے کے اندر چلا جائے ،حرم میں چلا جائے تو میں اسے نہیں پکڑوں گا یہ امن کی جگہ ہے اللہ نے اسے مبارک بنایا ہے برکت والا کہا ہے

اور فرمایا

جو اسے دیکھ آتا ہے اور اس کا طواف کر آتا ہے اور صحیح یقین سے صحیح محبت سے جاتا ہے تو اللہ پاک اسے ساری زندگی برکت عطا فرماتا ہے اس کی غربت دور کی جاتی ہے اس کی تنگ دستی ختم کر دی جاتی ہے اور ہر آنے والے دن اسے برکتیں عطا کی جاتی ہیں (اللہ اکبر)

وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کے اندر بڑا نفیس نقطہ ہے جس سے آیت ختم ہوئی کہ یہ سارے عالمین کے لئے ہدایت ہے اللہ نے ۱۶ ہزار عالم پیدا کئے ہیں ہر عالم کے لئے کعبہ کے اندر ہدایت ہے، پرندے اس کے اوپر سے نہیں گزرتے ،اگر پرندہ کوئی جا رہا ہے اور اس کے نیچے کعبہ آجائے تو پرندے اس کے اوپر سے نہیں گزرتا دوسری طرف سے وہ گزرتا ہے اسی طرح ارواح اس کا طواف کرتی ہیں، جنات ہر وقت حاضر رہتے ہیں اور اللہ کی روزانہ اس پہ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور بڑا مبارک گھر ہے اسکی زیارت کی دعا مانگنی چاہئے کہ مولا مجھے عمرے کی سعادت دے مجھے حج کی سعادت دے میں اس پاک گھر کو دیکھنا چاہتا ہون جس گھر کو تیرے نبیوں نے دیکھا، تیرے ولیوں نے دیکھا ،صوفیوں نے دیکھا، اولیوں نے دیکھا،قطبوں نے دیکھا،غوثوں نے دیکھا، ابدالوں نے دیکھا اس دنیا کا ہر نیک بندہ وہاں حاضر ہوا وہ بڑی مبارک جگہ ہے (اللہ اکبر)

تو اللہ پاک نے واضح کر دیا کہ میرا گھر جو ہے اللہ نے یہاں بکّہ کا لفظ استعمال کیا، یہ مکہ کا ہی لفظ ہے جسے اللہ نے بکّہ کے لفظ سے یاد کیا ہے یہ دونوں عربی میں لغات ہیں یہ دونوں نام عربی کے اندر استعمال ہو سکتے ہیں مکّہ بھی اور بکّہ بھی، اسی طرح آگے اس میں حج کی فرضیت کی آیت موجود ہے، **آیت نمبر ۹۷**

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًاO

ترجمہ: اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پہ حج اس کے گھر کا، جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک پہ فرض نہیں ہے صرف اس پہ ہے جس کے اندر اتنی طاقت موجود ہے کہ وہ حج کر سکے، طاقت سے مراد کیا ہے وہ ذرا سمجھ لیں، **طاقت سے مراد یہ ہے کہ آنے جانے کا خرچہ، حج کے ایام میں وہاں رہنے کا خرچہ اور اتنے دن جتنے دن حج کرنے جاؤ گے پیچھے گھر والوں کا خرچہ** اگر تو یہ موجود ہے جو آج کے اس دور میں تقریباً چار سے پانچ لاکھ بنتا ہے اور اتنے پیسے آج موجود ہیں اور آسانی بھی ہے صحت بھی ہے تو پھر اب حج فرض ہو چکا ہے جتنی دیر کوئی اس حالت میں حج کرنے نہیں جائے گا اتنی دیر وہ ہر روز گناہگار ہوگا تو اس لئے یہ تصور ہی غلط ہے کہ میں اس وقت حج کروں گا جب بوڑھا ہو جاؤں گا عام طور پہ لوگ ایسے ہی کرتے ہیں ابھی تو بچے ویانے ہیں ابھی تو گھر بنانا ہے ابھی تو میری عمر ہی کوئی نہیں ذرا بابا بوڑھا ہو جاؤں، بوڑھی ہو جاؤں تو پھر حج ہی کرنا ہے، یہ حج نہیں ہے، حج اسی وقت فرض ہوا جب آپ کے پاس آنے جانے کے پیسے چاہے وہ زیور کی شکل میں آپ کے پاس پڑے ہیں کیوں پڑے ہیں، چاہے وہ بینک کے کیش کی شکل میں پڑے ہیں کیوں پڑے ہیں تو اس کو معمولی سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ کوئی بات نہیں ابھی میرے پاس جب ایکسٹرا آئیں گے بہت ہی ایکسٹرا ہوں گے تب حج کے لئے جاؤں گا تو یہ بالکل غلط تصور ہے ایسا نہیں ہوتا، جس وقت آپ کے پاس آپ مالک بن گئے ہیں اتنی رقم کے تو اب حج فرض ہے **(اللہ اکبر)**

اللہ نے اس سے آگے اس آیت کو مکمل کیا **وَمَنْ كَفَرَ** اور جو اس کے باوجود انکار کرے **فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ** تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے، یعنی جو یہ رقم اور یہ سارے اسباب ہونے کے باوجود میرے کعبے کی طرف نہیں آتا وہ نہیں آتا ہے انکار کرتا ہے کہ میں نے نہیں جانا تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کہاں مرتا ہے کہاں زندہ رہتا ہے، تو واضح کر دیا کہ ہم نے تمہیں اس گھر کا حج فرض کروایا ہے تو لہٰذا اس کو دیکھنا ہوگا **(اللہ اکبر)**

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور آیت نمبر ۱۰۰ کے اوپر پہنچتی ہے

آیت نمبر ۱۰۰ اور صفحہ نمبر ۲۵۶، اللہ نے ارشاد فرمایا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَO

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والوں **اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ** اگر تم کہا مانوں گا ایک گروہ کا اہل کتاب سے تو نتیجہ ہوگا کہ لوٹا کے چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان قبول کرنے کے بعد کافروں میں سے۔

کہ اگر تم نے ایمان لانے کے بعد اہل کتاب کی بات مانی تو یہ تمہیں دوبارہ کافر بنا دیں گے، یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب اوس اور خزرج یہ دونوں قبائل تھے عرب کے جن میں کئی سالوں سے دشمنی چلی آتی تھی اور ان دونوں کے کئی سو لوگ قتل ہو چکے تھے لیکن جب حضور ﷺ مدینہ شریف آئے تو آپ کی آمد کی برکت سے ان کے اندر محبت پیدا ہوئی یہ دونوں قبائل آپس میں ملے اور ان دونوں قبائل کی صلح ہوئی اور یہ دونوں قبائل مل کر زندگی کی ایک نئی شروعات کی طرف چل پڑے اور انہوں نے یہ طہ کر لیا کہ اب یہ دوبارہ کبھی نہیں لڑیں گے ان کے درمیان محبت پیدا ہوگئی اب یہ چیز یہودیوں کے لئے نا قابل برداشت تھی کہ یہ دونوں قبائل جو ہیں یہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار میں باندھ گئے ہیں جب سے مسلمانوں کا نبی آیا ہے تو ان دونوں میں صلح ہوگئی ہے یہ چیز ان کے لئے نا قابل برداشت تھی تو ہوا یہ کہ ایک دن شاس بن قیس جو ایک یہودی ہے وہ ایک ایسی مجلس سے گزرا یعنی ایسی مجلس میں گیا جہاں اوس اور خزرج جو ہیں یہ دونوں قبائل آپس میں پیار اور محبت کے جذبات سے سرشار ہو کر ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے قبیلے کے لوگ بیٹھے تھے اور ایک دوسرے سے گفتگو ہو رہی تھی تو وہ جل بھن کر رہ گیا، اور ایک دوسرا یہودی بھی اس مجلس میں آ گیا اور اس نے ایسے شعر پڑھنے شروع کر دیئے جس میں پرانی جنگوں کا ذکر تھا، اس کی یہ چال کامیاب ہوئی اور دونوں میں تلخ کلامی شروع ہوگئی اور بڑھتے بڑھتے جنگ کی شکل اختیار کر گئی، تلواریں نکال لی گئیں، نیزے سنبھال لئے گئے صفیں درست کر لی گئیں یعنی جنگ کی تیاری پوری ہوگئی اور دوبارہ سے جنگ شروع ہونے والی تھی کہ حضور ﷺ کو خبر ہوئی، آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں تشریف لائے اور آپ نے آ کر ایک بہت خوبصورت خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے اوس اور خزرج تم میرے سامنے جاہلیت کی وہی رسم تازہ کرنے جا رہے ہو جس سے میں نے تمہیں نکالا ہے میں نے نکال کر اس دوزخ کے گڑھے سے تمہیں جنت کی طرف بھیجنے کی جو تمہارے ساتھ نیکی کی ہے اب تم دوبارہ اسی رستے پہ چلنا چاہتے ہو دوبارہ ایک دوسرے سے لڑ کر ایک دوسرے کو مارنا چاہتے ہو جب حضور ﷺ نے یہ خوبصورت باتیں کیں تو ان کی آنکھیں کھل گئی اور تلواریں پھینک دی گئی اور وہ دونوں قبائل ایک دوسرے کے گلے لگ گئے اور دوبارہ دونوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت پیدا ہوگئی (اللہ اکبر)

تو اس آیت کے اندر بہت خوبصورت اشارہ ہے کہ مومنین ہمیشہ جب ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت سے رہتے ہیں تو بہت سارے لوگ جلتے ہیں اور عام طور پہ گھروں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ کسی کی پیار اور محبت گوارہ نہیں ہوتی اور جب کوئی جلتا ہے تو پھر اس میں کوئی ایسی بات کرتا ہے کہ یہ لڑ پڑیں تو اللہ نے منع فرمایا کہ تم کیوں ایسا کرتے ہو جب تمہارے درمیان محبت ہے تو پھر تمہیں چاہئے کہ تم دوسروں کے جذبات کا خیال رکھو اور کسی کے کہے ہوئے پہ لڑو نہیں، یہ بہت خوبصورت اصول اللہ نے اس آیت میں دیا (اللہ اکبر)

اس کے بعد آیت نمبر ۱۰۲ میں آتے ہیں، اللہ نے ارشاد فرمایا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَO

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والوں تقوی اختیار کرو **حَقَّ تُقٰتِهٖ** ایسا تقوی جیسا کہ حق ہے **وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ** اور نہ مرنا جب تک تم مسلمان نہیں ہو جاتے۔

مسلمان ہوئے بغیر مرنہ جانا، یہ آیت کریمہ، اس آیت کے اندر اللہ پاک نے واضح کردیا کہ اے ایمان والوں تمہارے پاس ایمان تو موجود ہے اب تقوی بھی اختیار کرو اب اس کے اندر گفتگو ہے بڑی خوبصورت جس کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ ایمان والا، پہلے ہی تقوی والا ہوتا ہے لیکن اللہ نے الگ سے تقوی کا کیوں کہا اس سے پتہ چلا کہ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کے علاوہ بھی ہیں تقوی میں شامل ہیں، **اصل میں ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے**، ایمان آقا ﷺ کے عشق کا نام ہے، ایمان آقا ﷺ سے بے انتہا محبت کا نام ہے ایسی محبت جس میں کوئی شبہ اور شک نہ ہو یہ ایمان ہے ، تو جس کو تو یہ حاصل ہو فرمایا صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے، میرے نبی سے محبت کافی نہیں ہے **اتَّقُوا اللّٰهَ** اللہ سے ڈرنا بھی ہے، پوچھا تو کیسے ڈریں کہا نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھو، جہاں نیکی کر سکتے ہو کر گزرو، برائی سے بچو، برائی سے اپنے دامن کو کھینچ لو اور مسلسل اللہ کے سامنے اپنی گردن جھکائی رکھو اور تقوی اختیار کرو، یعنی صرف یہ نعرے لگاتے رہنا کہ مجھے حضور سے بڑی محبت ہے حضور سے بڑی محبت ہے یہ کوئی کافی نہیں ہے ساتھ عمل بھی کرنا ہے، نمازیں روزے زکوتیں حج یہ ساری کی ساری نیکیاں بجالانی ہیں، کیسے بجالانی ہیں **حَقَّ تُقٰتِهٖ** پوری طرح سے، حق ادا کرنا ہے نیکی کا، جو تم سے ہوسکتا ہے نیکی کے اندر کرو ، مثلاً آپ دیکھیں کہ آپ اتنی سخت گرمی میں آ گئے یہ نیکی کا حق ادا ہو رہا ہے اس وقت جو نیکی ہے اس کی اہمیت کئی گناہ زیادہ ہے عام حالت سے کیونکہ اس طرح کی نیکی مشکل ہوتی ہے تو اللہ فرما رہا ہے **حَقَّ تُقٰتِهٖ** بھی حق ادا کرو میری نیکی کا، نماز پڑھنے لگے ہو تو اچھی طرح وضو کرو، بہترین انداز سے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت، اسی طرح مسح اچھی طرح کرو گردن کے اوپر بھی مسح کرلو، پاؤں کی انگلیوں کے اندر بھی انگلیاں پھیرو تا کہ اچھی طرح پانی پھر جائے پھر بڑی اہتمام سے مصلہ بچھاؤ اس کا اہتمام کرو، اپنی چادر ٹھیک کرو، ٹوپی ٹھیک کرو اور پھر اللہ کے سامنے ہاتھ اُٹھا کے اللہ اکبر کہو، اور نماز پڑھتے ہوئے پورا دھیان رکھو کہ میں کیا بول رہی ہوں میں کیا بول رہا ہوں میرے لفظوں کا مطلب کیا ہے میں کیا اللہ کے سامنے بول رہا ہوں، یہ ہے تقوی کا حق ادا کرنا، درس دے رہے ہیں بڑی اختیاط سے لیا جائے سمجھ سمجھ کر لیا جائے اپنے تمام خیالات کو دور کیا جائے جو بات کی جا رہی ہے اسی کی طرف توجہ کی جائے نیند نہ آنے دی جائے، یہ ساری چیزیں ہیں تقوی کا حق ادا کرنا، شیخ و مرشد کی مجلس ہے اس مجلس میں اہتمام اور ادب سے آیا جائے بیٹھا جائے پورا دھیان ان کے الفاظ کی طرف رکھا جائے یہ ہے تقوی کا حق ادا کرنا یعنی اللہ تعالٰی وہ جسے کہتے ہیں نا ٹلی ملی عبادت قبول نہیں کرتا یہ اللہ کو عبادت پسند نہیں ہے، اللہ کو وہ عبادت پسند ہے جس عبادت کے اندر جان ہو جاندار عبادت، درود پڑھا جائے تو مزہ آ جائے درود پڑھنے کا لہذا ہر نیکی کو پورے اہتمام سے کرنے سے تقوی کا حق ادا ہوتا ہے، پردہ کیا ہے تو اچھی طرح پردہ کیا جائے اچھی طرح اپنے چہرے کو ڈھک کر نکلا جائے یہ ہے **حَقَّ تُقٰتِهٖ** صرف تقوی ہی اختیار نہیں کرنا بلکہ اس کا حق بھی ادا کرنا ہے،

پھر ارشاد فرمایا

وَ لَا تَمُوْتُنَّ اور موت تمہیں نہ آئے، مولا موت تو آئے گی، ہاں، **اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ** لیکن یہ خیال رکھنا کہ مرتے ہوئے کلمہ نصیب ہو، تم مسلمان مرو، موت کے وقت تمہارا مسلمان ہونا ضروری ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ موت کے وقت میں بہت بڑی آزمائش موجود ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اللہ والے اس وقت سے پناہ مانگتے رہے اور ڈرتے رہے اور آج بھی اللہ والے اس وقت سے پناہ مانگتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں کہ اے مولا ہمیں ایسی موت دینا جس میں ہمیں کلمہ نصیب ہو تو اللہ نے بھی یہاں حکم دے دیا کہ تقوی بھی اختیار کرنا ہے، حق بھی ادا کرنا ہے اور ساتھ موت بھی مسلمانوں جیسی چاہئے کافر جیسی موت نہیں چاہئے۔

اس سے اگلی آیت میں آیت نمبر ۱۰۳ میں

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَاتَفَرَّقُوْا ص

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو **جَمِيْعًا** سارے مل کر **وَّ لَاتَفَرَّقُوْا** اور جدا جدا نہ ہو جانا۔

اس آیت کو سمجھنے سے ہمارے بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے (انشاء اللہ) حبل اس کے کئی معنی ہیں عربی میں، بعض مفسرین نے لکھا اس کے تقریبا ۹۰ معنی ہیں، بعض نے کہا نہیں اس سے بھی زیادہ ہیں، اس کا مقصد اس وقت معنی گننا نہیں ہے، مقصد حبل کہتے کس کو ہیں، حبل رسی کو بھی کہتے ہیں، زنجیر کو بھی کہتے ہیں، حبل ہاتھوں سے بنائی ہوئی زنجیر کو بھی کہتے

ہیں، حبل کا حضرت پیر مہر علیؒ اور دیگر علماء نے اس کو لکھا ہے۔ **السّبب الذی یوصل به الی البغیة** (القرطبی)۔ یعنی وہ چیز جو تمہیں مقصد تک پہنچا دے اسے حبل کہتے ہیں، وہ پٹہ جو گردن کو کندھوں سے ملاتا ہے اسے بھی حبل کہتے ہیں یعنی آپ کی گردن سے جو پٹھے ملے ہوئے ہیں جو پٹھہ ہے یہ والا جو گردن سے پٹھوں کو ملا رہا ہے اسے بھی حبل کہتے ہیں (سبحان اللہ)

صحابہ حضرات سیدنا علی وابن مسعود ابوسعید خدریؓ نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ یہاں حبل سے کیا مراد ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **حبل اللّٰہ القرآن** کہ اللہ کی رسی قرآن ہے یہ قرآن پاک ہے (اللہ اکبر)

لہذا اس سے واضح ہوا کہ اللہ پاک نے امت محمدیہ کے لئے اور ہر فرقے سے بچنے کے لئے اور ہر جگہ کامیاب بنانے کے لئے ایک ایسی رسی بھیجی ہے جس کے ساتھ اگر کوئی جڑ گیا تو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ پاک نے اسے اپنی رسی قرار دیا ہے، رسی سے آپ کسی چیز تک پہنچتے بھی ہیں، مثلا رسی کو کسی اونچی جگہ پھینک کے پھر وہاں سے چڑھتے ہوئے آپ اوپر چڑھتے ہیں ایسے ہی حبل اللہ سے مراد اللہ کی رسی ہے، حبل اللہ سے مراد اللہ کی رسی ہے جو قرآن پاک ہے

آگے فرمایا **وَّ لَا تَفَرَّقُوْا** اور فرقوں میں نہ بٹنا، اب یہاں اللہ نے واضح کیا کہ فرقے نہ بنانا لیکن چونکہ جو اسلامی فقہ ہے وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ آج بھی اس دنیا میں بے شمار فرقے موجود ہیں اور جی چاہتا ہے کسی دن بیٹھ کر آپ کو ان تمام فرقوں کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا جائے کہ اہل سنت کون ہوتے ہیں، اہل حدیث کون ہیں، اہل دیوبند کون ہیں، اہل شیعہ کون ہیں یہ تمام کی تفسیر کسی دن انشاء اللہ ذہن بنا کر ہم بیٹھیں گے اور آپ کو مکمل ان تمام چیزوں سے آگاہ کیا جائے گا تا کہ آپ تسلی رکھیں سر دست میں صرف ایک بات کرتا ہوں آقا ﷺ نے فرمایا اس سے ہر فرقہ واضح ہو جائے گا اور آپ کو سامنے یہ آ جائے گا کہ یہ فرقہ کون ہے یہ بھی آپ کو پتہ چل جائے گا، نیز ے ماں باپ اس فرقے میں ہوں تو آپ اس فرقے میں نہیں جاتے جب تک ایک خاص شرط کو پورا نہ کریں جو میں ابھی عرض کرنے لگا ہوں، صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

اے میرے صحابہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی جن میں سے ہر فرقہ اپنے آپ کو جنتی ہونے کا دعوی کرے گا لیکن ان میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا باقی تمام جہنم میں جائیں گے تو صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ وہ فرقہ کونسا ہے جو جنت میں جانے والا ہے جو جنتی ہے اس کی کوئی علامت بیان کر دیجئے تا کہ وہ ہمارے ذہن میں رہے اور ہم اس علامت کو یاد رکھیں، اب آپ بھی اس علامت کو سمجھ جائیں اور آپ اس کو سمجھ جائیں گے تو امید ہے کہ آپ کو بھی تسلی ہو جائے گی کہ آپ کس فرقے میں ہیں، سننا چاہتے ہیں کہ نہیں بولیئے ذرا، بڑی سادہ سی میرے نبی ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی، فرمایا حضور وہ کونسا فرقہ ہے تو میرے نبی ﷺ نے ایک جملہ بول کر بات ختم کر دی، اور آج تک وہ جملہ تمام فرقوں کی پہچان ہے، ارشاد فرمایا کہ

وہ فرقہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقوں پر ہوگا بس وہ جنتی ہے

اب اس کے اندر بہت لطیف اشارہ ہے، بہت لطیف اشارہ ہے، اب کہنے کو اگر ہم اس کو اس طرح interprint کر دیں تو حضور ﷺ کے **طریقے کو سنت** کہتے ہیں، اور حضور کے صحابہ جو تھے وہ ایک **جماعت** تھے تو آپ حضور ﷺ کے اس جملے کو اگر ایک چھوٹے جملے میں سمجھنا چاہئیں تو **اہل سنت والجماعت**، بنتا یہی ہے، حضور کے طریقے کسے کہتے ہیں سنت کو کہتے ہیں اور حضور کے ساتھ جو صحابہ تھے وہ ایک جماعت تھے تو **حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پہ ہوگا بس وہ جنت میں ہوگا**، بخاری شریف کی حدیث، باقی سب فارغ ہو جائیں گے سب دوزخی ہیں صرف یہ جنت میں جائے گا۔

،اب یہ ایک ایسی defination ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اہل سنت ہوں بالفرض کہ میں جناب یہی ہوں حضرت صاحب جو یہ آپ نے کہا ہے میں یہی ہوں تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا اس کے اندر حضور کا طریقہ موجود ہے اور کیا وہ حضور کے صحابہ کے طریقے پہ چلتا ہے اگر تو اس کے اندر حضور کا طریقہ اور صحابہ کا طریقہ موجود ہے تو پھر تو وہ اپنی گواہی میں اور اپنی بات میں سچا ہے ورنہ جتنی مرضی اونچی آواز سے کہتا رہے کہ میں اہل سنت ہوں وہ اہل سنت نہیں ہوسکتا ،حضور ﷺ کے طریقے کیا ہیں آقا ﷺ کی سنتیں ،اور زندگی گزارنے طریقے ،حضور ﷺ کا لباس اور آپ ﷺ کا چہرہ ،آپ ﷺ کا اُٹھنا بیٹھنا ،آپ ﷺ کی گفتگو یہ سارے حضور ﷺ کے طریقے ہیں ،لوگوں سے کیسے بات کرتے تھے ،بیوی سے کیسے بات کرتے تھے ،بچوں سے کیسی گفتگو تھی ،گھر والوں سے کیسی گفتگو تھی ،صحابہ سے کیسے گفتگو تھی یہ ساری چیزیں جسے پتہ ہیں اور پھر وہ حضور ﷺ کے طریقے پہ عمل بھی کر رہا ہے ،نیڑا سنی سنی کہنے سے کوئی سنی نہیں ہوجاتا ،جی ،ایسے سنی نہیں ہوتے اور نہ اہل خدیث ہوجاتے ہیں ،میں جی اہل خدیث کے گھر پیدا ہوئی ہوں تو میں اہل خدیث ہوں ایسے نہیں ہوتا یہ عقیدہ ہے انسان کے اندر عقیدہ ہوتا ہے اور اس عقیدے نے ہی آپ کو جنت دینی ہے عقیدہ یہ ہے کہ میں اپنے نبی کے طریقے پہ چلوں اس کے بعد صحابہ کے طریقے ،یہ بھی پتہ کرنا ہوگا کہ صحابہ کے طریقے کیا تھے جب حضور ﷺ سے گفتگو ہوتی تھی تو کیسے گفتگو کرتے تھے سامنے بیٹھ کے کیسے حضور ﷺ کے ساتھ کیسا ادب تھا ،حضور ﷺ سے محبت کے کیا انداز تھے یہ سارا پتہ ہونا چاہئے **(اللہ اکبر)**

عروہ بن وسکہ جو اسلام لانے سے پہلے جب صلح حدیبیہ ہوئی یو یہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے کفار نے انہیں بھیجا تھا کہ آپ جائیں جا کر دیکھ کر آئیں کہ مسلمان کیا پلاننگ کر رہے ہیں پتہ کریں یہ جب گئے تو انہوں نے عجیب منظر دیکھا ،صلح خدیبیہ ہونے والی تھی ،مسلمان آ کھٹے تھے اور حضور ﷺ بھی موجود ہیں اس نے دیکھا کہ آقا ﷺ وضو فرمانے کے لئے اُٹھے ہیں سارے صحابہ اُٹھ کھڑے ہوئے وضو کرنے کے لئے حضور گئے ہیں آپ نے پانی استعمال کیا ہے کلی کرنے کے لئے جب کلی کے لئے استعمال شدہ پانی کو پھینکنا چاہا ہے تو ایک صحابی نے اپنے ہاتھوں میں پانی لے لیا ہے اس نے اپنے چہرے پہ مل لیا ہے ،جسم پہ مل لیا ہے ،سر پہ مل لیا ہے ،خیران رہ گیا پھر حضور ﷺ نے اپنی ناک مبارک صاف کی آپ نے وہ پانی پھینکا ہے تو وہ بھی صحابہ نے اپنے چہرے پہ مل لیا جسم پہ مل لیا ،پھر حضور ﷺ نے اپنے چہرے پہ پانی ڈالا ہے چہرہ دھویا ہے ،داڑھی دھوئی ہے پانی جو نیچے گر رہا ہے صحابہ اپنی جھولیوں کے اندر پانی کے وہ قطرے اتار رہے ہیں اور ایک قطرہ بھی زمین پہ گرنے نہیں دیا حضور ﷺ مسخ کرتے ہیں تو پانی کے قطرے جو ہیں وہ صحابہ اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ حضور پاؤں دھوتے ہیں تو وہ پاؤں کا پانی ایک برتن میں جمع کر لیتے ہیں اور وہ برتن کا پانی پی جاتے ہیں ،وہ خیران رہ گئے ،وضو فرمانے کے بعد آپ نے قینچی منگوائی کہ کچھ اپنے داڑھی شریف کے بال مونچھوں کے بال کاٹتے ہیں تو حضور ﷺ نے اپنی داڑھی شریف کے بالوں کو کتروانا چاہا تو فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ سارے صحابہ آ کھٹے ہو گئے اور حضور ﷺ کا ایک ایک بال زمین پہ گرنے سے پہلے اُٹھا لیتے تو جس کو کوئی پانی کا قطرہ نہ ملتا تو وہ جس کو وہ پانی کا قطرہ لگا ہوتا وہ اسے ہاتھ مل کر اپنے اوپر ملنا شروع کر دیتا اس قدر حضور ﷺ سے محبت ،تو جس کے اندر ایسے ادب نہیں ہیں اور آقا ﷺ کی بارگاہ کے اس کے اندر ہے ہی نہیں تو چلو یہ تو صحابہ کر گئے اور انہوں نے کر کے دیکھا دیا کہ یہ ہمارا عمل ہے حضور ﷺ کے ساتھ ،حضور ﷺ کے ساتھ ہم ایسے گفتگو کرتے ہیں

بلکہ حضور ﷺ جب درس ارشاد کرتے تو صحابہ ایسے بیٹھتے اس قدر بے حس و حرکت اور اتنے غور سے سنتے کہ پرندے آ کر کندھوں پہ بیٹھ جاتے ،اتنا غور اور اتنا تفکر ہوتا اب یہ صحابہ کے طریقے ہیں اور اس سے پہلے حضور ﷺ کے طریقے میں نے بتا دیئے ،اب جس کے اندر نہ تو حضور ﷺ کا کوئی طریقہ ہے اور نہ نبی کے ادب کی کوئی ادا ہے اور کہتا پھرتا ہے میں اہل سنت ہوں ایسا نہیں ہوسکتا

ای خیال استوای محال استو جنوں

اہل سنت کی ایک تعریف ہے ایک defination ہے نام جو بھی رکھ لو نام اہل خدیث رکھ لو ،نام دیوبند رکھ لو نام کوئی بھی رکھ لو لیکن طریقہ میرے نبی ﷺ کا اور میرے صحابہ کا لے آؤ تو تم جنتی ہو بس ،بھئی نام سے اللہ کو کیا غرض ہے نام سے اللہ کو کوئی غرض نہیں نام کوئی بھی رکھ لو ،کوئی بھی نام رکھ لو ،اللہ کو عمل سے غرض ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ۔۔۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہم میں سے کوئی بھی نہ جنتی ہے نہ دوزخی ہے اگر ہے تو اپنے عمل سے ہے ،اپنے عمل سے ہے تو حضور نے واضح کر دیا بلکہ علماء نے یہاں بڑی خوبصورت بات لکھی کہ اللہ پاک نے

یہاں **وَّ لَاتَفَرَّقُوْا** کے اندر یہ فرما دیا کہ تفرقوں میں نہ بٹنا اس سے تمہاری کمر ٹوٹ جائے گی لیکن چونکہ امت کے اندر اختلاف آنا ہی آنا تھا تو حضورﷺ نے وضاحت فرما دی کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے جس میں سے ایک جنتی ہوگا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پہ ہوگا (انشاءاللہ)

اس سے اگلی گفتگو بہت خوبصورت ہے آیت ۱۰۳

وَ اذْكُرُوْ انِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْ بِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوانًا ج وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَ كُمْ مِّنْهاط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَO

آج کی آخری آیت، شدید موسم کی وجہ سے ہم اس کو اسی آیت تک موقوف کریں گے (انشاءاللہ)۔**وَ اذْكُرُوْ** اور یاد رکھو**انِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ** اللہ کی وہ نعمت جو ہم نے تجھ پر کی ہے**اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً** جب تم آپس میں دشمن تھے**فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْ بِكُمْ** پس اس نے تمہارے درمیان محبت پیدا کر دی**فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوانًا** اور تم آپس میں اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے**وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ** اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پہ تھے**فَاَنْقَذَ كُمْ مِّنْهاَ** اور اس نے بچا لیا تمہیں اس میں گرنے سے **كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ** اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتیں تم پہ بیان کرتا ہے**لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ** تا کہ تم ہدایت پر آ جاؤ

یاد کرو وہ نعمت جو ہم نے تم پر کی ہے اور اس نعمت کے بعد تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تمہارے دلوں میں محبت پیدا ہوگئی (اللہ اکبر) کمال کر دیا اللہ نے، آقاﷺ کی شان کریمہ کو اتنے خوبصورت انداز سے دنیا کے سامنے رکھا گیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضورﷺ کے آنے سے پہلے جزیرہ نما عرب کی جو حالت تھی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے ایک ایسا بھی معاملہ ہے کہ دو گھوڑے ہیں اور دونوں گھوڑوں کی دوڑ میں شامل ہیں تو گھوڑوں کی دوڑ جاری ہے تو ایک آگے نکل جاتا ہے اور ایک پیچھے رہ جاتا ہے اب جس کا پیچھے رہ جاتا ہے نا وہ نیزہ مار کے اس گھوڑے والے کو گرا دیتا ہے کہ یہ مجھ سے آگے کیوں نکلا ہے گھوڑا آگے بڑھانے پہ قتل کر دیتا ہے اب اسکو پتہ چلتا ہے کہ اس نے ہمارے بندے کو اس طرح سے مارا ہے تو دوسرا پورا قبیلہ اس قبیلے پہ اس طرح رات کو حملہ کرتا ہے اور ان کے بچوں تک کو زندہ جلا دیتا ہے عورتوں کو مار دیا جاتا ہے یہ کوئی ایک بار نہیں ہوا، یہ سینکڑوں بار عرب کے اس جزیرے میں ہوا ہے جہاں اس قدر جہالت تھی کہ کعبے کا طواف ننگے ہو کر کرنے کو عبادت سمجھا جاتا تھا، وہ بت کعبے کے اندر رکھ کر عبادت کرنا بہتر سمجھتے تھے تو ایسی جہالت اور وہ لوگ اس قدر آپس میں دشمن تھے (اللہ اکبر)

بلکہ ایک ایسی بھی لڑائی عربوں میں ملتی ہے تاریخ میں لکھا ہے کہ عرب آپس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک سردار کہتا ہے کہ یار یہ پانی کا گلاس تو پلاؤ تو وہ پانی کا گلاس پلانے کے لئے وہ خادم جو ہے پانی پکڑانے لگتا ہے تو رستے میں ایک اور سردار کہتا ہے کہ مجھے پیاس لگی ہے میں نے پانی پہلے پینا ہے تو وہ پانی پہلے پی لیتا ہے اس پہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں اس پہ قتل ہو جاتا ہے کہ پانی مجھے پہلے کیوں نہیں پینے دیا تم نے، ایسے یہ عجیب وغریب قوم اور ایسی ان کی حالت، ماں کو بیچنا، بہنوں کو بیچنا سود کھانا یہ تو معمولی باتیں ہیں، بیویاں exchange کر لیتے تھے کہتے تھے آج کی رات تم میری بیوی لے جاؤ میں تمہاری لے جاتا ہوں، اور انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اس وقت شدید حالات آقاﷺ کی جب آمد ہوئی تھی، شراب بالکل اس طرح پی جاتی تھی جیسے پیپسی پی جاتی ہے، جواء یہ تو سمجھیں ضرور ایک دن میں دس بار کھیلنا ہے آپ اور میں ان حالات کا تصور بھی نہیں کر سکتے آپ اور میں اس وقت جن حالات میں جی رہے ہیں، ہم کہتے ہیں کتنا برا حال ہے کتنا گندہ دور ہے کس قدر حالات خراب ہیں او تمہیں پتہ ہی نہیں حالات کیا تھے جب میرا نبی اس دنیا میں تشریف لایا، آپ تصور تو کریں، ایک لمحے کے لئے سوچیں کہ وہ دور جس میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا ایک باقاعدہ رواج تھا، باقاعدہ رواج کے طور پہ بیٹیاں زندہ دفن ہوتی بیٹی ہوگئی ہے بس اس کو شام سے پہلے پہلے دفن کر آؤ رواج یہی ہے۔

اور ایک ایسا بھی شخص تھا کہ وہ جب مسلمان ہوا اور حضورﷺ کے پاس آیا اور کہا حضورﷺ کیا اللہ مجھے معاف کر دے گا تو کہا ہاں کر دے گا تو کہا حضور میں نے جو جرم کیا ہے مجھے نہیں لگتا کہ مجھے معافی ملے گی کہا نہیں، اللہ اسلام لانے کے بعد ہر گناہ بخش دیتا ہے ہر گناہ معاف کر دیتا ہے تم کلمہ تو پڑھو کہا نہیں مسلمانوں کے نبی میں نہیں جانتا کہ مجھے بخشش مل

سکتی ہے کہاتم نے ایسا کیا کیاہے، کہامیری ایک بیٹی پیدا ہوئی مجھے لوگوں نے کہا کہ اسے زندہ دفن کر دو لیکن مجھے اس سے پیار بہت تھا میں نے اسے چھپا کے پالنا شروع کر دیا وہ ۵ سال کی ہوگئی اور میرے قبیلے والوں کو پتہ چل گیا انہوں نے کہا ہے تم نے ہماری روایت توڑی ہے ہمارا رواج توڑا ہے جاؤ اسے قتل کر کے آؤ تو میں اپنی بیٹی کو روٹی کے بہانے جنگل میں لے گیا اسے میں نے کہا آؤ میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا بڑا اچھا، تو وہ بڑے پیار سے ہنستے ہوئے میرے ساتھ چل پڑی کہ آج میرے بابا نے مجھے کھانا کھلانا ہے میں جنگل میں آیا میں نے اس کے سامنے اس کی قبر کھودی، قبر کھود کے وہ مجھے پوچھنے لگی بابا آپ یہ کیوں کھود رہے ہیں اس کے اندر آپ نے کوئی پودا لگانا ہے اس کے اندر کوئی درخت لگانا ہے تو میں اس کے سامنے کھودتا رہا اور پھر میں نے اپنے سامنے اس کو اندر لٹا دیا اور اس سے کہا کہ بس تم یہاں لیٹ جاؤ تم سو جاؤ گی نا تو پھر میں تمہیں اُٹھالوں گا تو وہ میرے کہنے پہ لیٹ گئی، حضور میں نے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے زندہ دفن کر دیا، ایسے ایسے لوگ تھے حضورﷺ اس وقت اتنا روئے اتنا روئے کہ آپ کی ہچکی بندھ گئی اور آپ نے کہا تو بڑا بدبخت انسان ہے تیرا دل اس وقت کہاں تھا جب تیری بیٹی تیرے سامنے، اس نے کہا حضور ایسا یہاں تک ہوا کہ جب میں مٹی اس کے منہ پہ ڈالنے لگا تو اسے سمجھ آ گئی کہ میرا باپ مجھے مارنے لگا ہے پھر اس وقت وہ مجھے پکار پکار کے پکارتی ابا جی مجھے نہ ماریں، مجھے نہ ماریں میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے، لیکن حضور میں نے اسے دفن کر دیا، ایسا دور جس میں میرے آقاﷺ تشریف لائے خدا کی قسم اللہ نے بڑی خوبصورت بات

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

اِرے یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو ہم نے تمہیں اس وقت دی تھی

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً

جب تم آپس میں دشمن بنے ہوئے تھے تمہارے اندر محبت کا ایک چھوٹا سا دیا بھی نہیں چل رہا تھا، ہم نے اس وقت تمہیں اپنا سوہنا نبی عطا کر دیا، آج یہ دور کتنا پیارا ہے کتنا اچھا دور ہے بیٹیوں کے سروں پہ ان کے باپ ہیں آج بچوں کے اوپر ان کے والدین ہیں، آج ہر طرف ہریالیاں ہیں رونقیں ہیں، لوگ پھر بھی چین نہیں آتا کہتے ہیں ایڈھا گندا، برا دور، ان کو پتہ ہی نہیں کیسے دور گزر چکے ہیں اسلام سے پہلے، فرمایا ہاں بے شک تم نے بہت بڑا ظلم کیا ہے لیکن آؤ میرے ہاتھ پہ کلمہ پڑھو وہ تمہیں بخش دے گا، اللہ معاف کر دے گا۔

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

اللہ نے کیسی ذلت اور رسوائی سے نکالا، اس قوم کو ذلت اور رسوائی سے نکال کر دوبارہ سے اعلی سے اعلی منزلوں کی طرف روانہ کر دیا (اللہ اکبر)

ہر علاقہ دوسرے علاقے سے جنگ آزما تھا، جذبات مشتعل اور بے قابو تھے، خون کی ندیاں بہہ جایا کرتی تھیں ایک بار جنگ کی آگ بھڑکتی تھی تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے تھے، اوس اور خزرج کی ایک لڑائی ۱۲۰ سال تک جاری رہی، کسی کی جان کسی کا مال محفوظ نہیں تھا، ہر طرف وحشت اور جنگیں تھیں، پھر میرا نبی تشریف لایا آقاﷺ تشریف لائے تو ساری دنیا میں بہار آ گئی، حضور بہار بن کر تشریف لائے، حضورﷺ کا احسان عظیم کہ آپ کے آتے ہی خود غرضی کی جگہ ایثار نے لے لی، غرور کی جگہ انکساری نے لے لی، یہ وہ انقلاب تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی، جس کی برکت سے عرب کے صحرا نشینوں کا رخ موڑ دیا گیا (اللہ اکبر)

لہذا ہمیں آج بھی اس نعمت پہ شکر گزار ہونا چاہئے ہم آج جس دور میں زندہ ہیں اس دور میں بڑے فتنہ ہیں، بڑی آزمائشیں ہیں بڑی مشکلیں اور مصیبتیں ہیں لیکن ان مصیبتوں سے تھوڑی ہیں جس دور میں حضور تشریف لائے۔

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

اور فرمایا ارے تم تو دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس قدر ظلم تم لوگوں نے کر دیئے ہوئے تھے کہ اگر میرا نبی نہ آتا تو تم تو پہلے ہی دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو تم جا گرتے اس کے اندر۔ **فانقذکم منھا**۔ تو اس نے تمہیں اس گڑھے سے گرنے سے بچالیا اتنا بڑا احسان کیا آقاﷺ نے اس دنیا میں تشریف لا کر اور حضورﷺ کے ان صحابہ کی عظمت کا کیا کہنا جن صحابہ کو اللہ یہ آیت سنا رہا ہے یہ آیت پہلے جو اس کے مخاطب ہیں وہ صحابہ کرام ہیں ان سے پہلے یہ بات ہوئی اس کے بعد یہ تمام دنیا سے ہے تو صحابہ کرام کس

قدر خوش نصیب ہیں جنہوں نے باقاعدہ اللہ کے رسول سے تربیت لی تھی تو اگر کوئی کسی صحابی کو گالی دیتا ہے یا کسی صحابی کو برا کہتا ہے تو وہ سوچ لے کہ وہ کسے یہ کہہ رہا ہے کیونکہ صحابہ کی تربیت خود حضور نے فرمائی تھی (اللہ اکبر)

لہذا آج بھی ہمیں مسلمانوں پہ افسوس ہے جو اس نعمت کو نہیں سمجھتے، اس نعمت کی کیا ضرورت ہے کیوں اس نعمت کے لئے تم چراگاں کرتے ہو، کیوں ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالتے ہو کیوں یہ تم جھنڈیاں لگاتے ہو کیوں یہ تم روشنیاں لگاتے ہو، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ نعمت تمہارے لئے نہیں ہے، کیا یہ نعمت تمہارے بچوں کے لئے نہیں ہے تمہاری بیویوں اور بیٹیوں کے لئے نہیں ہے خدا کی قسم حضور ہر زندہ انسان کے لئے نعمت بن کر آئے، کہتے ہیں کیوں لگاتے ہو جھنڈیاں، کیوں لگاتے ہو روشنیاں، یہ بدعت ہے یہ فلاں ہے، یہ شرک ہو گیا ہے، یہ شرک نہیں ہے، یہ عین ایمان ہے، یہ عین ایمان ہے، اللہ خود یاد کروا رہا ہے

وَ اذْکُرُوْ انِعْمَتَ اللّٰہِ

اللہ کی نعمت یاد کرو جس کی وجہ سے ہم نے تمہیں بھائی بھائی بنایا، ایک دوسرے کے ساتھ تمہارا رشتہ جوڑ دیا، ایک دوسرے کے لئے تمہارے اندر الفت اور پیار پیدا کر دیا یہ محبت اور پیار آج بھی خدا کی قسم اگر سارے مسلمان صرف محمد مصطفیٰ ﷺ پہ آ کھٹے ہو جائیں صرف آقا ﷺ کی ذات پہ آ کھٹے ہو جائیں تو ان میں سارے تفرقے ختم ہو جائیں، یہ حضور ﷺ کی ذات پہ آ کھٹے نہیں ہوتے، کوئی کہتا ہے نور ہیں، کوئی کہتا ہے بشر ہیں، کوئی کہتا ہے علم کم تھا کوئی کہتا ہے زیادہ تھا آقا ﷺ کی ذات پہ آ کھٹے نہیں ہوتے لہذا اللہ نے واضح کر دیا کہ ہم نے تو بڑی نعمت دی تھی تمہیں جس نے تمہیں دوذخ کے گڑھے سے گرنے سے بچایا حضور ﷺ نے اپنے بارے میں خود فرمایا، بخاری شریف کی خدیث، ارشاد فرمایا

میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے تم سب مل کر دوزخ کی طرف دوڑ لگا رہے ہو اور میں تم سب کی کمر میں رسی باندھ کر اکیلا تم لوگوں کو جنت کی طرف کھینچ رہا ہوں

یعنی میرا احسان نہیں مانو گے میں اکیلا ہو کے تمہیں جنت کی طرف کھینچ رہا ہوں اور تم دوزخ کی طرف جا رہے تھے لہذا ہمیں ہر لمحہ حضور ﷺ کا شکر گزار ہونا چاہئے، اس نبی ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھنے چاہئے اس نبی ﷺ پہ درود پڑھنا چاہئے، اس کا میلاد منانا چاہئے اس کے لئے اہتمام کرنا چاہئے اس کے لئے لوگوں کو اکھٹا کر کے اس کا ذکر کرنا چاہئے، وہ ہے ہی اسی قابل ارے وہ اسی قابل ہے اس نبی کی شان بھی اسی قابل ہے کہ ہم یہ سارے اہتمام کریں لہذا اپنے عقیدے درست رکھو اپنا عقیدہ خراب نہ ہونے دو نبی کے بارے میں عقیدہ خراب ہوا ہر شے گئی کچھ نہیں بچا ہر شے گئی تمہارے ہاتھ سے تو خدا بھی گیا، قرآن بھی گیا، صحابہ بھی گئے سب گیا، اور اگر حضور تمہیں مل گئے تو کائنات کی ہر نعمت تمہیں مل گئی، ہر رحمت تمہارے قدموں میں ہر چیز تمہارے پاس (اللہ اکبر)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

عالم القرآن کورس کی قرآن پاک کو سمجھنے کی یہ کلاس جس میں آپ سب کو حاضری کی توفیق مل رہی ہے سورۃ ال عمران میں آیت نمبر ۱۰۴ سے آج ہمارا یہ لیکچر شروع ہوتا ہے اللہ نے ارشاد فرمایا

آیت ۱۰۴

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

ترجمہ۔اور ضرور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو بلایا کرے نیکی کی طرف **وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ** اور بھلائی کا حکم دیا کریں **وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** اور بدی سے روکا کرے **وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** یہی لوگ کامیاب اور کامران ہیں۔

یہ آیت کریمہ جو ابھی آپ کے سامنے ہے جو ابھی پڑھی گئی اس آیت کی ضرورت اور اس آیت کی اہمیت علماء نے اپنی کتابوں میں درج فرمائی ہے، ہمارا دین اسلام ایک عالمگیر دین ہے اس دین کو مٹانے والے مٹ گئے لیکن یہ کبھی نہیں مٹے گا یہ ہمیشہ قائم رہے گا اور اس کو اللہ ہر آنے والے دن عزت عطا فرمائے گا تو چونکہ اس دین نے مٹنا نہیں ہے اور یہ دین کوئی ایک دو دن کے لئے یا چند مہینوں کے لئے یا چند سالوں کے لئے نہیں آیا اسی طرح یہ دین ایک علاقے کے لئے بھی نہیں آیا اس دین کو اللہ پاک نے قیامت تک کے دن تک وسعت عطا فرمائی ہے اس دین کو اللہ پاک نے ہر علاقے کے اندر ہر گلی محلے کے اندر بھیجا ہے اور پھر اس دین کا دائرہ پوری کائنات تک وسیع ہے تو لہذا جو اس دین کو لے کر آئے تھے نبی، وہ تو اس دنیا سے تشریف لے گئے واپس چلے گئے اب ان کے بعد ایسا کوئی نظام ہونا چاہئے جو نبیوں کے بعد بھی اس دنیا کے اندر نیکی کی توفیق اور ہر برائی سے روکنے کا عمل جاری رکھے یہ بہت ضروری تھا کیونکہ یہ وہ دین ہے جس نے بشریت کی کایہ پلٹ دی ہے، اس دین کے بعد انسان کو انسان ہونے کا پتہ چلا، مسلمان اس دنیا میں آئے تو انہوں نے دنیا کو تہذیب سکھائی، لہذا اسلام کا وجود قائم رہنا یہ تو بہت ضروری ہے لیکن نبی تو جا چکے ہیں، آقا ﷺ کے بعد نبی اب دوبارہ کوئی نہیں آئیں گے لیکن چونکہ اللہ نے اس دین کو زندہ رکھنا تھا تو اللہ نے ایک ایسا اصول دیا اس آیت کے اندر، ارشاد فرمایا

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

وَ لْتَكُنْ اور ضرور ہونی چاہئے **مِّنْكُمْ** تم میں سے **اُمَّةٌ** ایک جماعت **يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ** جو نیکی طرف بلاتی رہے

یعنی تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں، ایسے بندے، ایسے میرے لوگ، ایسے میرے زمین پہ چلنے والے جن کا مقصد صرف ایک ہو کہ وہ دنیا کے لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا کریں گے، ایسی جماعت ہونی چاہئے لہذا ایسی جماعت کو وجود جو ہے وہ اگر نہ ہو، اگر ایسی ہستیاں نہ ہوں تو اسلام کی تابنا کی اسلام کی رونق کچھ ہی نسلوں کے بعد ختم ہو جائے گی، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر آنے والی نسل میں اسلام کو اللہ نئی زندگی دے رہا ہے اسکی وجہ یہ جماعتیں ہیں اس کی وجہ یہ وہ گروہ ہیں جو اسلام کی تبلیغ کو ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں لہذا اللہ نے بڑی واضح انداز میں بیان فرمایا کہ ضرور ہونی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ تم سارے کے سارے اس کام کو چھوڑ دیں، اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ سارے ہی کریں یہ ممکن نہیں ہے لہذا کوئی ایک جماعت تم میں ایسی ہو جو بڑے اعلی اس منصب کو اُٹھائے اور وہ اللہ کے اس نیک کام کو اللہ کی اس رحمت کو دنیا تک پہنچانے کے لئے سرگرم ہو جائے ان میں عورتیں بھی شامل ہیں ان میں مرد بھی شامل ہیں، مردوں کا اپنا حصہ ہے، عورتوں کا اپنا حصہ ہے لہذا ان دونوں کو اللہ نے ایک جماعت کہا ہے، نیکی کی طرف بلانے والے لوگ اچھائی کی طرف بلانے والے لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ یہ منصب عطا کرتا ہے کہ ان کو لوگوں کو نیکی طرف بلانے والا بنا دیتا ہے۔

آقاعلیہ السلام نے ارشاد فرمایا

جب میری امت نیکی کی دعوت دینا چھوڑ دے گی تو وہ حی کی برکات سے محروم ہو جائے گی

یعنی قرآن کی برکتیں قرآن کی رحمتیں ان لوگوں تک نہیں جا پائیں گی جو میری امت کے اندر یہ کام اگر چھوڑ دیا جائے گا اسی طرح فرمایا کہ

جس علاقے میں نیکی کی دعوت دینے والے لوگ ختم ہو جاتے ہیں اس علاقے میں اللہ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے

جتنی دیر یہ لوگ رہتے ہیں اتنی دیر اس علاقے کی بھی خیریت ہے اور جتنی دیر یہ لوگ اس علاقے سے دور رہ جائیں اللہ پاک اس علاقے کی طرف عذاب بھیج دیتا ہے انہیں ختم کر دیتا ہے تو اس لئے یہ جماعت بہت ضروری ہے مردوں کی بھی اور عورتوں کی بھی جو نیکی کی دعوت دیں نیکی کا حکم دیں، نیکی کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں، بڑا مشکل کام تھا، بہت مشکل کام تھا جس کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں بڑے خاص الفاظ میں بیان کیا آپ ذرا غور کریں

فرمایا ایک تو نیکی کی طرف بلایا کرے، یعنی ایسا نظام بنائیں وہ لوگ کہ وہ لوگوں کو بلائیں اس نظام کی طرف آؤ یہاں بیٹھو ذکر کرو، یہاں دعا کرو آکے یہاں پہ نعت سن لو، تلاوت سن لو درس سن لو، آقاعلیہ السلام کی حدیثیں سن لو، بلائیں نیکی کی طرف بلائیں، اس سے مراد ان کے پاس کچھ ایسا ہے جو نیکی ہے، جو لوگوں کو بلائے گا تو ظاہر ہے جو بلائے گا تو کچھ کھلانا تو پڑے گا، اپنے گھر میں بلاؤ گے کسی کو تو اس کو خالی تو نہیں بھیجو گے اس سے ثابت ہوا کہ کچھ ایسے نظام بنیں گے جن نظاموں کے اندر بلانے کی طرف لوگوں کو لایا جائے گا، الحمد و للہ اللہ نے توفیق بخشی ہے ایک چھوٹا سا نظام ہمارا ابھی بنا ہوا ہے لوگ آتے ہیں بیٹھتے ہیں، میسج کئے جاتے ہیں انہیں بلایا جاتا ہے، آپ کو میسج آتا ہے نا اس کے اوپر کیا لکھا ہوتا ہے invitation تو یہی ہے نا۔

یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ

بلایا جائے نیکی کی طرف، تو لہذا آپ کو یہاں بلا کے بیٹھا کے اللہ کے قرآن کو سنایا جاتا ہے، سمجھایا جاتا ہے تو کیا یہ عین قرآن کی تعلیم نہیں ہے، کیا یہ وہی نہیں ہے جو ابھی آپ قرآن میں پڑھ رہے ہیں **یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ** ایک جماعت ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے (اللہ اکبر)

لہذا اللہ کے کرم سے اور اللہ کے فضل سے یہ رحمت اور کرم اللہ جسے عطا فرمائے، یہ کم لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ ایسی سعادتیں بخشتا ہے، سڑکوں پہ پھرنے والے، بازروں میں پھرنے والے، گھروں میں اپنا وقت ضائع کرنے والے اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو بہت غلط قسم کی سرگرمیوں میں ضائع کرنے والے لوگ یہ نہیں جانتے انہیں اندازہ ہی نہیں کہ یہ کتنا قیمتی وقت تھا جو انہوں نے ضائع کر دیا تو آپ اگر اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد اللہ دوسری ڈیوٹی لگا رہا ہے

وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں

پہلے بلائیں، بلا کر پھر انہیں نیکی کا حکم دیں، انہیں کہیں نماز پڑھو، وعدہ پورا کرو، لوگوں کو معاف کیا کرو، مدد کیا کرو، ماں باپ کی فرمانبرداری کرو، آقاعلیہ السلام سے محبت کرو یہ کیا ہے، یہ نیکی کا حکم دیا جا رہا ہے اچھی باتیں بتائی جا رہی ہیں تو لہذا ایسی جماعت جو پہلے نیکی کی طرف بلالے اور پھر لوگوں کو بیٹھا لے اور بیٹھانے کے بعد نیکی کا حکم دے

وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ انہیں برائی سے منع کرے

انہیں بتائے کہ جھوٹ بولنے کے کیا نقصانات ہیں، بد دیانتی کے کیا نقصانات ہیں، بدنظری کے کیا نقصانات ہیں، کسی کو دھوکہ دینے سے کتنا نقصان ہوگا، غیبت کرنے سے، چغلی کرنے سے لوگوں کے عیب بتانے سے کتنی اس کی اللہ کے ہاں گرفت ہے، بے نماز ہونا کتنا بدنصیب ہے یہ ہے برائی سے روکنا،

وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ یہ سارا کچھ وہ کرے وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ حد کر دی فرمایا یہی لوگ کامران اور کامیاب ہیں

یہی ہیں وہ لوگ، اللہ نے کمال کر دی کہ ہم تمہیں خود بتانے لگے ہیں کہ کامیاب ہونے والے لوگ یہ ہیں جو لوگوں کو پہلے خود بلاتے ہیں پھر انہیں نیکی کی دعوت دیتے ہیں پھر انہیں برائی سے روکتے ہیں بس ان کا تنا ہی کام تھا آگے ہدایت دینا، نہ دینا یہ میرے پاس ہے یہ اللہ کے پاس ہے کسی کو کتنا نیک کرنا ہے، کسی کو اس کا اثر پہنچانا ہے نہیں پہنچانا ہے یہ

تمہاری ذمہ داری نہیں ہے اے نبی، **وما علینا الی البلغ المبین** تمہاری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کو بلاؤ اور انہیں نیکی کی تعلیم دے دو **وَ یَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ** ہمارا وعدہ ہے کہ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں لہذا دل چھوٹا نہ کریں، آپ بہت خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ نے یہ سعادتیں بخشی ہیں کہ وہ لوگوں کو نیکی کی دعوتیں دیتے ہیں یہ نبیوں کا کام ہے، یہ نبیوں کا مشن ہے، یہ نبیوں کا سٹائل تھا، یہ نبیوں کا انداز تھا کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے تھے اور برائی سے منع کرتے تھے آج یہ امت کے اندر خدا کی قسم یہ نبی ﷺ کی کرم نوازی ہے، **آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ**

میری امت کے اندر علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے۔

فرمایا حضور بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے، فرمایا ہاں، جس طرح بنی اسرائیل کے نبی آ آ کے لوگوں کو برائی سے منع کرتے تھے، بھلائی کی طرف بلاتے تھے میری امت کے علماء بھی یہی کام کیا کریں گے، یہ بڑے خوش نصیب ہیں، یہ بڑا اعلیٰ ٹولا ہے بڑا اچھا ٹولا ہے جس کو اللہ نے اپنا یہ مشن سپرد کیا ہوا ہے (اللہ اکبر)

لہذا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ پاک قرآن میں کامیابی کی سند دے رہا ہے جسے خدا کامیابی کی سند دے دے اسے کسی اور کی کامیابی کی سند چاہئے جسے خدا کہہ دے کہ تم کامیاب ہو، لوگوں کو برائی سے منع کرو اچھائی کا حکم دو میں تمہیں کہہ رہا ہوں کامیاب ہو جاؤ گے، لوگوں کو نیکی کی طرف لے کر آؤ، خدا کی قسم جب سے یہ کام اس امّت نے چھوڑا ہے، جب سے یہ کام اس امت نے ترک کیا ہے اس کے بعد سے لے کر آج تک ہم سنبھل نہیں سکے، جب ہماری درسگاہیں آباد ہوتی تھی جب ہماری مسجدیں آباد ہوتی تھیں، جب ہماری وہاں جہاں اللہ والے بیٹھتے ہیں وہ ساری جگہیں آباد ہوتی تھیں لوگ آ آ کے نیکی کا حکم لیتے تھے قرآن پہ چلتے تھے، آقا ﷺ کی سنتوں پہ، آہستہ آہستہ یہ امت ان چیزوں کو چھوڑتی چلی گئی اور ہم نے کیا کیا، آپ سمجھیں اس بات کو، ہم نے یہ کیا کہ اس ذمہ داری کو اُٹھایا جو ہم سب کی تھی اور اس ذمہ داری کو اُٹھا کے محلے کے مولوی صاحب کے سر پہ ڈال دی، مولوی صاحب ہیں نا جنازہ بھی وہ ہی پڑھائیں گے، بچوں کو بھی قرآن وہ ہی پڑھائیں گے، مسجد میں نماز جماعت سے بھی وہی کروائیں گے بس سارا کام اسی نے کرنا ہے، میں تو بری الذمہ ہو گئی میرا تو ذمہ ہی ختم ہو گیا، مولوی صاحب ہیں نا بتاتے ہیں نا وہ لوگوں کو اچھی بات، لہذا میں کیوں بتاؤں اس شے نے ہمیں برباد کر دیا، حالانکہ ایسا نہیں ہے ہم میں سے ہر کوئی صاحب ڈیوٹی ہے، ہم میں سے ہر ایک نے یہ کام کرنا ہے اس کام کو آگے بڑھانا ہے، یہ فرق ہے ہمارا اور ہندوؤں کا، یہ فرق ہے ہمارا اور سکھوں کا، یہ فرق ہے ہمارا اور عیسائیوں کا، یہ فرق ہے ہمارا اور یہودیوں کا، وہ لوگ یہ نہیں کرتے اور مسلمان اپنی دعوت آگے پیش کرتا ہے، لوگوں کو اچھی بات سناتا ہے (اللہ اکبر)

لہذا چونکہ ہم اس بات کو اب بڑا معیوب سمجھتے ہیں، اور لوگوں کے دلوں میں شوق ختم ہو گیا ہے مصلے کا اور منبر پہ بیٹھنے کا، نیکی کی دعوت دینے کا شوق ہی کوئی نہیں ہے اور خواتین سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہت تھوڑی ہیں ان کے اندر تو یہ چیز ایسے جیسے مٹ کر رہ گئی ہے، یہ شرماتی ہیں اچھی بات آگے بتاتے ہوئے، کسی نیکی کی دعوت کو آگے پہنچاتے ہوئے شرماتی ہیں

میرے آقا ﷺ کی حدیث سنیں ارشاد فرمایا

جو نیکی کی بات آگے پہنچائے گا، میری کسی بھی حدیث کو آگے پہنچائے گا اللہ اسے سرسبز و شاداب رکھے گا

بہت خوش رہے گی وہ، مجھے یاد ہے حضرت صاحب نے جب ہمیں یہ باتیں سمجھائی تو آپ نے بڑی محبت سے بتایا کہ بیٹا اصل زندگی ہی یہ ہے جب تک لوگوں کو نیکی کی بات نہیں نا سیکھاؤ گے اچھی باتیں نہیں بتاؤ گے نا تو کوئی لائف نہیں، **یہی اصل اسلام ہے** اور اسلام کے اصل لوگ، اسلام کے مجاہد اور اسلام کو بچانے والے یہی لوگ ہیں آپ تصور کریں اگر ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ ایک مہینہ پوری دنیا میں جمعہ نہ ہو، ایک مہینہ، چار جمعے بند کر دیئے جائیں بزرگ لکھتے ہیں کہ اگلے مہینے میں دنیا ایک دوسرے کو قتل کر دے لوگ ایک دوسرے کے گریبان پھاڑ دیں، لوگ سود کھا کے، حرام کھا کے، شرابیں پی کے زنا کر کے گولیاں مار کے ایک دوسرے کو قتل کر دے یہ جمعے ہیں جو لوگوں کو بچا لیتے ہیں، لوگ جمعے پڑھتے ہیں دوبارہ نیکی کی بات سنتے ہیں، دوبارہ قرآن کا شوق پیدا ہو جاتا ہے لہذا خدا کی قسم یہ وہ لوگ ہیں یہ وہ جماعت ہیں جن کی بڑی اہمیت ہے اور جب سے یہ ہماری امت میں ختم ہوا ہے۔ جب تھی تو اس وقت مجدد الف ثانیؒ جیسے لوگ پیدا ہوتے، حضرت داتا گنج بخشؒ جیسے لوگ پیدا ہوئے، معین الدین چشتیؒ آئے، پیر مہر علیؒ آئے بڑے بڑے اللہ والے یہ سارے تبلیغ سے لوگوں کی تبلغ سے نیک ہوئے، یہ ماں کے پیٹ سے نہیں آئے یہ کسی اللہ والے سے ملے کسی نیک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے انہیں قرآن سیکھا دیا

پڑھا دیا اور یہ بھی نیک ہوگئے اور آج دنیا ان کے نام جانتی ہے، اگر زندہ رہنا چاہتے ہو بیٹو میں تمہیں ایک ایسا اصول بتانے لگا ہوں، اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ کام شروع کر دو اس کام کو شروع کر دو، اللہ تمہیں زندگی دے دیگا۔

ورنہ لاہور کی طرف جائیں نا تو راستے میں ایک مزار آتا ہے، شدرّہ کے پاس، پتہ کس کا ہے جہانگیر کا بادشاہ جہانگیر کا، بادشاہ تھا بہت بڑا بادشاہ تھا پورا ہندوستان اس کے قبضے میں تھا لیکن آپ جائیں اس کے مزار پہ لوگ کرکٹ کھیلتے ہوئے نظر آئیں گے، لوگ تاش کھیلتے ہوئے نظر آئیں گے، لوگ جو ہیں وہ غلط قسم کی عورتوں کو بلا کر وہاں ان سے غلط قسم کی حرکتیں کرتے ہوئے نظر آئیں گے، کوئی وہاں جاکے اس کی قبر پہ فاتحہ نہیں پڑھتا آپ جا کر دیکھیں اس کی قبر پہ، ایک دفعہ مجھے اتفاق ہوا ہے جانے کا کہ میں نے کہا جاکے دیکھوں تو سہی، اتنی اتنی مٹی جمی ہوئی ہے، physically، آج بھی ایسے ہی ہوگا اور شاید اس سے بھی گندی حالت ہو تو بڑا ترس آیا مجھے اس پہ، تھوڑا سا زرہ آگے جائیں بتی چوک کراس کریں مینار پاکستان سے گزر جائیں اور ذرا آگے جائیں دائیں طرف دیکھیں سجّے ہاتھ، آپ کی خیرت گم ہوجائے گی (سبحان اللہ)، اونچے اونچے مینار نظر آئیں گے، مخلوق اندر جاتی نظر آئے گی، باہر آتی نظر آئے گی، بھئی کون ہے یہ کس کا ہے اتنے لوگ، اندر جائیں گے سامنے ایک سبز گنبد سا نظر آئے گا اس کے اوپر کبوتر بیٹھے نظر آئیں گے پر امن سی فضا ہوگی، اندر جاتے جاتے دل میں ایک عجیب وغریب سکون اترتا جائے گا، قریب جاتے جاؤ گے تو شاید آنکھوں سے آنسو برس پڑیں جونہی وہاں دیکھو گے خیران رہ جاؤ گے کہ کوئی قرآن پڑھ رہا ہے، کوئی نفل پڑھ رہا ہے، کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی رو رہا ہے، کوئی لنگر تقسیم کر رہا ہے، کوئی ایسے ہی بیٹھ کر نظارہ کر رہا، کوئی ذکر کر رہا ہے ارے یہ کون ہے پتہ کرو یہ کون ہے خوشبوئیں آرہی ہیں وہاں بہترین پھول پڑے ہوئے ہیں، قبر لدی ہوئی ہے پھولوں سے، آگے پیچھے دائیں بائیں لوگ دعائیں مانگ رہے، ارے یہ کون ہے، یہ کروڑ پتی ہے، یہ ارب پتی ہے یہ بادشاہ ہے یہ کون ہے جس کی قبر پہ اتنی رونق ہے، پتہ چلا ایک عام سا انسان تھا، ایک مرلہ بھی زمین نہیں تھی لیکن اپنی زندگی اس مقصد پہ لگا گیا کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا رہا اور برائی سے منع کرتا رہا اور آج دنیا اس کی قبر کو سلام کرتی ہے، یہ مقصد بنائیں اپنی زندگی کا ورنہ ختم ہوجائے گی چند سال اور ہیں اس کے بعد کوئی آپ کا نام بھی نہیں جانتا ہوگا، آپ کے بچے تک آپ کا نام بھول جائیں گے، کوئی نہیں جائے گا آپ کی قبر پہ، آپ کی قبر بارشوں کے سیلاب میں بہہ جائے گی، ہوسکتا ہے آپ کا جسم باہر نکل آئے کتے کھانا شروع کر دیں، کون روکے گا انہیں، انہیں کوئی نہیں روک سکتا، اور اگر اللہ کے اس نیک مشن کو اُٹھاتے ہو تو اللہ کا قرآن میں وعدہ ہے۔ میرا بھی نہیں ہے نبی کا بھی نہیں ہے، قرآن میں اللہ کا وعدہ ہے **وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**

یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں، جو نیکی کی دعوت آگے پھیلانے والے ہیں، ہمیں شرم آتی ہے اچھی بات کسی کو کہنی ہوئی تو ہزار بار سوچیں گے کہ اس کو بات کہوں گی تو کیا کہے گی کہ تو آپے تے نماز پڑھدی نہیں، نہیں ایسا کچھ نہیں ہے، اچھی بات سنا دینی چاہئے پیار سے حکمت سے محبت سے، آپ کی personality ایسی بن جائے جہاں آپ بیٹھیں تو وہاں لوگ سمجھ جائیں کہ یہاں اب اچھی بات ہوگی تو ہی بچت ہے، بری بات ہم اس کے سامنے کر نہیں سکتے، اتنا آپ دین سے محبت کرنے والی ہوں کہ جہاں آپ چلے جائیں وہاں لوگ آپ کی personality دیکھ کر نیکی طرف آنا شروع ہوجائیں کہ نہیں اس کے سامنے بری بات نہیں ہوسکتی۔

آقا ﷺ نے فرمایا حضرت علیؓ سے کہ

اے علیؓ اگر تمہاری وجہ سے کوئی ایک بھی جنت کے راستے کی طرف چل پڑا تو دنیا کے سارے خزانوں سے بہتر ہے کہ تمہاری وجہ سے کوئی ایک جنت کے راستے پہ آجائے۔

دنیا کے سارے خزانے جھولی میں لے کر پھرتے رہو وہ تھوڑے ہیں، کسی ایک کو تم نے نیک بنالیا اچھا بنالیا نمازی بنالیا، ذاکرہ بنالیا اس کے دل میں نبی ﷺ کا شوق پیدا کر دیا تو وہ ایک ہی تمہارے لئے سارے خزانوں سے بہتر ہے، کسی کو نہیں بتاتے ڈرتے ہوئے اور آج باپ بیٹے کو نہیں بتاتا، ماں بیٹی کو نہیں بتاتی، بڑی بہن چھوٹی بہن کو نہیں بتاتی، کزن کزن کو نہیں بتاتی، نیکی کی دعوت کتنی آسان ہے نماز کا وقت ہوا ہے تو نماز کی بات کر دو آسان ترین طریقہ، اچھی بات ہو رہی ہے کہیں سنی تھی تو اس کے اندر اپنی اچھی بات کر دو کہ میں نے بھی یہ سنا تھا میرے آقا ﷺ نے یہ فرمایا ہے، بیان کر دو تمہارے منہ کو کیا تالا لگ جاتا ہے اس سے، شرمانا جھجکنا سے ہماری قوم کی حالت بڑی بری ہوئی ہے، ایک جو ہے لوگوں کو برباد ہوتا دیکھ کر نا لوگوں کے دلوں میں تکلیف نہیں ہوتی، ایک جملہ ہے جو بہت خطرناک ہے دو لفظ ہیں ان سے بچیں، وہ لفظ بہت خطرنک ہیں اور وہ آپ کے ایمان کو ختم کر

کے رکھ دیتے ہیں وہ ہیں ''سانوں کی''،یہ بہت خطرناک لفظ ہیں کوئی برباد ہوگیا ہے،کسی کا کوئی نقصان ہوگیا ہے کوئی بیچارہ اپنی زندگی کی بازی ہار گیا ہے کہیں کوئی مسئلہ کسی کے ساتھ پیش آیا تو ہم بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں سانوں کی، ایک زلزلہ آتا ہے ہزاروں لوگ اس میں دفن ہوجاتے ہیں اور جو بچا ہوا ہوتا ہے وہ کہتا ہے سانوں کی،اس شے نے ہماری جڑیں اُکھاڑ کے رکھ دی ہیں ہمیں تکلیف ہونی چاہئے کسی کو دوزخ کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر اگر آپ کو تکلیف نہیں ہوتی تو آپ بہت معذرت کے ساتھ آپ اس نبی کی امت میں شامل شاید نہیں ہیں،ورنہ خدا کی قسم اگر کسی کو دوزخ کی طرف جاتے آپ دیکھیں یا آپ کو یہ پتہ ہو کہ یہ غلط کام کر رہا ہے اور اس کے بعد یہ دوزخ میں جائے گا تو آپ اس کے لئے دعائیں مانگیں گے پریشان ہوں گے،ایک طرف ایک شخص بھوکا ہے اور دوسری طرف ایک دوزخ کی طرف جا رہا ہے تو کس کو بچاؤ گے،یا بھوکے کو کھانا دو گے یا اس دوڑتے ہوئے کو پکڑو گے،دوڑتے ہوئے کو پکڑیں گے نا،لوگ کہتے ہیں سانوں کی جانداا ے تے جائے،اس شے نے ہمیں برباد کر دیا ہے،ہزاروں لوگ اللہ کی زمین کے نیچے دفن ہوگئے کہتے ہیں سانوں کی،اگر تو آج بچا ہوا ہے تو اس میں تیرا کیا کمال ہے اس نے تیری زمین ابھی تیرے پاؤں کے نیچے سے نہیں کھینچی ہے تیرا کیا کمال ہے اس میں ارے اس نے کرم کیا ہے تجھ پہ ان کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی تو کہہ رہا ہے سانوں کی،کوئی دوست برباد ہو رہی ہے سانوں کی،چھوٹی بہن برباد ہو رہی ہے سانوں کی،کوئی کزن ہے وہ دوزخ کی تہوں میں گر رہی ہے غلط کاریاں کرتی ہے سانوں کی،ہمسایہ ہے سانوں کی،اس شے نے ہمیں برباد کر دیا ہے،میرے آقا ﷺ کا یہ عمل نہیں تھا،حضور ﷺ پریشان ہوجاتے ، even آندھی آتی تو آقا ﷺ مسجد نبوی میں آ کے دو نفل پڑھتے تھے،کہا حضور ابھی وقت تو نہیں ہے نفل کا،فرمایا آندھی آ گئی ہے کہیں اللہ کا عذاب نہ آجائے میں تمام امت کے لئے خیریت کی دعا مانگ رہا ہوں مولا لوگوں کو محفوظ رکھنا،لوگوں کو کوئی پریشانی نہ آجائے دکھ نہ ہو تکلیف نہ ہو،ہمیں اپنی ناک سے آگے نظر ہی کچھ نہیں آتا۔

تو یاد رکھیں یہ مشن بہت کم لوگ اُٹھاتے ہیں،بہت کم لوگ ہوتے ہیں جنہیں اس مشن کی فکر ہوتی ہے کہ وہ اپنا تن من دھن ہر شے اس لئے قربان کر دیتے ہیں کہ مولا میں نے تیرے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینی ہے اور انہیں برائی سے منع کرنا ہے چاہے میری کوئی بے عزتی کر دے میری عزت مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں،مجھے تیرے دین کو اُٹھا کے رکھنا ہے اور جو کوئی یہ کرتا ہے تو کل قیامت کو اللہ اسے اپنے کرم سے اسے عرش کے ٹھنڈے سائے میں اسے نبیوں کے ساتھ کرسیوں پہ بیٹھائے گا کیونکہ نبی بھی یہی کرتے رہے اتنا شوق پیدا ہوا جب حضرت صاحب اللہ ساری رحمتیں آپ پہ نازل فرمائے جب آپ نے یہ سمجھایا کہ بیٹا یہ زندگی ہے اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے،لوگوں کو نیکی کی دعوت دیا کرو،ایک ایسی پلاننگ کرو کہ تم سے اللہ یہ کام لے،ایسے ہی میں آپ کو یہ دعوت پیش کرتا ہوں آیئے ہماری جماعت میں شامل ہوجائیں،صحیح طرح شامل ہوں،کرنا کیا ہے آپ لوگوں نے،کرنا یہ نہیں کہ آپ نے اس طرح بیٹھ کے،یہ تو اللہ جب چاہے گا دے دے گا،آپ جس جگہ پہ بھی ہیں مبلغہ بن جائیں،جس جگہ ہیں مبلغ بن جائیں،آپ سکول میں ہیں مبلغ بنیں،کالج میں ہیں مبلغ بنیں،آپ دکاندار ہیں مبلغ بنیں،کسی کے گھر مہمان گئے ہیں مبلغ بنیں،ٹیچر ہیں مبلغ بنیں، شاگرد ہیں مبلغ بنیں جس جس جگہ پہ آپ موجود ہیں ماں ہیں مبلغ بنیں،بیٹی ہیں مبلغ بنیں،باپ ہیں،بھائی ہیں کزن ہیں مبلغ بنیں،آپ جہاں پہ ہیں اس جگہ پہ اس مشن کو اُٹھا لیں،

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ مسجدوں میں جا کر درس دینا شروع کر دیں یہ نہیں اس کا مقصد اور نہ ایسا ہوسکتا ہے اور نہ ایسا اللہ کرے گا کہ ساری دنیا ہی مسجدوں میں چلی جائے درس دینے کے لئے ایسا نہیں ہوتا،یہ realistic نہیں ہے یہ ground reality نہیں ہے ground reality یہ ہے کہ آپ جہاں پہ ہیں آپ وہاں مبلغ بن جائیں،ہمسائی ملنے آئی ہے بیٹھی ہے اندر گفتگو شروع کر دیں اچھی گفتگو پیار سے،دکاندار ہیں کوئی گاہک آیا ہے بات ہو رہی ہے اندر آقا ﷺ کی کوئی حدیث سنا دیں،ڈاکٹر ہیں کوئی مریض آیا ہے اس نے دوائی لی ہے اسے کہیں کہ تم ٹھیک ہوجاؤ گے ایسا ہے کہ تم ۳۰۰ بار درود شریف پڑھا کرو وہ آپ کی بات فوراً لے گا کہ یہ تو واقعی ڈاکٹر ہے صحیح کہہ رہا ہے میں درود شروع کر دوں،کوئی اماں جان ہیں آپ ٹھیک ہوجائیں گی لیکن نا آپ عصر کی نماز شروع کر دیں ،اس کے جسم میں طاقت پیدا ہوجائے گی،مبلغ بن جائیں آپ،یہ کوئی ضروری ہے کہ آپ کے سر کے اوپر کوئی عمامہ رکھے،آپ کے سر کے اوپر کوئی بہت بڑا پگڑ رکھے،بہت بڑا اسکارف پہنائے،چادر پہنائے تب ہی آپ مبلغ بنیں گی یہ کوئی ضروری نہیں کہ آپ کے پاس کوئی ہزاروں کتابوں کا علم ہو نہیں،آپ کو ایک بھی حدیث اگر آتی ہے خدارا اسے آگے پہنچائیں،کسی اچھی بات کو آگے پہنچائیں اپنے گھر میں بات کر لیں اپنے دوستوں میں بات کر لیں،ہزار جگہوں پہ اللہ موقع دے گا لیکن نہیں کرتے۔

ؔ آج یونیورسٹی میں، میں نے شب برات کے حوالے سے بات کی بتایا انہیں کہ شب برات میں یہ یہ چیزیں ہیں، اب پڑھاتے ہم کمپیوٹر ہیں وہاں بات یہ کردی اپنی ڈیوٹی کا احساس تھا کہ یہاں بھی ہم مبلغ ہیں، صرف مسجد کے منبر پہ ہی نہیں ہیں صرف یہاں ACS 1 کے اندر ہی نہیں ہیں، ہم جہاں جہاں جاتے ہیں ہم مبلغ ہیں بات کی تو کچھ بچیاں جذباتی ہوگئیں آنکھوں سے آنسو نکل آئے کہ اتنی بڑی رات ہے اتنا اللہ کا کرم آنے والا ہے اتنا اللہ کا فضل آنے والا ہے، سر ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا، خدا کی قسم ہمیں بتایا ہی نہیں کسی نے کہ شب برات کی اتنی اہمیت ہے، سر وعدہ کرتی ہیں جس طرح آپ نے کہا ہے نا اس طرح ہی ہم آج رات گزاریں گے (**انشاءاللہ**) فائدہ ہوگیا ہے، اچھی بات سنا دی میرا کیا گیا میری جیب سے کوئی ڈالر نکل گئے ہیں اندر ہی ہیں میری جیب میں ہی ہیں، میرا کیا نقصان ہوا ہے، خدا کی قسم وہ بچیاں اتنی سمجھدار وہ بچے اتنے سمجھدار، یونیورسٹی لیول میں پڑھنے والے ۵۰ لوگ بیٹھے تھے میں کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں یہ بات بتا رہا ہوں مجھے پتہ ہے یہ ضرب ہزار ہونی ہے تم پچاس نہیں پچاس ہزار لوگ ہو،

you are the superiors you are the leaders, آپ نے آگے جاکے قوم کو گائیڈ کرنا ہے آپ یہ باتیں سن لیں گے تو پتہ نہیں کتنے لوگ سنور سکتے ہیں، سنو میرے بچو **شب برات یہ ہوتی ہے مبلغ** بن جاؤ، بیچارے رو پڑے سر ہمیں پتہ ہی نہیں اتنی اہم ہوتی ہے۔

اُمَّۃٌ ضرور ہونی چاہئے تمہارے اندر ایک جماعت جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھی باتیں بتائیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ساری قائرہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیں یا مدینہ یونیورسٹی چلے جائیں یا اسلامی یونیورسٹی چلے جائیں، وہاں جاکے بہت بڑا کوئی اسلام کا کورس کرنا شروع کردیں یہ کوئی ضروری نہیں ہے ہاں جنہیں توفیق ملے یہ ان کے لئے سعادت ہے جو یہ کررہے ہیں، بڑے اعلی لوگ ہیں جنہیں اللہ اتنی بڑی سعادت دے رہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ جتنی دیر یہ نہیں کریں گی تو آپ یہ کام نہیں کر سکتی، آپ جس جگہ پہ ہیں بس اچھی بات سنانا شروع کردیں، اسے روکیں نہیں، پھر کہنے لگی سر آج رات ہے تو پھر کیا کریں، میں نے تھوڑا سا بتایا کہ ہماری مسجد میں بھی اہتمام ہے سارے کہنے لگے ہم آئیں گے، ایک بچی کہنے لگی سر خواتین کے لئے بھی میں نے کہا ہاں، کہتی سر ہم آئیں گے لو ۱۵ منٹ بات ہوئی لیکن اس نیکی کا قیامت تک اثر رہنا ہے اب، وہ آگے بتائیں گی وہ آگے بتائیں گی وہ آگے بتائیں گے، منہ سی لیتے ہیں لوگ اچھی بات نہ نکل جائے ڈرتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے، شیر جیسا سینہ رکھو، ڈرتے کیوں ہو اس نبی کا ہاتھ تمہارے سر پہ ہے خدا کی قسم سچ کہتا ہوں، جب آپ کوئی حدیث بیان کرتے ہیں نا آپ کو پتہ نہیں، جب آپ کہتے ہیں **میرے نبی ﷺ نے فرمایا**

میرے نبی ﷺ کی آنکھ تمہارے اوپر اُٹھتی ہے اچھا میری بات ہونے لگی ہے اللہ نے اپنے نبی کو یہ قوت دی ہے خدا کی قسم یہ اللہ والے اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ہم آپ کو ختم خواجگان پڑھاتے ہیں اس میں ہم آپ کو بتاتے ہیں نا جب آپ کسی بھی بزرگ کا ختم شریف پڑھتی ہیں نا تو اصل میں اس بزرگ کی توجہ اپنی قبر سے آپ کی طرف آتی ہے ارے جب اللہ والے زندہ ہیں تو محمد مصطفی ﷺ کتنے زندہ ہوں گے جب آپ ان کی حدیث بیان کرتی ہیں تو اس وقت حضور کا چہرہ آپ کی طرف کیوں نہیں ہوتا ہوگا، آپ بیان ہی نہیں کرتی سہیلی کوئی کزن آ گئی اس کے ساتھ دنیا جہان کی گندی ترین باتیں کرلیں گے لیکن کوئی اچھی بات نہیں سنائیں گے، یہ کہیں گے کہ اس کا ذوق نہیں ہے، یہ تو ایسی ہے، ہی نہیں حضرت صاحب اس کو میں کیوں بتاؤں، نہیں ہے تو کرواس کو ایسی، اس کو سمجھاؤ، آہستہ آہستہ اس کے اندر شوق پیدا کرو (**اللہ اکبر**)

لہذا بچوں، یہ قرآن کا وعدہ ہوا **وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** کہ ہم کامیابی کی سند دے رہے ہیں انہیں، اصل کامیاب وہی لوگ ہیں اس سے پتہ چلا کہ بزنس مین فیل، کاروباری فیل، بڑے بڑے تاجر فیل، وزیر فیل، یہ بڑے بڑے عہدے والے کوٹھیاں کاریں بنگلے والے یہ سب فیل، کامیاب وہ ہے جو یہ کام کرے گا بس جو یہ کام کریں یہ میں نہیں کہہ رہا، پڑھ لیں قرآن آپ کے سامنے پڑا ہے۔ ا **وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** صرف وہی کامیاب ہیں جو اوپر میری ان شرطوں پہ عمل کریں گے، قرآن مذاق نہیں ہے قرآن دلیل سے بات کرتا ہے کہ اپنے اندر یہ شرطیں پیدا کردو ہم تمہاری قبر بھی حسین بنادیں گے، آخرت حسین بنادیں گے، تمہاری دنیا حسین بنادیں گے (اللہ اکبر)

اس کے بعد اگلی آیت، آیت نمبر ۱۰۶ میں انہی لوگوں کا بڑا خوبصورت ذکر کیا ہے آیت نمبر ۱۰۶

یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَ مَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْ ھُمْ اَکَفَرْ تُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْ قُوْ االْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَO

اللہ فرماتا ہے

ترجمہ:

اس دن روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی چہرے، وہ جو کالے چہرے والے ہوں گے انہیں کہا جائے گا تم نے کفر اختیار کرلیا ایمان لانے کے بعد تو اب چکھو عذاب کی اذیتیں، بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے اور جو روشن ہوں گے جن کے چہرے تو وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ انہیں ہمیشہ وہاں رکھے گا (اللہ اکبر)۔ قیامت کے روز چہروں کی حالت اللہ نے بیان کی ہے فرمایا دو قسم کے چہرے ہوں گے ایک وہ ہوں گے جن کے چہرے روشن ہوں گے، دوسرے کالے ہوں گے یہ دونوں چہروں کی اللہ نے وضاحت کردی ہے کہ ہم ان کے چہروں کو روشن کردیں گے اور ان کے چہرے یاد رکھیئے ان کے دلوں کے اندر جو نور ہے اس سے روشن ہوں گے، دلوں میں جو اللہ کی رحمت، کرم، فضل کا نور ہے ان سے روشن ہوں گے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اور وہ جن کے چہرے کالے ہوں گے فرمایا **اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا ہے ایمان تو لے آئے تھے لیکن اس کے بعد کفر کیا اس میں بڑی خاص نشانی ہے اور بہت خاص اس میں اشارہ ہے، ایک تو اس کے اندر اشارہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اسلام والے ہیں، مسلمان ہیں لیکن بے نماز ہیں، کیونکہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نماز جان بوجھ کر چھوڑ دینا کفر ہے

اس کو کفر کہا جائے گا تو **بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** ایمان لائے تھے وہ لیکن اس کے بعد کافر، کفر والے کام کرتے رہے، بے نماز رہے اور انہوں نے اللہ کے حکموں کو نظر انداز کیا اور اللہ کی نافرمانی میں لگے رہے تو اللہ کہہ رہا ہے **فَذُوْقُوا الْعَذَابَ** تو اب چکھو اب عذاب کی اس اذیت کو **بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ** کہا کرتے تھے نہیں سانوں نہیں اللہ نے عذاب دینا، ہمیں کچھ نہیں اللہ کہتا، ہم نے کلمہ پڑھ لیا نا، بس کلمے کے اوپر ٹھیک ہے نا، نبی کا کلمہ پڑھا ہے لہذا موج ہوگئی ہے اب جو مرضی کرتے جاؤ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ نہ بھی کرو بھئی کلمہ تو پڑھا ہوا ہے لہذا ہم جو جی چاہیں کریں اور عذاب کو جھٹلاتے تھے، تو قرآن کہہ رہا ہے۔ **بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ** جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اب عذاب کا ذائقہ چکھو (اللہ اکبر)

تو اس سے پتہ چلا کہ ایمان لانے کے بعد بہت سے ایسے اعمال ہیں جو آپ کو ایمان سے محروم کردیتے ہیں لہذا ہر لمحہ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے، اپنے آپ کو دیکھنا ہے اور اپنی بڑی کڑی نگرانی کرنی ہے، اپنی نگرانی خود کریں، دوسروں کو نہ کروانے دیں، اللہ یہی چاہتا ہے کہ بندہ اپنی نگرانی خود کرے اور اپنے آپ کو اچھی طرح چیک کرتا رہے۔

آیت ۱۰۷

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ ارے جن کے چہرے روشن ہوں گے ہماری رحمت سے **فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ** اللہ کی رحمت سے ہوں گے، رحمت الٰہی کے سائے میں ہوں گے **هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** وہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اللہ اکبر)

یہ کیسی اعلیٰ بات ہے کہ کبھی وہ نعمت ختم نہیں ہوگی، ہمیں ڈر ہے موت آئے گی دنیا سے چلے جائیں گے وہاں ایسا بھی کچھ نہیں ہوگا، کسی موت کا ڈر نہیں، کسی تکلیف کا ڈر نہیں، ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے خوشیاں ہی خوشیاں مزے ہی مزے، چاہتیں ہی چاہتیں، عیاشی ہی عیاشی، **هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ** ہمیشہ رہیں گے کیوں کہ انہوں نے ہمارے حکموں پہ عمل کیا وہ ہمارے اس نظام کے ساتھ attach ہوگئے نیکی کی دعوت دیتے رہے، برائی سے منع کرتے رہے ہم انہیں اب نیکی کا یہ انعام دینے لگے ہیں کہ ان کے چہرے بھی روشن کردیں گے اور ان کو اپنی رحمت کے سائے میں ہمیشہ ہمیشہ رکھیں گے (اللہ اکبر)

آگے ارشاد فرمایا، آیت نمبر ۱۱۰، بہت ہی خوبصورت آیت اس آیت کی جتنی بھی تشریح کی جائے کم ہے اس پہ اتنی کتابیں لکھی گئی، انشاء اللہ ہماری کتاب بھی اسی موضوع پہ آرہی ہے

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

پہ کام جاری ہے دعا فرمائیں کہ ہماری وہ کتاب بھی جلدی چھپ جائے وہ اسی آیت کے اوپر ہم نے لکھی ہے

آیت ۱۱۰

كُنْتُمْ خَيْرَا اُمَّةٍ اُخْرِ جَتْ لِلنَّاسِ تَاْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُئوْ مِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط مِنْهُمُ الْمُئوْمِنُوْنَ وَ اَ كْثَرُ هُمُ الْفٰسِقُوْنَO

ترجمہ:

تم بہترین امت ہو، جسے لوگوں کی بھلائی کے لئے ظاہر کیا گیا ہے، تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پہ ایمان رکھتے ہو۔

ابھی گفتگو اس پہ ہوئی کہ اللہ پاک نے ایک گروہ کے پیدا ہونے کی طرف ایک گروہ کے وجود کی طرف اشارہ فرمایا کہ تم میں ایک گروہ ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اب اس آیت میں، وہاں گروہ کی بات کی، اس آیت میں اللہ نے پوری امت کو ہی یہ ڈیوٹی عطا کردی، پوری امت، اس آیت کا فرق باقی آیتوں سے یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت کی تحصیص نہیں فرمائی بلکہ پوری امت کو یہ **كُنْتُمْ خَيْرَا اُمَّةً** بڑا پیارا لفظ **كُنْتُمْ** تم ہو، آپ، یہ ساری جتنی بھی بیٹھی ہیں سارے آپ، آپ سب **خَيْرَا اُمَّةً** سب سے بہترین امت ہو، جسے اللہ **خَيْرَا اُمَّةً** کہے کیونکہ اللہ کی نظر میں ساری امتیں، اس نے آدمؑ کی امت بھی دیکھی ہے، اس نے نوحؑ کی امت بھی دیکھی ہے، عیسیٰؑ کی امت بھی دیکھی ہے، اس نے سلیمانؑ کی امت بھی دیکھی ہے اس نے حضرت موسیٰؑ کی امت بھی دیکھی ہے، ساری امتیں دیکھی ہیں اور وہ مولا یہ کہہ رہا ہے یہ ہمارے سروں پہ تاج رکھ رہا ہے، ہمارے سروں پہ اتنی محبت سے تاج رکھ رہا ہے **كُنْتُمْ خَيْرَا اُمَّةً** تم سب سے بہترین امت ہو، سب سے پیاری، اعلی، تمہیں میں نے بہت پیار کیا ہے، اچھا یہ بھی سمجھ لو کہ تم **خَيْرَا اُمَّةً** کیوں ہو س لئے کہ تمہارا نبی "خیر نبی" ہے تمہارا نبی سب سے اعلی ہے سب سے بڑا ہے سب سے محبوب ہے اس نبی کی تم امت ہو اس لئے تم خیر امت ہو، ایک یہ وجہ ہے دوسرا اس امت کو اللہ نے کچھ اعزازات دیئے ہیں جو پچھلی کسی بھی امت کو نہیں دیئے، سب سے پہلا اعزاز اللہ نے اس امت کو یہ دیا کہ اس امت کی تعداد اللہ نے باقی تمام امتوں سے زیادہ ہے، حضور کی امت کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

قیامت کے دن جنت کے اندر جب میری امت چلی جائے گی تو اللہ پاک باقی امتوں کی صفیں، اور میری امت کی جب صفیں بنیں گی تو باقی امت کی صفوں سے میری امت کی صفیں زیادہ ہوں گی (اللہ اکبر)

میری امت کی تعداد زیادہ ہے یہ پہلا خیر امت ہونے کا سبب ہے دوسرا خیر امت ہونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں باقی امتوں سے سرفراز اس طرح سے کیا ہے کہ ہمارے گناہوں کو چھپالیا ہے، باقی امتوں کے گناہ ان کے ماتھے پہ لکھ لئے جاتے تھے، حضرت عیسیٰ تک اصول یہی تھا عیسیٰ کے اُٹھنے کے بعد جب آ قاعلیہ صلى الله عليه وسلم تشریف لائے تو اس کے بعد یہ اصول بدل دیا گیا، پچھلی امتیں جب جھوٹ بولتی تھیں تو ماتھے پہ جھوٹا لکھا جاتا تھا، شراب کوئی پیتا تو شرابی لکھا جاتا، قتل کرتا تو قاتل لکھا جاتا تھا، اور وہ ساری عمر بھی اسے رگڑ تارہتا تو مٹتا نہیں، وہ ہمیشہ لکھا رہتا، وہ توبہ بھی کر لیتا، سزا بھی پا لیتا اسے معافی بھی مل جاتی لیکن وہ لکھا رہتا، اور وہ شرمندہ شرمندہ پھرتا رہتا ساری زندگی ایسا ہی رہتا، پھر یہ بھی ہوتا کہ جس گھر میں جو لوگ غلط ہوتے شرابی ہوتے اس گھر کے دروازے پہ لکھ دیا جاتا شرابی، وہ بھی نہیں مٹتا تھا پھر پچھلی امتوں کے لئے صفائی بڑی مشکل تھی وہ لوگ اگر گندے ہو جاتے ان کے جسموں پہ اگر خون لگ جاتا یا پیشاب کا قطرہ لگ جاتا تو وہ جسم کا حصہ کھرچنا پڑتا، یا اس جسم کے حصے کو جلانا پڑتا آگ سے، یا اس کو چھری سے کاٹنا پڑتا، یہ سارے طریقے پرانی امتوں میں، یہ پچھلی امتوں کو اگر وہ گناہ کرتے تو فوراً لکھ دیا جاتا، نیکی کرتے تو ایک نیکی لکھی جاتی، حضور کی امت کے لئے یہ سارے اصول ہی بدل گئے۔

خَيْرَا اُمَّة اس میں اصول بدل دئے گئے کہا گیا بھئی سنو، **اگر تم پاک ہونا چاہتے ہو تم محمد صلى الله عليه وسلم کی امت ہو، اُٹھو پانی کا گلاس پکڑو اس جگہ پانی پھیر دو تین دفعہ پانی پھیر دو وہ ایسے پاک ہو جائے گی جیسے کبھی گندی ہوئی ہی نہیں**، کپڑا ایسے پاک ہو گیا جیسے کبھی ناپاک ہوا ہی نہیں، اور تم گناہ کرنے لگے ہو مولا، تیرا گناہ نہیں لکھا جائے گا جب تک کر نہیں دیتے اور گناہ کرتے ہو تو ایک گناہ لکھتا ہے اور جب نیکی کرتے ہو تو دس نیکیاں لکھتا ہے، خیر امت۔ ہم بہترین امت ہیں۔ اپنا چہرہ دیکھو ارے اپنا چہرہ دیکھو اس آئینے کے اندر تم کیسے اعلیٰ لوگ ہو تم کتنے بڑے نبی کے امتی ہو کیسی اعلیٰ فضیلتیں حاصل ہیں، پرانی امتوں میں نماز پڑھنی ہوتی، عبادت کرنی ہوتی تو گرجے میں جاؤ، ہندو مندر میں جائے، ہمارے لئے ایسا نہیں ہے ہم جس جگہ بھی مصلہ بچھائیں وہ جگہ مسجد بن جاتی ہے، مصلہ بچھاؤ گھر کے کمرے میں، ڈرائینگ روم میں، ٹی وی لاؤنج میں ارے گیراج میں بچھالو، زیادہ لوگ ہو گئے ہیں ارے گلی میں صفیں بچھالو، سڑک پہ بچھالو، بحری جہاز میں جا رہے ہو یہیں صف بچھالو، ہوائی جہاز کے اندر ہو وہیں نماز پڑھ لو، ارے کسی جگہ بھی پڑھ لو ساری کائنات مسجد بن گئی ہے، خیر امت، سب سے بہترین امت اتنے زیادہ اعزازات، پچھلی کسی بھی امت کو درود نہیں دیا گیا، ہر نبی کو اللہ نے بڑی بڑی اچھی عبادتیں دی ہیں لیکن ان کے لئے شرطیں ہوتی تھیں بھئی وضو کرو، بھئی پاک ہو جاؤ، بھئی کھڑے ہو کر پڑھو، بھئی بیٹھ کر پڑھو، بھئی اب چل کر پڑھو شرطیں، ایک ایسی عبادت محمد صلى الله عليه وسلم کی امت کو دی گئی جس کے لئے کوئی شرط ہی نہیں ہے، ارے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہتے ہو پڑھ لو، بیٹھ کے پڑھ لو، چلتے ہوئے پڑھ لو، بے وضو پڑھ لو، باوضو پڑھ لو، دکان میں پڑھ لو، گھر میں پڑھ لو اللہ قبول کرے گا ، ارے تیرے منہ سے نکلے گا اسی وقت قبول کرلے گا کوئی کسی قسم کی شرط ہی کوئی نہیں، اتنی بڑی نیکی، ییک وقت درود پڑھے سے دس نیکیاں، دس گناہ معاف، دس درجے بلند، ایک درود، یہ ساری نعمتیں کسی بھی نبی کی امت کو حاصل نہیں ہیں، سارے نبی ان سے محروم رہیا ورسب سے بڑی نعمت سنئیے اپنے دل میں اس محبت اور پیار کو جگائیے کہ سب سے بڑی نعمت جو اللہ نے ہمیں عطا فرمائی وہ آ قاعلیہ صلى الله عليه وسلم کی شفاعت ہے، حضور صلى الله عليه وسلم ہمارے شفیع ہیں آپ شفاعت کریں گے، آپ صلى الله عليه وسلم ہماری امت کے شفیع ہیں، آپ گناہگاروں کو بچالیں گے، نبی کے سر پہ شفیع ہونے کا تاج سجایا گیا ہے یہ ہے **كُنْتُمْ خَيْرَا اُمَّةٍ** تم سب سے بہترین امت ہو

اور ہمارا حال دیکھ لیں آپ، ابھی یہ جو دو تین دن پہلے واقعہ ہوا بڑی تکلیف، ابھی تک دل میں اس کی درد ہے اور ٹیسیں اُٹھ رہی ہیں، حال ہمارا یہ ہے کہ صرف موٹر سائیکل کھڑی کرنے پر تھوڑا سا جھگڑا ہوا اور تین چار لوگ قتل ہو گئے، یہ خیر امت ہے، یہ خیر امت کے کام ہیں، صرف اتنی بات پہ کہ تم نے موٹر سائیکل ادھر نہیں کرنی، ادھر کرنی ہے، نہیں کھڑی کی، گولی مار کے بندے مار دیئے، چار پانچ لوگ مار دیئے قتل کر دیئے، یہ سیٹلائیٹ ٹاؤن مارکیٹ میں، یہ خیر امت ہے، یہ امت ہے وہ، شرم آنی چاہئے ہمیں، جس نبی کی ہم امتی ہیں قرآن انہیں خیر امت کہہ رہا ہے، تم خیر امت ہو میری نظر میں سب سے بہترین، ہمیں اپنی پہچان بھول گئی ہے اپنا چہرہ ہی بھول گیا ہے ہمیں، اپنا چہرہ کبھی ہم نے دیکھا ہی نہیں ہے آئینہ میں کہ ہم کون ہیں، ہم کس کے بچے ہیں۔

وہ کوئی شیر تھا نا بچہ تھا نا تو اپنی ماں کے ساتھ شیرنی کے ساتھ جا رہا تھا تو راستے میں شکاری پڑ گئے تو شیرنی بھا گی یہ بھی بھا گا تو بچھڑ گئے، دور جنگل میں کہیں چلے گئے، شیرنی بھی ادھر ادھر نکل گئی اور وہ بچہ ملا ہی نہیں۔ ایک گڈریا جو ہے بکریاں چرانے والا وہ قریب کسی پہاڑ پہ بکریاں چرا رہا تھا تو اس نے اس شیر کے بچے کو دیکھ لیا اس نے کہا چھوٹا سا ہے کیا نقصان کرے گا، اس نے پکڑ لیا اسے، پکڑ کے گھر لے آیا اسے اپنے ساتھ ہی رکھا دودھ پلایا اسے، وہ بچہ تھا وہ ساتھ ساتھ پلتا رہا، بھیڑوں کے ساتھ لے جاتا، بھیڑوں کی حفاظت بھی کرتا، بھیڑ بکریوں کے آگے پیچھے بھی پھرتا اور ان کے ساتھ ہی گھاس کھاتا اسی طرح کچھ سال گزر گئے اور بڑا ہو گیا تو ایک دن اسی طرح بکریوں کے ساتھ جا رہا تھا تو شیرنی ادھر

آنکلی اس نے دیکھ لیا، **حضرت مولانا رومؒ اپنی مسنوی میں یہ واقعہ درج کرتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں**

اس شیرنی نے جب اسے دیکھا تو چونکہ ماں تھی وہ پہچان گئی کہ یہ تو میرا بچہ ہے بڑا تو ہو گیا ہے لیکن ہے میرا، بھاگتی ہوئی قریب گئی تو بکریاں ساری ڈر کے بھاگ گئیں یہ بھی بھاگنے لگا تو اس نے کان سے پکڑ لیا اس نے کہا او تو میرا بچہ ہے تو مجھ سے کیوں بھاگ رہا ہے میں تیری ماں ہوں تو یہ جو ہے چلا کر کہنے لگا نہیں میں تیرا بچہ ہو ہی نہیں سکتا، کہا، تو شیر ہے، کہنے لگا نہیں میں شیر کب ہوں، کہا تو شیر ہے، کہا نہیں میں شیر نہیں ہوں میں تو بکری ہوں، یہ دیکھو میں بکری اسی بکری کی طرح آواز نکالنے لگا، کہا میں اسی طرح گھاس کھاتا ہوں، میں بکری ہوں میں شیر نہیں ہوں وہ سمجھ گئی کہ یہ اصل میں رہا بکریوں کے ساتھ ہے اتنے سال گزر گئے ہیں تو لگتا ہے کام خراب ہے، اس نے کان سے پکڑا اور کھینچتی ہوئی ندی کے کنارے لے گئی، ندی کے کنارے اس کو نیچے جھکا کر کہا کہ دیکھو میرا چہرہ اور تمہارا چہرہ ایک جیسا نہیں ہے، یہ دیکھو میرا چہرہ جس طرح میری آنکھیں یہ دیکھو میرے چہرے کی جلد دیکھو تمہاری بھی ویسی سنہری، بال دیکھو اپنے میرے بال دیکھو اس نے جب چہرہ دیکھا اور ادھر اپنی ماں کو دیکھا او ہو میں تو شیر تھا اور میں بکریوں کے ساتھ پھرتا رہا او میں اتنا بیوقوف ہوں، اس نے کہا اماں جان بڑی مہربانی تو نے مجھے بچا لیا ورنہ میں تو بکری بن گیا تھا تو مولانا روم فرماتے ہیں یہی حساب انسان کا دنیا میں آ کے ہو گیا ہے، یہی امتی کا حساب ہو گیا ہے اس وقت، ارے وہ تو شیر کا بچہ تھا، محمد کا امتی محمد کا امتی اور ظالم ایک چھوٹی سی بات پہ قتل کر رہا ہے میرے نبی کی تو یہ عادت نہیں تھی میرا نبی تو بڑا پیار کرنے والا، بڑی محبت کرنے والا، معاف کرنے والا نبی، اس نبی کی تو عادت ہے کہ وہ ہمیشہ معاف کرتا رہا اس نے کبھی کسی کو سزا نہیں دی

حضورﷺ کی ایک ایسی عادت لکھی ہے سیرت کے اندر کہ حضورﷺ کی عادت تھی کہ آپ نے کبھی کسی کو پلٹ کر جواب نہیں دیا

یہ یاد رکھیئے کہ حضورﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپ نے پلٹ کر جواب نہیں دیا کسی کو کسی بات کا، بحث نہیں کی کسی کے ساتھ اور دوسرا **آپ ﷺ نے ہمیشہ معاف کیا** معاف کرتے رہے اور ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں ارے کیا انسانی جان اتنی سستی ہے، کیا انسانی جان کی قیمت اتنی تھوڑی ہے کہ صرف چھوٹی سی بات پہ آپ اتنے لوگ مار دیں، کیا ہم واپس اسی جہالیت کے دور میں نہیں چلے گئے، وہ جہالیت کا دور میں نے پچھلے جمعے بھی عرض کیا تھا کہ لوگ صرف اس لئے قتل کر دیتے تھے کہ تیرا گھوڑا مجھ سے آگے کیوں گیا ہے، تو نے پانی مجھ سے پہلے کیوں پیا ہے میں نے پہلے پینا تھا، تجھے اس لئے قتل کرنے لگا ہوں کہ تو مجھ سے پہلے پانی کیوں پی رہا ہے کیا وہی دور واپس نہیں آ گیا کہ موٹر سائیکل کھڑی کرنے پہ گولیاں مار دی گئی، اصل میں ہم اندر سے ہیں سارے جاہل totally پکے جاہل ہیں، میں سمجھتا ہوں صرف وہی انسان اللہ کے کرم سے ان باتوں سے بچتا ہے **جس کا کوئی پیر ہو، جس کا کوئی شیخ ہو مرشد ہو بس وہی بچا ہوا ہے باقی سارے جانور ہیں** انہیں پتہ ہی کوئی نہیں انسانیت ہوتی کیا ہے، اللہ پاک کے نبی کی تو سنت تھی کہ آپ معاف کیا کرتے تھے۔

آج بھی وہ واقعہ جب تاریخ دان لکھتے ہیں نا، سنو میرے بچو جب تاریخ دان وہ واقعہ لکھتے ہیں نا تو ان کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں اور ان کے ہونٹ کپکپا جاتے ہیں کہ کیسا انسان ہے ارے فتح مکہ ہو چکی ہے مکہ فتح ہو گیا سارا مکہ حضور کے قدموں کے نیچے ہے اور وہ ہندہ جس نے آپ کے چچا کو قتل کیا تھا وہ سامنے آتی ہے حضور بیٹھے ہیں تو اس کو سامنے لایا جاتا ہے کہ بلاؤ ہندہ کو وہ آتی ہے اسے پتہ ہے کہ اسے آج اسکی تکہ بوٹی کر دی جائے گی اس کو قتل کر کے اس کے ایک ایک گوشت کے ٹکڑے کو کتوں کے آگے ڈال دیا جائے گا کیونکہ اس کا جرم بہت بڑا ہے اس نے حضور کے اس عزیز چچا کو قتل کروایا تھا جس سے حضور کو بڑی محبت تھی، وہ آتی ہے اسے پتہ ہے زندگی میری آج آخری دن ہے، چند سانسیں باقی ہیں گالیاں دینی شروع کر دیتی ہے ایک دو تین چار، اور بڑی زبردست زبان دان عورت تھی وہ اور اسے زبان دانی پہ بڑا فخر تھا اور وہ بڑی اعلی زبان جانتی تھی اور ایسی ایسی ننگی گالیاں دی اس نے نبی کو کہ وہ الفاظ علماء کتابوں میں لکھ نہیں سکے اس قدر سخت میرے نبی کو تکلیف دی گئی اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ وہ آدھا گھنٹہ گالیاں دیتی رہی، اتنی سخت اس نے اپنی زبان استعمال کی، حضرت فاروق اعظم اپنی تلوار نکالیں پھر نیام میں ڈال دیں، پھر تلوار نکالیں پھر نیام میں ڈال دیں کہ ابھی مجھے آقاﷺ حکم دیں میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں، ایسی بد بخت ارے گالی کس کو دے رہی ہے جو کائنات کا دولہا ہے، جو رحمت للعالمین ہیں، جو اس کائنات کا سردار ہیں اسے گالی دی رہی ہے، تیرے میرے کو نہیں دی، اتنا بڑا جس کے پاس عہدہ اور اختیار تھا جو نبی ایک اشارہ کرتا تو اس کا بال بال اکھیرا جا سکتا تھا لیکن حضور نے ایسا نہیں کیا آپ جانتے ہیں نبی نے کیا کہا، آقاﷺ سر جھکائے ہوئے ہیں یہاں تک کہ وہ اتنی گالیاں دیتی ہے کہ میرے بیٹوں سنو کہ وہ تھک گئی اس کے الفاظ ہی ختم ہو گئے اس کے منہ سے جھاگ نکلنا شروع

ہوگئی آنکھیں سرخ ہوگئی پسینے سے جسم بھیگ گیا، ہمت ختم ہوگئی بولنے کی اس نے اپنی ساری بھڑاس نکال لی اتنی گالیاں دی، اتنی گالیں دی کہ نبی ﷺ نے سر اُٹھایا فرمایا اے ہندہ جا جو جی چاہے کہہ لے ہم نے تمہیں معاف کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے ہم تجھے معاف کرتے ہیں، اسے یقین نہ آیا ساتھ والوں سے پوچھے کیا کہتے ہیں، یہ کیا بولا ہے کہا تجھے معاف کر دیا، کہا کیا پھر بتا نا یہ کیا بولا نبی نے، کہا اس نے تجھے معاف کر دیا ہے، کہاں سے لائیں وہ دل، کہاں سے لائیں وہ وقت، کہا مجھے معاف کر دیا ہے ہاں تجھے معاف کر دیا ہے، کہا اے محمد ﷺ اس لمحے سے پہلے میرے لئے غلط ترین انسان تم تھے لیکن اس لمحے کے بعد میرے لئے سب سے پیارے تم ہو، سب سے پیارے تم ہو اب میرے لئے، میں اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں بخشوں گی جب تک وہ تجھ پہ قربان نہیں ہو جاتے حضور ﷺ نے معاف کر دیا اور ہم معاف نہیں کرتے کسی کو ہم کہتے ہیں کوئی ہمیں بات کر کے جائے کدھر ہم اس کی بے عزتی کر کے اس کے گھر تک جب تک نہیں چھوڑ کر آئیں گے، میں اسے معاف نہیں کروں گی، مجھے یہ بتائیں میرے بیٹوں کہ میں نے یہ جو بات سنائی ہے یہ حضور کا طریقہ، یہ حضور کی حدیث اور یہ جو حضور کا عمل یہ ہندوؤں کے لئے ہے کیا اس پہ عمل کس نے کرنا ہے ہندوؤں نے کرنا ہے یا سکھوں نے کرنا ہے، یہودیوں اور عیسائیوں نے کرنا ہے، ارے نہیں اس پہ ہم نے عمل کرنا ہے ہمیں معاف کرنا چاہئے لوگوں کو، ہمیں لوگوں کو بخش دینا چاہئے، باپ بیٹوں کو معاف کرے، ماں بچوں کو معاف کرے، بچے ماں کو معاف کریں، بھائی بھائی کو معاف کرے، دوست دوست کو معاف کرے، کزن کزن کو معاف کرے، رشتے دار رشتے دار کو، ارے معاف کرے لوگوں کو جانے دو انہیں، ہدایت کی دعا مانگو ان کے لئے، ہم کہتے ہیں میں وہابی ہوں تو وہابی ہو جا نی تے گولی ماداں تینوں، تیرنے نال روٹی کھانا حرام اے میرے تے، او اللہ کے بندے کیا کر رہا ہے او پیار کرو لوگوں سے، لوگوں سے محبت کرو، تو شیعہ ہیں تیرے نال روٹی کھانا حرام ہوگیا، پیار کرو، میرے نبی نے تو عیسائیوں کو مسجد نبوی میں آنے کی اجازت دی تھی تم اپنی مسجد میں نہیں آنے دیتے، کیا مسجد نبوی بڑی ہے یا تیری مسجد بڑی ہے، حضور نے بلایا عیسائیوں کو اور وہاں پہ گفتگو ہوئی، پیار نہیں کرتے، محبت نہیں کرتے، محبت ختم ہوگئی لوگوں میں، ایک شعر ہے نا بڑا اچھا

حضرت سے عرض کی کہ دردِ محبت کی دوا ہو جواب آیا اور محبت

محبت زیادہ کرو، حکیم لقمان بھی کہتا ہے کہ میں نے دنیا میں ہر مرض کا علاج کیا ہے بڑی دوائیں استعمال کروائی ہیں لیکن ایک دوائی ایسی ہے میں نے جب بھی استعمال کروائی ہے اس کا اثر ضرور ہوا ہے کہا کونسی دوائی، کہا محبت پیار، کہا اگر کسی پہ محبت اثر نہ کرے تو وہ سمجھتا ہی نہیں محبت کو تو کہنے لگے کہ محبت اور زیادہ کرو، دوائی بڑھا دو، دوائی زیادہ کر دو وہ مان جائے گا، ہمیں پیار کرنا ہی نہیں آتا، محبت کرنا تو بھول گئے لوگ، ایسی زبردست قسم کی ہم پہ نحوست چھا گئی ہے اس نحوست نے ہمارے معاشرے کی بنیادیں ہلا دی ہیں

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ تو تم سب سے بہترین امت ہوا س وجہ سے کہ تمہارا نبی سب سے اعلی ہے تمہیں درود دیا گیا ہے، تمہارے لئے زمین مسجد بنا دی گئی ہے، تمہارے لئے پاکی ناپاکی کے اصول ہی بدل دیئے گئے ہیں، تمہارے اوپر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھی لیکن اس پچاس نمازوں میں سے بھی تم پانچ پڑھتے ہو ہم تمہیں پچاس ہی ادا کر دیتے ہیں تم خیر امت ہو، تم گناہ کرتے ہو ایک لکھا جاتا ہے، نیکی کرتے ہو دس لکھی جاتی ہے (اللہ اکبر)

اللہ پاک نے اس آیت میں ہمیں خیر امت کہا ہے لہذا ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہمیں اتنا اعلی رتبہ ملا ہے لیکن یہ اعلی رتبہ اور مقام ہم نے کھو دیا ہے ہم نے کھو دیا ہے

؎ رہ گئی رسم اذاں، روحِ بلالی نہ رہی فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

؎ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

حقیقت خرافات میں کھوگئی اور یہ امت روایات میں کھوگئی

آج ہم نے اپنے اس مقام کو کھو دیا ہے آؤ آج رات دوبارہ اللہ پھر موقع دینے والا ہے شب برات ہے دوبارہ اللہ موقع دے گا، بیٹھیں، اللہ کی بارگاہ میں دوبارہ پھر توبہ کریں اپنے آپ کو پھر revive کریں، اپنے دل کو پھر زندہ کریں، آس جگائیں آپ کے اندر دل زندہ اس طرح ہوگا کہ جب کوئی تکلیف میں ہوگا تو آپ کو بھی تکلیف ہوگی، جب کسی کو دکھ ہوگا تو آپ کو بھی دکھ ہوگا، یہ سانوں کی والا لفظ چھوڑ دیں گے آپ یہ کہیں گے نہیں یہ جو وہاں تکلیف ہوئی ہے میری وجہ سے ہوئی ہے مولا اپنا کرم فرما لوگوں کو ہدایت دے

آیئے ہم دوبارہ سے ایک دفعہ پھر اللہ سے دعا مانگیں اور اللہ پاک سے کرم کی التجا کریں کہ مولا آج کی رات ہمیں اپنے کرم کی برکتیں عطا فرما۔(آمین)

بہترین امت اور غزوہ احد کا بیان

قرآن پاک کو سمجھنے کی اس کلاس میں آپ سب کو خوش آمدید ہے ہم قرآن سمجھ رہے ہیں اور ہم الحمدوللہ سورۃ ال عمران کی آیت نمبر۱۱۰ سے آج شروع کریں گے، آیت نمبر۱۱۰، انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہی قرآن پاک کو سمجھنا ہے اور اگر کوئی اس کے بغیر ہی دنیا سے چلا جائے تو اس سے بڑا بدنصیب نہیں ہے کوئی بھی، ہم سب ایک شعور آپ کے اندر پیدا کر رہے ہیں کہ جب بھی آپ قرآن پڑھیں تو ترجمے کے ساتھ پڑھیں، بغیر ترجمے کے نہ پڑھیں اس کتاب کا اصل فائدہ ہی ترجمے کے ساتھ ہے اس کتاب کا اصل فائدہ تفسیر کے ساتھ ہے، آیت نمبر۱۱۰، صفحہ نمبر۲۶۳، آیت نمبر۱۱۰ کا آغاز ہوتا ہے سورۃ آل عمران

اللہ نے ارشاد فرمایا آیت ۱۱۰

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ O

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم سب سے بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا **تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پہ ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت کے پہلے تین لفظوں پہ ہماری گفتگو ہو چکی تھی **كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ** آج ہمارا موضوع اس سے اگلے الفاظ ہیں **اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** تمہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ پاک نے بڑی حکمت سے یہاں پہ ہماری پیدائش کا مقصد بیان کیا ہے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا، عام طور پہ ہم سب اس سوال کو اپنی زندگی سے نکال چکے ہیں اور لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں کہ اللہ نے اتنی زیادہ مخلوق کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اور انسان یہ تو اشرف المخلوقات ہے تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہے اللہ نے جب اسے بنانا چاہا تو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اسے اپنا نائب بنایا وہ تو ایک سوئی بھی بغیر مقصد کے پیدا نہیں کرتا ہے تو انسان کو کیسے بغیر مقصد کے کیسے پیدا کر سکتا ہے لیکن ہمیں عورتوں اور مردوں دونوں کو اپنی زندگی کا مقصد یاد نہیں ہے، ہم دونوں ہی اپنے مقصد بھول چکے ہیں آیئے ہم قرآن سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے۔ اخرجت للناس۔ تمہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے، تمہاری پیدائش کا مقصد لوگ ہیں اب اس کے اندر علماء نے بڑی گفتگو فرمائی میں نے شب برات کی رات بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا تھوڑا سا میں مزید چاہتا ہوں کہ اس پہ ہم غور کر لیں تا کہ یہ مقصد ہمیں بار بار یاد رہے

میرے پیرو مرشد اللہ آپ پہ رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ہمیں اس آیت کا بہت زیادہ درس دیا ہے اور بہت بار اسے ہمیں بیٹھا کے سمجھایا ہے اور کئی بار اس کو revise کروایا ہے مجھے یاد ہے کہ رمضان میں آپ ہمیں اس آیت کے حوالے سے دس دس لیکچر دیا کرتے تھے تب جا کے یہ ذہن میں چیزیں بیٹھی ہیں یہ اتنا اہم پیغام ہے قرآن کا یہ سر سے گزرنے والا نہیں ہے یہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالنے والا نہیں ہے یہ سمجھنے والا پیغام ہے، پیرو مرشد نے بہت بار ہمیں یہ آیت سمجھائی، اور خاص طور پہ آپ اس حصے پہ بہت غور دیتے تھے بہت توجہ دیتے تھے جس پہ آج میں نے آپ کی توجہ دلوانی ہے **اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** تمہیں تو لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے، انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ زندگی اس کی ہے حالانکہ آپ غور کریں کہ آپ کی زندگی آپ کی اپنی نہیں ہوتی، آپ تھوڑے سے بچے ہیں آپ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا ہوتے ہیں، آپ کے والدین آپ کو دیکھ دیکھ کر زندہ ہوتے ہیں آپ کو دیکھ دیکھ کر خوشی محسوس کرتے ہیں آپ تھوڑا سا بڑا ہوتے ہیں جوان ہو جاتے ہیں تو شادی ہو جاتی ہے تو آپ کی زندگی بٹ جاتی ہے ایک عورت یا ایک مرد آپ کی زندگی میں آجاتا ہے آپ کی زندگی اس کے لئے ہو جاتی ہے پھر آپ اس کے لئے زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں پھر بچے ہو جاتے ہیں تو پھر بچوں کے ساتھ بھی پیار محبت شروع

ہو جاتا ہے لہذا انسان کی زندگی نہ پہلے اس کی تھی اور نہ آج اس کی ہے اس حقیقت کو جو پہلے ہی سمجھ جاتا ہے وہ پریشان نہیں ہوتا کہ اسے تو پیدا ہی لوگوں کے لئے کیا گیا ہے اس کا مطلب میری پیدائش میرے والد کے لئے ہوئی، میری بیوی کے لئے ہوئی میرے بچوں کے لئے ہوئی میرے دوستوں کے لئے ہوئی میرے عزیزوں کے لئے ہوئی میرے رشتے داروں محبت والوں کے لئے ہوئی مجھے ان سب سے پیار کرنا ہے ان سب سے محبت کرنی ہے کیونکہ اللہ نے مجھے ان کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس لئے بزرگوں نے ارشاد فرمایا

جب بھی مانگو تو دعاؤں میں پہلے اپنے عزیزوں کے لئے اپنے دوستوں کے لئے دعا مانگو

، کہا حضور اس کی وجہ کیا ہے، کہا اسلئے کہ تمہیں تو پیدا ہی ان کے لئے کیا گیا ہے دعائیں مانگو ان کے لئے کہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ

جو دوسروں کے لئے دعائیں مانگتا ہے اللہ اس کی دعا پہلے قبول فرماتا ہے

تو **اُخْرِ جَتْ لِلنَّاسِ** کے اندر بہت قیمتی اشارہ موجود ہے جو جتنی زیادہ اپنی زندگی لوگوں کے نام کرتا ہے اللہ اتنا زیادہ اس کو خیر امت بناتا چلا جاتا ہے میں جب بھی یہ آیت پڑھتا تھا اور پھر آج پڑھی، اللہ والوں سے پڑھی، پیر و مرشد سے بار بار پڑھی پھر پتہ چلا کہ ان بزرگوں کے نام کیوں زندہ ہیں، ان اللہ والوں کے نام کیوں زندہ ہیں، کیونکہ ان بزرگوں کا اوڑھنا بچھونا ہی لوگ بن جاتے ہیں، یہ لوگوں کے لئے زندگی گزارتے ہیں، یہ لوگوں کے لئے محبت کی دعائیں مانگتے ہیں، یہ لوگوں کے لئے اللہ سے نعمتیں مانگتے ہیں اپنے لئے مانگنا چھوڑ دیتے ہیں اور کئی سال ہو گئے ہیں حضرت صاحب نے جب یہ باتیں سمجھائی تھی اپنے لئے کبھی نہیں مانگا ہمیشہ دوسرے کے لئے مانگا ہے آپ بھی اس اصول پہ عمل کریں، انشاء اللہ نفع ہو گا دوسروں کے لئے مانگیں اور اس عادت کو اپنائیں آہستہ آہستہ اس عادت کو اپنی زندگی میں لائیں، اپنی اپنی ناک کو دیکھنا چھوڑ دیں دوسروں پہ دھیان کریں

حضرت امام زین العابدینؒ نے بہت اچھا جملہ اپنی کتاب میں لکھا کہ

جب دنیا یہ مان لے گی نا کہ اللہ کا راستہ مخلوق کے دلوں سے ہو کے جاتا ہے تو پھر ساری دنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔

تم مخلوق کو راضی کرلو اللہ تم سے راضی ہو جائے گا تم مخلوق کو خوش کرلو اللہ تم سے خوش ہو جائے گا، تم مخلوق کی عزت کرو اللہ تمہاری عزت کروائے گا تمہیں پیدا ہی لوگوں کے لئے کیا گیا ہے اب یہ بات اللہ والے سمجھ جاتے ہیں اور وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ لوگوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں میں نے اپنے حضرت کو دیکھا اور آج بھی دیکھتا ہوں کہ صبح ہوتی ہے نا ہمیں تو لگتا ہے کہ حضرت صاحب جو ہیں بڑے سکون میں ہیں بڑے آرام میں ہیں کیا بات ہے جہاں جاتے ہیں عزتیں ہیں، جہاں جاتے ہیں روٹی پانی ہے، جہاں جاتے ہیں لوگ بڑے بہترین شربت کے گلاس پیش کرتے ہیں، ان کے لئے مٹن پکاتے ہیں، ان کے لئے چکن پکاتے ہیں، اور بہترین عزت و احترام اور پھول ان کو پہناتے ہیں ان پہ پھول برساتے ہیں ہمیں تو یہ نظر آرہا ہے آپ ان کی زندگی کو اندر سے جا کر دیکھیں غور سے دیکھیں آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ لوگ کس قدر مخلوق کے ساتھ involve ہیں، کس قدر لوگوں کے ساتھ involve ہیں صبح ہوتی ہے تو میسج آنا شروع ہو جاتے ہیں حضرت فلاں پریشانی، فلاں دعا، فلاں مسئلہ اچھا بیٹا دعا کرتے ہیں آپ کے لئے، رزق کے لئے ، اچھا بیٹا یہ وظیفہ پڑھو، اچھا فلاں جو مسئلہ ہے اس کے لئے قرآن کی آیت، دوپہر ہو گی سارا دن گزر گیا، ارے رات آگئی رات کے ۱۲ بج گئے، سارا دن مخلوق کے ساتھ، سارا دن مخلوق کے ساتھ گزر رہا اور اس قدر مخلوق کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنا ہوش ہی کوئی نہیں بلکہ اپنا ہوش اس لئے نہیں کہ ان کے سارے کام اللہ نے اُٹھائے ہوئے ہیں اللہ ہر کام کر رہا ہے ان کا، ان کے بچے بھی پل رہے ہیں، ان کی جاب بھی چل رہی ہے، ان کی دکانداری بھی چل رہی ہے، ان کی عزتیں بھی ہو رہی ہیں سب کچھ ہو رہا اس لئے کہ وہ **اُخْرِ جَتْ لِلنَّاسِ** کو سمجھ گئے تمہیں تو پیدا ہی لوگوں کے لئے کیا گیا ہے اس حقیقت کو نا ہم جھٹلاتے ہیں ہماری ایک بہت بڑی کمزوری ہے کہ ہم اس حقیقت کو جھٹلاتے ہیں ہم کہتے ہیں نہیں میں اپنے لئے زندہ ہوں میں لوگوں کے لئے کیوں جیوؤں اور قرآن کہتا ہے ہم نے تجھے لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

یاد رکھیئے بیٹو اس حقیقت کو آج سمجھ جاوگی تو زندگی بہت سکون سے گزرے گی بہت آرام میں رہوگی، اور اگر اس حقیقت کو نہیں سمجھوگی تو جنگ جاری رہے گی مارا کٹی جاری رہے گی اور آخری سانس کی نوبت آجائے گی اور انسان خالی ہاتھ اس دنیا سے چلا جائے گا، آپ اندازہ کیجئے کہ لوگوں کے لئے جو کام کرتا ہے وہ کتنا بڑا ہوتا ہے۔

میرے نبی ﷺ ایک غزوے سے واپس آرہے تھے تو ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا، سنیئے اور اس بات کو دل پہ نقش کر لیجئے ،فرمایا آقا میں ایک صحابی کی بات کرنا چاہتا ہوں آپ سے فرمایا بہت عبادت گزار ہے ہم غزوے میں تھے میں نے دیکھا نفل پڑھتا رہا، قرآن پڑھتا رہا میں نے دیکھا کہ وہ ہر وقت تسبیح پھیر رہا ہے جب دیکھو تو یا تو وہ وضو کر رہا ہے یا نماز میں ہے یا تسبیح میں ہے یا قرآن کی تلاوت میں ہے حضور میرا دل بڑا راضی ہوا اور آپ کے سامنے اس کی تعریف کرنا مقصود تھی بڑا اچھا انسان ہے میرے آقا ﷺ مسکرائے اور فرمایا میرے صحابی اتنا تو بتا مجھے میرے ذرا قریب آ یہ بتا کہ جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا تھا، جب وہ قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا تو اس کے پانی کا خیال کون رکھتا تھا اس کی روٹی کا خیال کون رکھتا تھا اس کو وضو کا پانی کون لا کر دیتا تھا اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا تھا تو وہ صحابی کہنے لگا حضور خوش قسمتی سے وہ میں ہی تھا اس لئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اس قدر نیک ہے تو میں ہی اس کے پانی کا، اس کی روٹی کا، اس کے سامان کی حفاظت کرتا تھا تو میرے نبی ﷺ نے معرکتہ الارا جملہ ارشاد فرمایا کہ

اے صحابی جس درجے پہ عبادت کر کے وہ پہنچا ہے تو اس کی خدمت کر کے اس سے زیادہ آگے چلا گیا ہے

کسی کو پانی کا گلاس پیش کرنے والے چھوٹے لوگ نہیں ہوتے، کسی کو روٹی پلیٹ میں ڈال کر آگے رکھنے والے چھوٹے لوگ نہیں ہوتے، کسی کو جوتا پہنانے کے لئے جوتا آگے رکھنے والے چھوٹے لوگ نہیں ہوتے یہ بہت بڑے لوگ ہوتے ہیں یہ۔اخرجت للناس۔کو سمجھ جاتے ہیں کہ مجھے پیدا ہی لوگوں کے لئے کیا گیا ہے میں اپنی زندگی کیوں برباد کروں (اللہ اکبر)، اس آیت کے اندر اس کا جتنا بھی ذکر کیا جائے تھوڑا ہے اللہ نے ہمیں۔خیر امت بنایا اور ساتھ زندگی کا مقصد بتا دیا کہ تمہارا مقصد وہ نہیں جو ہندو کا ہے جو عیسائی کا ہے، جو یہودی کا ہے، جو سکھ کا ہے، یہ لوگ اپنے لئے زندہ رہتے ہیں، انگریز کا یہ عقیدہ ہے کہ **Eatdrink and be Marry** کھاؤ پیو موج کرو کوئی مرتا ہے مرے، کوئی بیمار رہتا ہے رہے، کوئی مر رہا ہے مرتا رہے مجھے کوئی پرواہ نہیں، **Eat drink and be Marry**، کھاؤ پیو اور خوش رہو، مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہے مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو گیا ہے تو اس کی تیمارداری کرنے کے لئے جاؤ، کوئی پریشان ہے اس کے لئے دعا کرو، کوئی جنازہ پڑھنے کا موقع ملا کوئی مر گیا ہے تو جاؤ جنازہ پڑھو اس کا، کوئی پریشان حال ہے دکھی ہے جاؤ اس کا دکھ بانٹو اونماز پڑھنے والوں، اوذکر کرنے والوں، اونماز پڑھ پڑھ کے قرآن پڑھ پڑھ کے حفظ جانے والوں تمہیں پتہ نہیں میری مخلوق کے لئے زندگی گزارنے والے زندہ رہتے ہیں میں انہیں قبر میں بھی زندہ رکھتا ہوں مرنے نہیں دیتا، دیکھ لو داتا صاحبؒ کی قبر، آج بھی زندہ ہیں، دیکھ لو معین الدین چشتی کی قبر، آج بھی زندہ ہیں، دیکھ لو میرے نبی ﷺ کا مزار مدینہ شریف کے اندر آج بھی اسی طرح لہلہا رہا ہے اس لئے کہ یہ لوگ دنیا کے لئے زندہ رہے لوگوں کے لئے زندہ رہے، ہم اس اصول کو نہیں سمجھتے مر جاتے ہیں اپنے لئے مانگتے ہیں اپنے لئے، اپنی ناک سے آگے کوئی شئے نظر ہی نہیں آتی، دنیا برباد ہوتی ہے ہو جائے، دنیا آگ میں سڑ رہی ہے سڑتی رہے۔

میں نے پچھلے جمعے ایک عرض کی تھی آپ سے بات ایک جملہ ہے بہت خطرناک، دو لفظ ہیں ان سے بچیں، **سانوں کی** یہ بہت خطرناک ہے خدا کے لئے اس سے نکلیں سانوں کی، ساتھ والا پریشان ہے بیمار ہے دوست پریشان ہے سانوں کی اس نے ہماری بربادی کی داستان لکھ دی ہے آپ کا دل پریشان ہو جائے، حضور کی امت کے اندر (اللہ اکبر)

میرے حضرت فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں تھا تو وہاں مجھے نماز عصر میں پڑھ رہا تھا اچانک میرے دل کے اندر ایک عجیب خیال آیا حضور کا گنبد خضرا میرے سامنے تھا اچانک پڑھتے پڑھتے نظر حضور کے گنبد خضرا پہ پڑی تو ساتھ ہی مجھے نظر جب حضور کے گنبد خضرا پہ پڑی تو پڑھتے ہی میرے دل میں مجھے یاد آ گئے اپنے علاقے کے سارے کے سارے چوراچکے، بدمعاش، غنڈے برے لوگ جنہیں میں گزرتے ہوئے روز دیکھا کرتا تھا برے لوگ، بے نماز، کبھی مسجد میں نظر نہیں آئے ہمیشہ چوکوں میں کھڑے ہوئے اور ہمیشہ برائی کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ دیکھا انہیں، کہتے مجھے ایک ایک کا چہرہ نام تک یاد آنا شروع ہو گیا، میں نے دل سے ان کے لئے مجھے نماز بھی بھول گئی مجھے تسبیح بھی بھول گئی میں سبحان ربی العظیم بھی بھول گیا، میں سبحان ربی الاعلی بھی بھول گیا، میں امام کے ساتھ سجدے کرتے ہوئے سب کچھ بھول گیا میں بس امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں باقی مجھے ہر شئے بھول گئی، میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور میں ان کے لئے دعائیں مانگ رہا ہوں مولا میرے محلے کے گندے لوگوں پہ کرم کر دے، میرے محلے کے برے لوگوں

پہ رحم کر دے میرے وہ فلاں وہ حاجی جو فلاں تھا وہ جیدا وہ فلاں وہ منگو، نام لے لے کر فرماتے ہیں میرے یا یقوم الحساب تک میں دعائیں ہی مانگتا رہ گیا مجھے سمجھ نہیں آئی نماز کدھر رہ گئی، فرماتے ہیں میں نے یاد رکھ لی وہ بات، سلام پھیرا اسی طرح کیفیت رہی کتنی دیر ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگتا رہا تو پاکستان واپس آیا تو واپس آ کے حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے **ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی**ؒ، اللہ کے بہت بڑے ولی، جائیں کبھی ان کی قبر پہ حاضری دیں، میرے حضرت فرمایا کرتے تھے

کہ دنیا میں اگر ۲۰۰ ولیوں سے ملو گے تو جتنا فیض ملے گا نا میری قبر پہ آنا میں اکیلا ہی ۲۰۰ ولیوں کا فیض دے دوں گا اتنے بڑے اللہ کے ولی بزرگ

فرماتے ہیں میں حاضر ہوا اور دل میں وہ بات یاد تھی میں نے کہا حضرت ایک سوال ہے مجھے مبارک باد یں مل گئی میں عمرے کی آپ نے بھی دے دی ہیں لیکن ایک سوال ہے ،سوال یہ ہے کہ وہاں جب میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا تو وہاں پڑھتے ہوئے میرے ساتھ یہ بنا ہے مجھے ہر قسم کا ہر بندہ یاد آیا، پہلے نہیں کبھی آیا، فرماتے یہ بتاؤ اس سے پہلے کیا ہوا تھا ، مجھے حضرت اتنا یاد ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے میری نظر گنبد حضرا سے ٹکرائی تھی حضور کے سبز گنبد پہ میری نظر لگی تھی بس اس کے بعد یہ کیفیت بنی، فرماتے ہیں کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہوا تو انہوں نے مجھے گلے لگا لیا، سینے سے لگا لیا، اتنی دیر سینے سے لگائے رکھا، پھر آنکھوں سے ہلکا سا دیکھا میں نے کہ حضرت کی آنکھیں بھیگ گئی آنسو آ گئے کہنے لگے عظیم بیٹا بڑی مبارک ہو تمہیں آقا ﷺ کے سینے سے فیض ملا ہے تمہیں حضور کے سینے سے فیض ملا ہے، میں نے کہا حضرت یہ کیا یہ فیض، مطلب میں سمجھتا تھا قرآن نماز، روزہ یہاں یہ فیض، یہ فیض نہیں ہے۔ اخرجت للناس۔ تمہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا، میرے نبی ﷺ کے سینے میں امت کا درد ہے، امت کے لئے دعائیں حضور زندگی میں بھی مانگتے تھے اور آج بھی مانگ رہے ہیں جب تمہاری نظر گنبد حضرا پہ پڑی تھی اس وقت نبی بھی اپنی امت کے لئے دعائیں مانگ رہا تھا، وہی فیض اللہ نے تیرے سینے میں ڈال دیا (اللہ اکبر)

ہمارا منہ سڑ جائے ہم دوسروں کے لئے دعا کر دیں دعا نہیں کرتے لوگ اس حقیقت کو آج تسلیم کریں میں بھی تسلیم کر رہا ہوں ہم نہیں کرتے دوسروں کے لئے دعا، لہذا ہمارے مسئلے بھی حل نہیں ہوتے ہماری پریشانیاں بھی حل نہیں ہوتی، ہمارے گناہ کے معاملات بھی ادھر کے ادھر ہی رہتے ہیں ہم ٹھیک نہیں ہوتے اس لئے کہ ہم اپنی ذات کو ترجیح دیتے ہیں اللہ کہتا ہے اپنے آپ کو چھوڑو پہلے، میری طرف آنا ہے تو اپنی ذات کو چھوڑو **اُخرِ جَتْ لِلنَّاسِ** جس کو تو یہ پتہ چل گیا کہ وہ لوگوں کے لئے پیدا ہوا ہے تو آگے قرآن نے کہا

تَاْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اب چونکہ تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ تمہیں پیدا ہی لوگوں کے لئے کیا گیا ہے اب مقصد تمہارا یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کی بات سنایا کرو، انہیں اچھی بات سناؤ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ انہیں برائی سے منع کرو

میرے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

اگر تم برائی ہوتے ہوئے دیکھو تو بہترین ایمان اس کا ہے جو ہاتھ سے برائی کو روکے، آگے بڑھے اور جو بھی بندہ برا کام کرتا ہے اسے پکڑ کے برے کام سے دور کرے، بہترین ایمان اس کا ہے کہ آگے بڑھے اور ہاتھ سے روکے فرمایا کہ اگر اتنی قوت نہیں ہے اور پتہ ہے میں ہاتھ سے نہیں روک سکتی یا میں ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو پھر زبان سے مدد لے منہ سے بولے دور سے کہے او باز آ جاؤ دور رہو غلط کام ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے صحیح ہو جاؤ اپنے آپ کو ٹھیک کرو، صحیح ہو جاؤ دور سے منع کرے زبان سے بولے، فرمایا کہ اگر اتنی بھی قوت نہیں پتہ ہے منہ سے بولوں گی تو فساد ہو جائے گا، لڑائی ہو جائے گی یہاں قتل ہو جائیں گے یہاں کام خراب ہو جائے گا یہ بندہ باز نہیں آئے گا تو فرمایا پھر تیسرا درجہ ہے کہ اپنے دل کے اندر ہی اس کام کو برا جانے کہ نہ میں ہاتھ سے روک سکتی ہوں، نہ میں زبان سے روک سکتی ہوں ہاں دل سے

براجانتی ہوں کام ٹھیک نہیں ہورہا، یہ تین درجے ہیں ایمان کے فرمایا اس کے بعد ایمان ختم،اس کے بعد ایمان ہے ہی کوئی نہیں۔

پہلا ایمان اس کا ہے جو ہاتھ سے روکے

دوسرا اس کا ہے جو منہ سے روکےا

ورتیسرا اس کا ہے جو دل میں براجانے

اس کے بعد فرمایا اس کے بعد کوئی ایمان نہیں اور جو اُٹھ کے خود برائی میں شامل ہوگئی ہے آؤ آ کھٹے ڈانس کرتے ہیں، اس نے کیا کرنا ہے ایمان ختم ہوگیا اس نے کیا کرنا ہے، ایمان پہلا تھا ہاتھ سے روکے، دوسرا تھا منہ سے روکے، تیسرا تھا دل میں براجانے، اپنے آپ کو وہاں جانے سے روک لے دل میں براجانے کہ غلط جگہ ہے میں نہیں جانا جو لوگ کرر ہے ہیں میں نہیں روک سکتی نہ منہ سے نہ ہاتھ سے لیکن وہاں جاؤنگی نہیں تو لہذا ایمان کے صرف تین درجے ہیں اس کے بعد ایمان نہیں ہے تو نیکی کی دعوت دینے والے نیکی کی دعوت آگے پھیلانے والے بڑے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں، لوگوں کو برائیوں سے روکنے والے۔

اس لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ جو پہلا درجہ ہے یہ حکومت کا ہے ہاتھ سے روکے، حکومت کام کرسکتی ہے اس کے پاس پولیس ہے فوج ہے، اسلحہ ہے وہ روک سکتی ہے ان بدبختوں کو، ان بدنصیبوں کو تباہ وبرباد کرسکتی ہے یہ حکومت کا درجہ ہے۔

اور دوسرا درجہ علماء کا ہے منہ سے بولنے والے، منبروں پہ بیٹھ کر درس دینے والے۔

اور تیسرا درجہ عام مسلمانوں کا ہے کہ وہ دل کے اندر براجانیں۔

اب اگر یہ تینوں ہی اپنا کام چھوڑ دیں تو مجھے بتائیں کہ دنیا سے برائی کبھی ختم نہیں ہوگی ہر لمحہ برائی بڑھتی چلی جائے گی، اس لئے قرآن پاک نے لکھا پہلے تو کہا کہ تم پیدا ہی لوگوں کے لئے کیے گئے ہو اور پھر کہا کہ تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم اچھی بات سنایا کرو اور برائی سے منع کیا کرو یہی گفتگو آگے تقریباً دو صفحے یہی رہتی ہے اب آگے ہمارا گفتگو کا موضوع بدلتا ہے اور ہم آتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۲۱ پہ، صفحہ نمبر ۲۷۰، اللہ نے ارشاد فرمایا

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ O

ترجمہ:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ اور یاد کرو، اے محبوب ﷺ جب صبح سویرے رخصت ہوئے آپ اپنے گھروں سے اور میدان اُحد میں بیٹھا رہے تھے مومنوں کو مورچوں پہ جنگ کے لئے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت میں غزوہ احد کا ذکر کیا گیا ہے، غزوہ احد یہ غزوہ بدر کے بعد ہوا، اسلام میں دو غزوے بڑے اہم ہیں ایک کو غزوہ احد کہتے ہیں اور ایک غزوہ بدر ہے، ان دونوں کی گفتگو بڑی اہم ہے اور اس سورۃ میں موجود ہے، غزوہ احد یہ احد کے پہاڑ کے سامنے دامن کے اندر لڑا گیا، اور آقا ﷺ اس جنگ میں خود شامل تھے اور آپ نے بدر کے میدان میں کفار کو باقاعدہ شکست دی تھی اب کفار اسی شکست کا بدلہ لینے کے لئے احد کے میدان میں دوبارہ جنگ کے لئے آ گئے تو حضور ﷺ نے مشورہ کیا تو جو جوان صحابہ تھے تو ان سب نے کہا کہ ہمیں مدینے سے باہر نکل کر لڑائی کرنی چاہئے لہذا اسی مشورے کو اُٹھایا گیا اور مدینے سے باہر نکل کر لڑائی لڑی گئی، غزوہ احد میں آپ کے پاس موجود ہے قرآن پاک میں اور

آگے اس میں اس کا ایک نقشہ بھی بنا ہوا ہے آپ کو اگر وہ تھوڑا سا مل جائے، ۲۸۶ نمبر صفحہ پہ، اس میں جنگ احد کا با قاعدہ نقشہ بنا ہوا ہے اس پہ میں آپ کو تھوڑا سا بتا دوں کہ کس طرح سے یہ حملہ ہوا اور کیسے، اصل میں یہ جنگ جو تھی اس میں مسلمان ہر حالت میں جیت رہے تھے کیونکہ پیچھے ان کی ایک پہاڑی تھی اور آگے کفار کا لشکر تھا تو حضور ﷺ نے پہاڑی کے اوپر کچھ تیر انداز متعین فرمائے، حضرت سعید بن جبیلؓ ان کی قیادت کر رہے تھے اور وہ با قاعدہ اس پہاڑی کے اوپر متعین تھے یعنی ایوں سمجھ لیں کہ پیچھے پہاڑ تھے اور پہاڑی کے اوپر حضور ﷺ نے تیر انداز کھڑے کر دیے اور یہ تقریباً ۴۰ کے قریب لوگ تھے اور سامنے سے کفار کا لشکر آ رہا تھا تو پیچھے پہاڑی تھی تو حضور ﷺ نے با قاعدہ یہاں سے آگے پیش قدمی کی اور جب یہ جنگ شروع ہوئی تو شروع میں ہی مسلمانوں کی جیت یقینی ہوگئی اور ایسا ہی ہوا تقریباً آدھا سے پونا گھنٹہ جاری رہی اور مسلمانوں نے اس جنگ کو تقریباً فتح کر لیا تھا اب کفار نے جب دیکھا کہ یہ تو ہار رہے ہیں اور اب یہ سارے پلٹ کر واپس بھاگے کفار، تو مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ کفار بھاگ رہے ہیں تو ان کا جو مال تھا ان کے جو تیر تھے ان کی جو کمانیں تھی، ان کی تلواریں تھیں، ان کی ذرہ تھیں یہ ساری ادھر ہی گر گئی تو یہ سارے ان کو پکڑنے لگے اسے **مال غنیمت کہتے ہیں جو مال جنگ میں ملتا ہے** اسے مال غنیمت کہتے ہیں۔

یہاں سے ذرا غور سے سمجھئے گا کہ وہ مال جو جنگ کے میدان میں ملے اسے مال غنیمت کہتے ہیں وہ جس کے ہاتھ میں آتا ہے اسی کا ہوتا ہے یہ ایک اصول ہے جنگ کا کہ جو بھی میدان جنگ سے سامان جس کو بھی ملا وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے تو سارے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ وہ بھاگ رہے ہیں تو مسلمان ان کی چیزیں پکڑنے میں مصروف ہو گئے اور اوپر جو دستہ تھا انہیں آقا ﷺ نے کہا تھا آپ نے با قاعدہ انہیں یہ حکم دیا ہوا تھا کہ ہم چاہیں یہ حکم تھا کہ تم نے یہ پہاڑی نہیں چھوڑنی ہماری لاشوں پہ تم دیکھ رہے ہو کہ گھوڑے بھی دوڑ رہے ہیں تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا، لیکن جب انہوں نے دور سے دیکھا کہ جنگ ختم ہوگئی ہے، کفار بھاگ گئے ہیں اور مسلمان اب چیزیں اُٹھا رہے ہیں اب یہ لالچ میں آگئے دیکھ لیں مال کتنی بری چیز ہے یہ لالچ میں آگئے کہ جنگ تو ہم جیت چکے تو اب یہ ساری تلواریں، یہ سارے سونے کے زیورات اور بہت ساری چیزیں کفار کی جو پڑی ہیں یہ تو سارے لے گئے مسلمان اور ہم چالیس لوگ ویلے کے ویلے رہ گئے تو یہ چیز جب ان کے دلوں میں آئی تو حضرت سعید بن جبتلؓ جب دیکھا کہ وہ سارے صحابہ اتر کر با قاعدہ جنگ کے میدان میں جانے لگے تو زور زور سے کہنے لگے کہ او سنو تمہیں نبی نے حکم دیا تھا کہ یہاں سے نہیں ہلنا چاہے تمہاری لاشوں کے اوپر گھوڑے بھی دوڑ جائیں تم لوگ کیوں جگہ سے ہل گئے ہو لیکن کسی نے آپ کی بات نہیں سنی سارے بھاگ کر چلے گئے میدان میں اور مال غنیمت اُٹھانے لگے، اسی اثنا میں حضرے خالد بن ولید جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے زبردست تیرانداز اور زبردست جنگجو تو بعد میں مسلمان بھی ہوئے اور جو آپ نے حضور ﷺ سے تحفہ لیا وہ آپ کی اپنی تلوار تھی اور حضور ﷺ نے انہیں سیف اللہ کا لقب عطا کیا، اللہ کی تلوار اور ساری زندگی حضور ﷺ کے ساتھ گزاری لیکن اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے یہ بھی بھاگ رہے تھے جب فتح مسلمانوں کو ہوئی تو یہ بھی بھاگ گئے تھے تو اچانک انہوں نے مڑ کر دیکھا تو پہاڑی خالی نظر آئی تو یہ بڑے زبردست سمجھدار جنگجو قسم کے انسان تھے انہیں سمجھ آگئی کہ پہاڑی خالی ہوگئی ہے لہذا انہوں نے ۴۰، پچاس لوگ آ کھٹے کئے اور اوپر سے چکر کاٹ کر پہاڑی کے پیچھے سے آئے، اب مسلمانوں کا چہرہ ادھر تھا اور سارے مال غنیمت آ کھٹا کر رہے تھے اور حضرت سعید اکیلے اوپر تھے تو یہ پیچھے سے آئے حضرت سعید نے روکنے کی کوشش کی لیکن یہ سب نے انہیں تیر مار کر شہید کر دیا اب جب یہ ۴۰ پچاس لوگوں کا جتھہ پیچھے سے آ کے حملہ کیا انہوں نے مسلمانوں کے اس لشکر پر، تو چونکہ یہ سارے ذہنی طور پہ جنگ سے نکل چکے تھے انہوں نے تلواریں پھینک دی تھی یہ تیار ہی نہیں تھے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو یہ لڑکھڑا گئے ان کے قدم اکھڑ گئے اور اس وقت مسلمانوں کو شدید نقصان اُٹھانا پڑا اور جو پہلی زرق لگی مسلمانوں کو وہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت تھی حضور کے چچا اس جنگ میں اس وقت شہید ہوئے جب پیچھے سے حملہ دوبارہ کیا گیا اور حضور ﷺ پہ جب ان ظالموں نے مل کر حملہ کیا تو آقا ﷺ کا ایک دانت مبارک بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا اور یہاں تک کہ حضور ﷺ کے چہرہ انور پہ تلوار لگی اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے خون بھی آپ کی داڑھی شریف تک پہنچا اور یہاں حال یہ ہوا کہ مسلمانوں میں خبر یہ پھیلا دی گئی کہ آقا ﷺ شہید ہو گئے اور مسلمان جو رہا سہا تھا وہ بھی قدم لڑ کھڑا گئے اور سارے مسلمان جو ہیں ایک اچھی بھلی فتح ایک شکست میں بدلنا شروع ہوگئی یہاں تک کہ **حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبید اللہ ابن جرارؓ یہ دوبارہ میدان میں آئے اور انہوں نے ان چالیس پچاس لوگوں کو پیچھے دھکیلا لیکن اس صورت میں بھی مسلمانوں کا پیچھے شدید نقصان ہو چکا تھا اور آقا ﷺ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید جو ہیں وہ واپس چلے گئے اور واپس جا کے با قاعدہ انہوں نے یہ پیغام بھیجا کہ ہم دوبارہ آئیں گے اور دوبارہ تم سے بدلہ لیں گے اب اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت بڑا سبق ملا کہ اگر تم اپنے قائد کی کسی بات کو ذرا سا بھی جھٹلاتے ہو تو اس کا کتنا برا نتیجہ نکل سکتا ہے یہ دیکھا دیا گیا، مسلمان جب سے غزوہ بدر میں فتح ہوئی تھی تو یہ بڑے چوڑے ہو گئے تھے یہ بہت**

زیادہ اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھتے تھے کہ لگتا ہے کہ ہم اللہ کے بڑے پیارے ہیں اور ہم ہر حالت میں جیتیں گے ہی جیتیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا، غزوہ اُحد میں آ کے اللہ نے وہ ساری ہوا ان کی نکال دی، آقا ﷺ کی شدید حالت دیکھ کر صحابہ چلا اُٹھے اور اس وقت مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ بیان سے باہر ہے اس کے اندر علماء نے یہی نقطہ لکھا کہ

اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ اگر تم اپنے قائد کی بات کو جھٹلاؤ گے، قائد نے کہا تھا کہ وہاں سے نہیں ہلنا، چاہے ہماری لاشوں پہ گھوڑے بھی دوڑ جائیں پھر تم نیچے کیوں آئے تو اس سے واضح سبق ملا کہ مال انسان کے لئے ہمیشہ فتنہ رہا ہے مال کے لئے لوگ جب بھی بھاگیں گے کوشش کریں گے تو یقیناً کوئی نا کوئی نقصان کریں گے دین کا نقصان کریں گے لہذا اپنے قائد کی باتوں کو اپنے شیخ اپنے رہنما کی استاد کی باتوں کو کبھی بھی جھٹلانا نہیں چاہئے وہ کسی بھی حالت میں آپ کو جو حکم دیں وہ بہتر سے بہتر ہوتا ہے اس لئے میں کل بھی بچوں سے عرض کر رہا تھا کہ

''بہترین شاگرد وہ ہوتا ہے جو اپنے استاد کی وہ بات بھی سن لے جو اس نے نہیں کہی، ابھی وہ بولا نہیں ہے لیکن اچھا شاگرد وہ ہے جو اندر کی بات بھی سمجھ جائے''

تو مسلمانوں کو شدید نقصان اُٹھانا پڑا، اللہ نے فرمایا کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ آپ کے ساتھ جو ہو رہا تھا لیکن چونکہ ہم نے سبق دینا تھا مسلمانوں کو اس لئے یہ سارا کچھ تمہارے ساتھ ہوا **میرے آقا ﷺ نے فرمایا**

''کہ وہ قوم کیسے نجات پا سکتی ہے جس کا نبی زخمی ہوا ہو''

لیکن حضور ﷺ کے کمال کرم اور فضل کا اندازہ کیجئے کہ پرانے نبی بھی آئے تو ان کو جب ان کی قوم نے تنگ کیا تو ان کے لئے بددعا کر دی، حضرت نوحؑ کی قوم نے تنگ کیا تو ان کے لئے بددعا کر دی، موسیٰؑ کی قوم نے تنگ کیا تو بددعا کر دی، حضرت یونسؑ کی قوم نے تنگ کیا ان کے لئے بددعا کر دی جتنے نبی دنیا میں آئے تو ان کے لئے بددعا کر کے ان کو نست و نابوت کر دیا لیکن نبی ﷺ کو قوم نے بہت تنگ کیا لیکن نبی ﷺ نے کبھی بھی ان کے لئے بددعا نہیں فرمائی، حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں اس قدر شدید درد کی حالت میں بھی آقا ﷺ کی زبان سے اپنی امت کے لئے کبھی بھی بددعا نہیں نکلی اور آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کی ہدایت کے لئے ہی دعا کی ہے (اللہ اکبر)

اس کے بعد ہمارا موضوع آتا ہے **آیت نمبر ۱۲۳، صفحہ نمبر ۲۷، آج کی ہماری آخری آیت، اللہ نے ارشاد فرمایا**

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُو اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ اللہ نے بے شک مدد کی تھی آپ کی **بِبَدْرٍ** بدر کے میدان میں **وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ** جب کہ تم ذلت میں چلے گئے تھے اور کمزور تھے **فَاتَّقُو اللّٰهَ** اللہ سے ڈرو **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** تاکہ تم اس کا شکر ادا کر سکو۔

یہ آیت کریمہ غزوہ بدر کی شان میں نازل ہوئی، بدر کے میدان سے اور بدر کا جو واقع ہے وہ اس آیت سے شروع ہوتا ہے آگے بھی کچھ آیتیں آئیں گی جن میں بدر کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے، میدان بدر یہ تقریباً ۲۰ میل کے فاصلے پہ مدینہ شریف سے ایک کنواں ہے، بدر ایک کنوں ہے اصل میں جو ۲۰ میل کے فاصلے پہ ہے اور مدینہ شریف سے اس کا فاصلہ ۲۰ میل ہے اور اس میدان میں حضور نے عالم اسلام کی پہلی جنگ لڑی اس دنیا میں کفر اور اسلام کا پہلا ٹکراؤ، پہلا معرکہ، اس دنیا میں کفر اور اسلام کے مابین پہلی کشمکش غزوہ بدر ہے، مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ ہے اور کفار کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے اور یہ لوگ جب مدینہ شریف سے نکل رہے تھے اس بات کو پہلے عرض کیا گیا کہ اس وقت مسلمان شدید بے سر وسامانی کی حالت میں تھے بے سروسامانی کی حالت اس طرح سے تھی کہ کسی کے پاؤں میں جوتا نہیں ہے کسی کے پاؤں میں ایک جوتا ہے اور دوسرا نہیں ہے، کسی کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے اور کسی کے ہاتھ میں چھڑی ہے، نیزہ ایک یا دو صحابی کے پاس ہے اور گھوڑے بھی دو ہیں اور اونٹ بھی چند ایک ہیں یعنی یوں سمجھیں کہ ۳۱۳ لوگ جا رہے ہیں لیکن نا تو جنگ کا پورا سامان ہے اور نا ہی کوئی ہتھیار ہے لیکن صرف اس لئے جا رہے ہیں کہ آگے جو چل رہا ہے وہ کالی کملی والا ہے جو آگے چل رہا ہے وہ اللہ کا محبوب ہے وہ لیڈر ہے جس لیڈر کے

اوپر جانیں بھی قربان ہیں تو شدید جو ہیں وہ حالات تھے لیکن مسلمان جو ہیں وہ نکلے اور یہودی جو ہیں اپنی دکانوں پہ، جب گزر رہا تھا یہ قافلہ تو مذاق اڑا رہے تھے کہاں جا رہے ہو مسلمانوں ان سے لڑنے جا رہے ہو وہ ایک ہزار کا لشکر ہے ان کے پاس تلواریں ان کے پاس نیزے ان کے پاس گھوڑے، ذرے ہیں سب کچھ ہے تم کیا کرلو گے ان کا ایویں مارے جاؤ گے اس طرح کی گفتگو ہو رہی تھی جب یہ گزر گئے تھے تو شاعر نے ہمارے حفیظ جالندھری جنہوں نے ہمارا قومی ترانہ بھی لکھا ہے انہوں نے بڑی خوبصورت شاعری کے اندر اسے لکھا (اللہ اکبر) کہ جب مسلمان جا رہے تھے تو اس کو شعروں میں اس طرح سے ڈھالا کہ

نہ نیزے پہ نہ بالے پہ بھروسہ ہے تو صرف اس کالی کملی والے پہ

لہٰذا ہمیں تو نہ تیروں پہ نا ہ تلواروں پہ بھروسا ہے تو صرف نبی پہ، آج مسلما نوں کا یہ کام ختم ہو گیا ہے مسلمانوں کو اپنے نبی پہ بھروسہ کوئی نہیں ہے، صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضورﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور اگر وہ ہمیں حکم دے رہے ہیں تو ہم یقیناً فتح یاب ہوں گے آج مسلمان اس عقیدے سے دور ہو گئے آج ہمارا سارا عقیدہ پیسے پہ چلا گیا ہے، آج سارا عقیدہ ہمارا جو ہے سفارش پہ چلا گیا، رشوت پہ چلا گیا بس کام نہیں ہو سکتے جب تک یہ نہیں ہو گا، ایسا نہیں ہو سکتا ایسا نہیں ہے ، اور آج بھی دنیا میں اصول وہی ہے اللہ کا اصول کبھی نہیں بدلتا، اللہ کا اصول اسی جگہ ہے یہ بدر کے میدان میں پہنچتے ہیں آقاﷺ نے صفیں سیدھی فرمائی اور پھر حضورﷺ نے وہ دعا فرمائی جو کائنات میں آج بھی سنہری حروف سے لکھی جاتی ہے کہ

''اے اللہ اگر آج یہ ۳۱۳ مٹ گئے تو قیامت تک تیرا کوئی بھی نام لینے والا نہیں ہو گا ساری دنیا سے تیرا نام مٹ جائے گا کوئی بھی تجھے یاد نہیں کرے گا تیری نمازیں نہیں پڑھی جائیں گی، تیرا کلمہ نہیں کوئی پڑھے گا اگر آج یہ ۳۱۳ دنیا سے چلے گئے تو تیرا دین بھی بچ نہیں سکے گا''

یہ بڑے پیارے الفاظ تھے اور حضورﷺ نے اس سے پہلے کبھی ایسی دعا نہیں کی ہے اور نہ آپ نے اسکے بعد اپنی وفات تک ایسے الفاظ کہیں، یہ بدر کے میدان میں ہی بولے گئے اور اس میں بہت خوبصورت بات بزرگوں نے لکھی کہ یہ الفاظ حضورﷺ نے مدینے میں کیوں نہیں بولے، یہاں سمجھئے گا یہ بات آپ کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب آ سکتا ہے ،حضورﷺ نے یہ لفظ مدینے میں کیوں نہیں بولے وہاں مسجد نبوی بھی تھی وہاں مصلے بھی تھے سارا کچھ تھا حضور یہ الفاظ وہاں کیوں نہیں بولتے، آپﷺ نے باقاعدہ صحابہ کو لا کر غزوہ بدر کے اندر کھڑا کیا ہے، بدر کے میدان میں کھڑا کر دیا ہے، باقاعدہ صفیں بنادی ہیں ان کے ہاتھ میں نیزے پکڑا دیئے ہیں انہیں بتا دیا ہے کس نے کہاں لڑنا ہے کس پہ حملہ کرنا ہے کس کو شہید کرنا ہے کس نے کہاں پہ جا کے کس کو شہید کرنا ہے کس کو مارنا ہے یہ سارا کچھ حضور نے پہلے بتا دیا اس کے بعد آقاﷺ نے دعا کی ہے

اس کے لیے بزرگوں نے بڑی اعلی گفتگو فرمائی ہے، اس سے بہت بڑی تعلیم امت کو دی گئی کہ **پہلے خوب محنت کرو اس کے بعد اللہ سے دعا مانگو**، پہلے جان لڑا دو پہلے پسینے بہا دو، پہلے دن رات ایک کر دو، پہلے نیندریں حرام کرو، پہلے ایک ایک صفحہ ایک ایک لائن یاد کرو سبق کی، اس کے بعد اللہ سے کامیابی کی دعا کرو، یہ حضور نے بدر کے میدان میں تعلیم دی قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے، یعنی ۹۰ فیصد محنت کرو اور ۱۰ فیصد دعا مانگو، ہم کیا کرتے ہیں ہم ۱۰ فیصد محنت کرتے ہیں اور ۹۰ فیصد دعاؤں پہ زور رکھا ہوا ہے حضرت صاحب دعا کر دیں، مولوی صاحب دعا کر دیں، اماں جی دعا کر دیں، ابا جی دعا کر دیں اور میں کروں میں آرام کروں گا اپنے نا منجی پہ ایسے نہیں ہوتا یہ اصول نہیں ہے یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے اس اصول کو الٹ دیا ہے، ارے میرے نبیﷺ کی ادا دیکھیے اگر نبیﷺ چاہتا تو یہ دعا مدینے میں کر سکتا تھا، کیا یہ دعا وہاں نہیں ہو سکتی تھی کیا یہی لفظ وہاں نہیں بولے جا سکتے تھے لیکن حضور بدر کے میدان میں آئے سارا کچھ کر کے زور لگا کے پھر دعا کی مولا بس اب میری بس ہو گئی ہے اب اس سے آگے میری ہمت ختم ہو گئی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں میں مکے کے اندر میں نے کٹ کھا کھا کے میں نے پتھر کھا کھا کے، پاؤں کے اندر کانٹے چھبو کے میں نے انہیں کمایا ہے میں نے ان کے لئے بڑی محنت کی ہے میں نے انہیں قرآن سکھایا تیری نماز سکھائی میں نے ان کو تیرا دین سکھایا ہے اب اس کے بعد میرے پاس کچھ نہیں اور، اب میرا end ہو گیا ہے اب تیری باری ہے، ہم نہیں یہ کر سکتے ہم نہ محنت کرتے ہیں اور نہ اللہ کے سامنے کوئی خاص محنت ہے نہ نمازوں میں محنت ہے، نہ روزوں میں محنت ہے اور زور رکھا ہوا ہے دعاؤں پہ تعویذوں پہ، اس سے کیا ہو جانا ہے کچھ نہیں ہونا اگر ہونا ہوتا تو خدا کی قسم آقاﷺ پہلے دعا کرتے بعد میں آتے وہاں ایسا نہیں ہوا، حضورﷺ نے دعا بعد میں کی، میرے بیٹو اصول سمجھو خوب پہلے زور لگاؤ ،خوب پہلے محنت کرو، خوب پہلے جو بھی تمہارا trade ہے جس بھی کاروبار، پڑھائی جس بھی ڈگری جس کے لئے لگی ہوئی ہو اس کے لئے محنت کرو، اپنی راتوں کو اجاڑو، نیندریں

برباد کرو، اپنے جسموں کی جان نکالو ان میں سے پھر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، خدا کی قسم تم فیل ہو گئی تو میرا گریبان حاضر ہے، اللہ تمہاری مدد فرشتوں سے کرے گا، فرشتے اس وقت اترتے ہیں جب بندے کی بندگی ختم ہوتی ہے پھر فرشتے اترتے ہیں پھر اللہ رحمت کرتا ہے کرم کرتا ہے ہم ساری قوم بحیثیت قوم اس مرض کا شکار ہیں کہ اللہ ہی کرم کرے گا اللہ ہی کرم کرے گا اور میں کروں گا میں کچھ نہیں کروں گا، ایسا نہیں ہوتا

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو خود جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اگر آپ اپنے آپ کو بدلنا نہیں چاہتے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں آپ کو بدلنے کی، اب دیکھیں میرے نبی کی اس دعا کا اثر کیا ہوا آقا ﷺ نے جب یہ دعا فرمائی ہاتھ بلند کئے تو پھر حضور روئے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے داڑھی تر ہو گئی، صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے پہلی بار حضور کو اس طرح تڑپ کے دعا مانگتے ہوئے دیکھا، ہاتھ اُٹھاتے ہیں کبھی ہاتھ بلند کرتے ہیں کبھی نیچے کرتے ہیں، یہاں تک کے چادر حضور کے کندھوں سے زمین پہ گر گئی میں نے اُٹھا کے آپ کے کندھوں پہ رکھی حضور کے، چادر پھر گر گئی پھر حضور سجدے میں چلے گئے پھر دعا مانگی رو رو کے مانگی، سجدے میں جا جا کے مانگی، خدا کی قسم آج بھی امت حضور کے اس کا بدلہ نہیں دے سکتی جو بدر کے میدان میں میرے نبی نے کیا تھا کہ اے اللہ انہیں بچالے یہ ۳۱۳ لے کر آیا ہوں یہ میری کمائی ہے، انہیں بچالے مولا یہ مر گئے یہ آج کٹ گئے، مر گئے ان کے جسم چیتھڑوں میں بدل گئے تو تیرا دین مٹ جائے گا

آج قرآن پڑھنے والیوں تمہارے سر پہ قرآن کا سایہ ہے یہ بدر کے میدان کی اس دعا کا صدقہ ہے اگر حضور اس وقت دعا نہ کرتے اور آپ رو رو کر دعا نہ مانگتے (اللہ اکبر) حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے آقا ﷺ سے کہا کہ بس کیجئے مجھے لگتا ہے کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے آپ اس قدر رو رہے ہیں فرمایا نہیں ابو بکر آج میں نے اپنے اللہ سے مدد لینی ہے پھر وہ وقت آیا، آگے قرآن میں موجود ہے یہ سارا لکھا ہوا ہے وہ آیت پڑھتا ہوں آپ کی تسلی کے لئے **آیت نمبر ۱۲۵ صفحہ نمبر ۲۷۳**

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ O

ہاں کافی ہے کہ بشرطیہ کہ تم صبر کرو، تقوی اختیار کرو اور اگر تمہارے اوپر کفار آجائیں تو اس وقت تمہاری مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے (سبحان اللہ)، پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں

فرشتے نازل ہوئے آئے، تو کہا حضور نے اے ابو بکرؓ تمہیں مبارک ہو، پوچھا کس چیز کی، کہا ایک ہزار فرشتے جبرائیل لے کر آگیا ہے، پھر دعا میں لگ گئے، کہا حضور اب تو جبرائیل آگئے ہیں، کہا نہیں اور چاہئے مدد، فرمایا اے ابو بکر مبارک ہو عزرائیل بھی دس ہزار لے آیا ہے، اسرافیل بھی ۱۰ ہزار لے آیا ہے میکائیل بھی لے آیا ہے، فرمائے حضور اب تو بس کیجئے دعا بس کیجئے اتنی دعا مانگ لی اب تو چار ہزار فرشتے پانچ ہزار فرشتے آگئے فرمایا نہیں میں دیکھ رہا ہوں ان کے ساتھ شیطان بھی کھڑا ہے جب تک رحمٰن خود شامل نہیں ہوتا میں دعا مانگتا رہوں گا، اللہ کو بھی آنا پڑے گا یہ ہے دعا کی قوت، یہ ہے دعا کی قوت ہم دعا تھوڑی دیر مانگتے ہیں ہلکی سی قبول ہوئی اس کے بعد دعا ہی چھوڑ دیتے ہیں بس ہو گیا کام ساڈا ٹھیک ہے، ایسا نہیں ہوتا دعا مانگتے رہنا چاہئے، اللہ سے ہمیشہ مانگنے میں کمی نہ کریں مانگتے جائیں اس سے، ہم ذرا سی قبول ہوئی چھوڑ دیتے ہیں (اللہ اکبر)

تو بہت ہی پیاری تعلیم دی اللہ کے رسول نے ہمیں بدر کے میدان میں کہ میری امت کے لئے یہ تعلیم ہے بدر کے میدان میں کہ پہلے پوری محنت کرے اور پھر اللہ سے دعا مانگے اور اتنی دعا مانگے کہ اللہ اپنی رحمت سے کرم سے مدد کرے۔

ایک طالب علم اگر خالی پیپر دے آتا ہے تو اللہ اس کی کیا مدد کرے، مدد کرے گا کیا اللہ اس کی، کوئی مدد نہیں کرے گا خالی پیپر چھوڑ آیا اللہ ہماری مدد فرمائے گا کرم کرے گا، حضرت صاحب نے دعا کر دی تو بھئی حضرت صاحب نے دعا تو کی ہے اور تم نے آگے کچھ کیا ہی نہیں تو ان کی دعا کچھ نہیں کرے گی آج تک قبلہ عالم نے جب سے ہمیں یہ اصول بتائے ، اسی پہ یقین رکھا ہے محنت کی ہے جان ماری ہے اتنی محنت کی ہے کہ صبح سے لے کے رات ۱۲ بج جاتے ہیں محنت کے اندر لگے رہتے ہیں کیا ہم نہیں تخت پہ بیٹھ سکتے اور نیری دعائیں کرتے رہیں بس ٹھیک ہے یہ اصول نہیں ہوتا۔

بزرگوں نے بڑی خوبصورت بات لکھی بزرگ فرماتے ہیں

''اصل میں جو اللہ کی مدد ہے نا وہ تمہاری محنت ہوتی ہے، اللہ جس کی مدد کرتا ہے نا اسے محنت کرنے کی توفیق دیتا ہے''

ہم محنت کو الگ کر دیتے ہیں اور اللہ کی مدد کو الگ کر دیتے ہیں ایسا نہیں ہے، مدد وہ ہے جو آپ نے محنت بس وہی مدد ہے باقی کچھ نہیں تو آیئے اس اصول کو سمجھئے غزوہ بدر سے اللہ کے کرم کو فضل کو حاصل کیجئے جو نبی نے ساری دنیا میں پیش کیا۔

قرآن پاک سے غزوہ بدر کی یہ گفتگو جو آپ کی خدمت میں پیش کی گئی اس کو یہیں تک رکھیں انشاء اللہ اسی موضوع کو ہم اب رمضان کے بعد جاری کریں گے **اللہ سے دعا ہے اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)**

ناامیدی کفر ہے

عالم القرآن کورس کی مبارک کلاس کے اندر آپ سب حضرات تشریف فرما ہیں خوش نصیبی کی انتہا ہے کہ قرآن سمجھنے کے لئے ،قرآن پڑھنے کے لئے ،قرآن کی حقیقت جاننے کے لئے آپ یہاں تشریف لاتے ہیں اور آپ سب کو یہ توفیق حاصل ہے الحمدوللہ ہمارا یہ درس قرآن اس کی سورۃ ال عمران کے اندر صفحہ نمبر ۲۷۸ ،ضیا القرآن جلد نمبر اسکی آیت نمبر ۱۳۹ تک یہ درس ہو چکا ہے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۹ تک ہم پڑھ چکے ہیں اور آج انشاءاللہ اس سے آگے ہم چند آیات کے اوپر ہم غور کریں گے ،علم حاصل کرنا چاہئے اور علم ہی انسان کو اللہ کا نائب بناتا ہے اگر کوئی نائب بننے کے لائق ہے تو وہ علم کی وجہ سے ہے اس لئے ،اور علم بھی قرآن اور حدیث کا ہے کوئی اور علم نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کا نائب بنتا ہے ،قرآن کا علم سیکھنے کے لئے پوری طرح سے اپنے قلوب واذہان کو تیار کیا جائے کیونکہ یہ علم انسان کی عقل اگر چھوٹی ہو تو پھر یہ علم بعض اوقات انسان کے لئے بجائے فائدے کے الٹا نقصان میں چلا جاتا ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں

کیونکہ ایک من علم کو ہضم کرنے کے لئے چالیس من عقل کی ضرورت ہوتی ہے

یعنی جو علم کی بات آپ سنیں اس کو سمجھنے کے لئے اس علم سے زیادہ عقل کی ضرورت ہے قرآن نے اشارہ کیا **ھدی للمتقین** کی آیت کے ذریعے ارشاد فرمایا

الم ذلک الکتاب لاریب فیہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے **ھدی للمقین** یہ ہدایت دے گی صرف متقین کو

قرآن نے بھی اپنی ہدایت کے لئے ہرایرے غیرے کا نام نہیں لیا اس سے پتہ چلا کہ اگر ہم قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں اس سے ہدایت لینا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک خاص حد تک عقل کی بھی ضرورت ہے ،اگر وہ عقل موجود ہے تو اللہ کا کرم ہے خوش نصیب ہیں وہ ،اور اگر نہیں ہے تو اسے پیدا کرنے کی کوشش کریں سوچیں سمجھیں ،اس پہ غور کریں ،آیت نمبر ۱۳۹ کے بعد آج آیت نمبر ۱۴۰ کے اندر کچھ الفاظ ہیں جو میں پہلے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا پھر انشاءاللہ آگے ہم پڑھیں گے

آیت نمبر ۱۴۰ میں اللہ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا

اِنۡ یَّمۡسَسۡکُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُہٗ وَتِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیۡنَ النَّاسِ ج وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ وَیَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُھَدَآءَ ط وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ O

وَتِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیۡنَ النَّاس اور یہ ہار جیت کے دن ہم پھراتے رہتے ہیں انہی لوگوں میں

اس سے پہلے ہماری گفتگو غزوہ احد کے حوالے سے ہو چکی ہے غزوہ احد میں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا اور شدید ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ،غزوہ احد کی پوری گفتگو ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں اس آیت کے اس حصے سے بڑا خاص پیغام اللہ نے امت مسلمہ کو دیا ہے اور امت مسلمہ کے لئے یہ بڑی خاص اللہ کی طرف سے رہنمائی ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں ،آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ بعض امیر ہوتے ہیں لیکن ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ غریب ہو جاتے ہیں بعض غریب ہوتے ہیں تو انہیں اللہ ایسا کوئی خاص موقع دیتا ہے زندگی میں کہ وہ امیر ہو جاتے ہیں ،بعض دفعہ انسان پہ بیماری آجاتی ہے پھر صحت آجاتی ہے بعض قرضے میں جکڑے جاتے ہیں پھر قرضے ادا بھی ہو جاتے ہیں تو اللہ پاک نے ایک خاص اشارا دیا ہے اس جملے کے پیچھے جو سمجھداروں کے لئے بہت بڑا ہے کہ ہمیشہ دن ایک جیسے نہیں رہتے ،دن کبھی بھی ایک جیسے نہیں رہتے یہ اصول اللہ نے بیان کیا کہ ہم دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں آج اگر تمہارے اوپر خوشی ہے تو زیادہ اتراؤ نہیں ،آج اگر تم بڑے کھلے حالات میں ہو بڑا اللہ نے تم پر کرم کیا ہوا ہے بہت تمہاری زندگی آسان ہے پیسے تمہارے پاس بڑے ہیں عزت بھی اللہ نے تمہیں بڑی دی ہے تو زیادہ اس پہ گھمنڈ اور غرور نہ کرو ہم پھیر دینگے اسے ،ایک وقت آئے گا کہ یہ نکل جائے گی تمہارے ہاتھ سے اور پھر ہم تمہیں دیکھیں گے کہ پھر تم اس وقت کیا کرتے ہو ،اگر آج تم دکھی ہو پریشان ہو تمہارے اوپر آزمائشوں کے انبار ہیں ،زندگی تنگ ہو چکی ہے تو

کیوں پریشان ہوتے ہوتم نے قرآن نہیں پڑھا۔تلک الایام نداولھا بین الناس۔ہم لوگوں کے دمیان دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں،تمہارے یہ دن بھی تمہارے اوپر مستقل نہیں رہیں گے ایک وقت آئے گا کہ تمہیں اللہ خوشی عطا فرمادے گا۔

تو اللہ نے ایک اشارہ کر دیا انسانوں کو کہ اگر تمہارے اوپر آج دکھ اور تکلیف ہے تو یہ آسانی میں بدلنے والی ہے، اور اگر آج آسانی ہے تو کل کو یہ تمہارے اوپر دکھ بھی بن سکتا ہے اب جو شخص تو اس کو سمجھ جائے اور یہ اصول جان لے وہ کبھی بھی اللہ سے دور نہیں ہوگا اور جو خودکشیاں کر لیتے ہیں اور جو اپنے سر پہ باز ور کھ کر روتے ہیں اور اللہ رسول کو گالیاں دینے پہ آجاتے ہیں کہ نہیں نہیں میں تو کبھی نہیں میرے تو حالات اللہ ٹھیک نہیں کرتا اللہ تو میرا دشمن ہے،رسول تو میرا دشمن ہے، میں تو کبھی بھی سکھ کا سانس نہیں لے سکی زندگی میں بیوقوف ہے اس کو تو قرآن کے اصول کا پتہ ہی نہیں اللہ نے تو دنوں کو پھیرنا ہے یہ دن پھر جائیں گے ہم نے دیکھا ہے زندگی میں،زندگی نام ہی دھوپ اور چھاؤں کا ہے جو ساری زندگی کسی ایک حالت میں رہا وہ شاید انسان ہی نہیں وہ کچھ اور ہی ہے وہ بندہ نہیں ہوسکتا اسے آپ کوئی اور مخلوق کا نام دے دیں جو ساری زندگی خوشیاں چاہتا ہے جو کہتا ہے بس مجھے ہر لمحے خوشی ہی ملے تو قرآن اس کے لئے پیغام دے رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا یہ ہمارا اصول ہے کہ ہم لوگوں کے اوپر دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں آج تمہارے اوپر دھوپ ہے کل چھاؤں آئے گی آج چھاؤں ہے کل دھوپ آئے گی ہم تمہارے اوپر پھیرتے رہیں گے یہ اصول اگر انسان ساتھ لے کر چلے تو میری بیٹیوں کبھی بھی انسان گمراہ نہیں ہوتا کبھی بھی اس کے اوپر ہزاروں دکھ بھی آجائیں تو وہ اس اصول کو یاد رکھتا ہے کہ انشاءاللہ وہ دن آئے گا کہ میرے یہ دکھ رحمتوں کے سہارے بدل جائیں گے اور اللہ پاک میرے یہ دن پھیر دے گا (اللہ اکبر)

ایک جیسی زندگی گزارنا یہ بھی کوئی حسن نہیں جیسے wall street ایک علاقہ ہے نیویارک کے اندر،امریکا میں wall street اور اس علاقے میں جتنے لوگ رہتے ہیں وہ بلینیئر ہیں ملینیئر بھی نہیں ہیں بلینیر ہیں بلکہ ٹریلینیر ہیں کروڑ پتی سے اگلا لفظ دیکھیں ارب پتی سے بھی اگلا لفظ دیکھیں بڑے امیر لوگ ہیں جو وہاں رہتے ہیں تو تحقیق ہوئی باقاعدہ وہاں کے کچھ لوگ گئے تحقیق کی انہوں نے تو انہوں نے ایک بات بتائی کہ وہاں رہے ہیں ہم اتنی دیر تو وہاں ہم نے ان لوگوں کو کبھی بھی مسکراتے نہیں دیکھا،مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا وہ لوگ جن کے پاس کروڑوں اربوں ڈالر ہیں وہ کبھی مسکراتے نہیں تو ہم نے پھر پوچھ لیا کہ تم لوگ اتنے دن ہمارے گزر گئے کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تو جواب یہ آیا کہ کیوں ہنسے،کیوں مسکرائیں ہم،ہنستا وہ ہے جسے کوئی دکھ سے خوشی ملی ہو تو پھر وہ ہنستا ہے کہ پہلے وہ دکھ میں تھا اسے کوئی خوشی ملی ہے اس کے چہرے پہ smile آگئی اور وہ مسکرا اُٹھا تمہاری زندگی میں کبھی کوئی دکھ آیا ہی نہیں تو اس لئے ہم ہنستے ہی نہیں تو یاد رکھئے جو آپ کے چہروں پہ مسکراہٹیں ہیں نا یہ بہت بڑی دولت ہیں یہ ایک جیسے حالات والوں کے اوپر نہیں ہوتی کبھی دکھ آگیا کبھی سکھ آگیا کبھی پریشانی آگئی اور کبھی اللہ نے زندگی کھول دی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

اے اللہ مجھے ایک دن پیٹ بھر کے کھانے کو دے اور ایک دن مجھے بھوکا رکھ تاکہ جس دن میں کھل کر کھاؤں اس دن تیرا شکر ادا کروں اور جس دن تو مجھے کھانے کو نہ دے اس دن صبر کروں۔

ہم سارے ایک جیسی لائف چاہتے ہیں یہ ہماری زندگی کا بہت بڑا المیہ ہے چاہتے ہیں کبھی بھی آپ کھڑے کر کے پوچھ لیں سو لوگوں سے میں بھی ملاقات جو یونیورسٹیوں میں ہم پڑھاتے ہیں بچوں سے پوچھتے رہتے ہیں ایک جیسی لائف چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم صبح اُٹھیں تو پھول ہمارے سرہانے پڑے ہوں اور شام سوئیں تو پھولوں کا گلدستہ ہمارے ہاتھوں میں پکڑا کے ہمیں سلایا جائے،ہمارے گھر میں کبھی کوئی دکھ نہ آئے کبھی کوئی پریشانی نہ آئے ہماری زندگی بڑی smooth چلتی رہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اللہ کی توفیق سے دین کی بڑی خدمت کر رہا ہوں فرمایا اچھا کیا تمہیں کوئی رکاوٹ آئی ہے کوئی پریشانی دین کے کام میں کوئی مسئلہ آیا ہے تمہیں،مجھے بتاؤ میں اس کے لئے کوئی حل کرتا ہوں تم دین کا کام کر رہے ہو،کہا نہیں حضور اللہ کا کرم ہے جب سے دین کا کام شروع کیا ہے کوئی مسئلہ کوئی پریشانی مجھ پہ نہیں آئی تو فرمایا جاؤ جا کے غور کرو جو تم کر رہے ہو نا وہ دین کا کام نہیں ہوسکتا وہ کچھ اور ہی ہے او دین کا کام ہو اور بندے پہ مشکل نہ آئے ،دین کا کام ہو اور انسان پہ رکاوٹ نہ آئے یہ تو آج تک ہوا ہی نہیں یہ تو فطرت ہی نہیں ہے جاؤ جا کے پتہ کرو تم دین کی خدمت نہیں کر رہے ورنہ رکاوٹ تو ضرور آتی ہے ایسے ہی

آپ نماز روزہ حج اچھی طرح زندگی گزار رہی ہیں بڑا اچھا آپ کی زندگی کا طریقہ ہے اور آپ یہ کہتی ہیں کہ ہماری زندگی میں کوئی مسئلہ نہ آئے۔ **تلک الایام نداولھا بین الناس**۔ قرآن کی آیت میں کھول کر آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں، اللہ پاک نے کہہ دیا ہے کہ میں تو دن پھیرتا رہتا ہوں تیرے کیسے دن ہیں جو پھر نہیں رہے (اللہ اکبر) تو میں آپ کا ذہن تیار کر رہا ہوں اصل میں قرآن کی آیت سے refrence دے کر کہ یہ زندگی میں ہونا ہی ہونا ہے اس کے لئے سر پہ بازو رکھ کر رونے کی اللہ سے دور ہونے کی نماز چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، میرے نبی ﷺ کا ہر دن دکھ بھرا، پریشانی بھرا، ہر دن ٹینشن بھرا ہے، حضور ﷺ کی زندگی میں ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں ہے جس دن آپ کو چین سے سونا نصیب ہوا ہو کوئی نا کوئی آپ کو پریشانی آتی، اس لئے ہم کون سے آرام ڈھونڈتے پھرتے ہیں، ہمیں چاہئے ہم اس آیت کو سمجھ جائیں **وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ** اللہ تمہارے دنوں کو پھیرتا رہتا ہے

اس سے آگے سورۃ الم نشرح میں انشاء اللہ ہم پہنچیں گے تو اس میں بھی اس کا ایک refrence موجود ہے۔

سورۃ الم نشرح میں اللہ نے ارشاد فرمایا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ O وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ O الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ O وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ O فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا O اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا O فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ O وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْO

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بے شک ہر مصیبت کے ساتھ آسانی ہے **فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** بے شک ہر مصیبت کے ساتھ آسانی ہے

دو بار ایک ہی جملے کو دہرایا، قرآن کا تو ایک ہی جملہ کافی ہوتا ہے، دو بار دہرا دیا کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے کیوں روتی پھرتی ہو کیوں طلاق دے رہے ہو، کیوں طلاق مانگتی ہو، کیوں اپنے بچوں کو گھروں سے نکالتی ہو، کیوں ٹینشن کی وجہ سے زہر کھا رہی ہو، کیوں اپنے گھر کو تم نے جہنم بنایا ہوا ہے چھوٹے سے مسئلے کی وجہ سے، قرآن کہہ رہا ہے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، انتظار کرو، ٹھہرو، رکو، سوچو، تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ صبر کرلو پیچھے ہٹ جاؤ تمہارے حالات بدل جائیں گے، فیل ہوگئی ہو کیا ہوگیا ہے پھر کیا ہوا، پاس ہو جاؤ گی، آج اگر تمہارے اوپر اللہ نے آزمائش ڈال دی ہے تو وہ آزمائش کو اُٹھا بھی سکتا ہے، آج اگر بیماری ڈال دی ہے تو وہ صحت بھی دے سکتا ہے، آج اگر تمہارے زندگی کے معاملات تنگ ہو گئے ہیں تو وہ کھول بھی سکتا ہے، دو دفعہ اس نے قرآن میں کہا **اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** بے شک ہر مصیبت کے ساتھ آسانی ہے

یہ اصول میرے بیٹو دلوں میں رکھ لو کہ اللہ نے دنوں کو بدلنا ہے، پھیرنا ہے، اور حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے یہ بدلتے جائیں گے، یہ بدلتے رہتے ہیں، ہر روز ایک نئی زندگی، ایک نئی توانائی کے ساتھ زندگی گزاریں کبھی ناامید نہ ہوں، ناامیدی گناہ اور کفر ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اور قرآن نے بھی کہا

''جس نے ناامیدی اختیار کی مجھ سے ناامید ہو گیا فاذ کفر اس نے کفر کیا''

، میرا رستہ چھوڑ گیا وہ، گناہ ہو گیا ہے کیوں پریشان ہو توبہ کرلو کیوں اپنے آپ کو مجھ سے دور کرتے ہو ہم نے دنوں کو پھیرنا ہے بدلنا ہے یہ ہمارا طریقہ ہے، کبھی بارش ہوگی، کبھی گرمی ہوگی، کبھی سردی ہوگی، کبھی خزاں آئے گی، کبھی جو ہے وہ ہم موسم کا ٹمپریچر بدل دیں گے کبھی کوئی رنگ لے آئیں گے یہ ہماری مرضی ہے ہم ایسا ہی کرتے ہیں اور یہ ہمارے بنائے ہوئے اصول ہیں اور میں کسی درس میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے اصولوں سے ٹکرانا نہیں چاہئے بلکہ اللہ کے اصولوں کو قبول کر لینا چاہئے ہم ٹکرا جاتے ہیں کہ ہمارے حالات آج ہی بدل دیں، نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا نا اس کے بعد طویل گفتگو شروع ہوتی ہے جو آیت نمبر ۱۶۳ تک جاتی ہے، یہ جو میں نے ابھی آیت پڑھی یہاں سے لے کر آیت نمبر ۱۶۳ تک جتنا بھی قرآن پاک کا حصہ ہے یہ ساری کی ساری غزوہ احد کے اوپر ہے آیت نمبر ۱۶۳ تک صفحہ نمبر ۲۹۳ کے اوپر، یہاں تک جو گفتگو ہے وہ غزوہ احد کے اوپر ہے جو میں بڑی تفصیل کے

ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں اور بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ نے اس پہ بہت پیاری گفتگو فرمائی ہے، غزوہ احد میں جو مسلمان اللہ کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے نیچے اتر آئے تھے اللہ نے ان کو اتنا زبردست پیش کیا ہے کہ ان کو بے شمار اور اینگل اور زاویوں سے اللہ نے بیان کیا، اس لئے ۱۶۳ تک آپ نے خود سے اس کو پڑھنا ہے

میرا موضوع ہے آیت نمبر ۱۶۴، اللہ نے ارشاد فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O

ترجمہ|

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ البتہ تحقیق، بڑا اللہ نے احسان کیا **عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** مومنوں کے اوپر **اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** اللہ نے ان کے اندر اپنا رسول بھیج دیا **مِّنْ اَنْفُسِهِمْ** جو ان کے اندر سے ہی **يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ** میری آیتیں ان پہ پڑھتا ہے **وَ يُزَكِّيْهِمْ** انہیں پاک کرتا ہے **وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ** انہیں قرآن اور حکمت سکھاتا ہے **وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ** اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

یہ آیت کریمہ حضور ﷺ کے میلاد کے اوپر بہت بڑی دلیل ہے، حضور ﷺ کے میلاد کا تذکرہ اللہ نے فرمایا ہے، میلاد کہتے ہیں پیدا ہونے کو آنے کو تو یہاں پہ حضور ﷺ کے آنے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ لقد من اللہ۔ بے شک اللہ نے احسان کیا، اللہ نے بڑا احسان کیا کہ مسلمانوں کو اپنا رسول عطا کر دیا، اس سے پہلے اللہ پاک ہمیں کروڑوں نعمتیں دے چکا تھا حضور ﷺ کے آنے سے پہلے بھی اللہ نے ہمیں کروڑوں نعمتیں دی تھیں، اللہ نے ہمیں زندگی دی تھی اللہ نے ہمیں سانسیں عطا کی تھیں، اللہ نے ہمیں سورج چمکتا ہوا دیا تھا، چاند دیا تھا، بہترین زمین پھیلی ہوئی دی تھی اللہ پاک نے ہمیں ٹھنڈا اور میٹھا پانی عطا کیا ہے، اللہ پاک نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ

قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو گے تم گن نہیں سکو گے۔

اتنی نعمتیں میں نے تمہیں دی ہیں اتنی نعمتیں دی، میرے بچوں اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نے تمہیں سورج دے کر احسان کیا ہے، حالانکہ بڑا احسان ہے سورج ہم پہ آپ اگر ایک منٹ کے لئے تھوڑی دیر کے لئے سوچیں یہ سورج جو ہے یہ ہمارے پھلوں کو پکاتا ہے، یہ ہماری سبزیوں کو پکاتا ہے، یہ ہمارے جسموں کے اندر حرارت پیدا کرتا ہے، یہ ہمیں زندہ رہنے کے لئے آکسیجن جو پتوں سے نکلتی ہے وہ سورج کی روشنی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، سورج کی روشنی میں ہم دن کے کام کرتے ہیں اور ایک خاص حد تک یہ ہمیں گرمی پہنچا رہا ہے، اتنا بڑا یہ اللہ کا ہم پہ احسان ہے لیکن اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اے میرے بندوں کہ میں نے تم پہ بڑا احسان کیا کہ تمہیں سورج عطا کیا، چاند یہ ایک عجیب چیز ہے اللہ نے اس کی روشنی میں ٹھنڈک رکھی ہے، اس کی روشنی میں ٹھنڈک ہے اور یہ راتوں کو چمکتا ہے اور رات کو روشن کرتا ہے اللہ نے اس کو حضور ﷺ کے لئے معجزہ بھی بنا دیا، حضور ﷺ نے اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور جوڑ بھی دیا تو چاند کی روشنی ذرا غور کیجئے گا اس بات پہ کہ جتنی پھلوں کے اندر مٹھاس ہے وہ چاند کی روشنی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، میٹھا میٹھا آم کھاتی ہیں نا آپ وہ چاند کی روشنی سے میٹھا ہوتا ہے، انگور کی مٹھاس چاند کی روشنی کرتی ہے، جتنے آپ پھل کھاتے ہیں وہ سارے پھلوں کی مٹھاس چاند کی روشنی ہے لیکن اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اے میرے بندوں میں تمہیں چاند دے رہا ہوں بڑا احسان کر رہا ہوں۔

آپ ذرا غور کیجئے کہ اللہ پاک نے جو ہمیں ستارے عطا کئے ان کی بڑی حکمتیں ہیں اس کے علاوہ انسان کی اپنی زندگی اور جسم کے اندر اتنے خاص عضو ہیں کہ ہماری آنکھ اتنی چھوٹی سی ہے لیکن اس کے اندر اللہ نے اتنی وسعت پیدا کی ہے کہ یہ کروڑوں اربوں میل دور کی چیز کو دیکھ سکتی ہے اور اس آنکھ کو اللہ پاک نے اتنا چھوٹا سائز دیا لیکن جب ہم اس کو کھولتے ہیں تو اتنی بڑی کائنات جو ہے وہ آپ کی اس آنکھ کے اس چھوٹے سے ڈیلے کے اندر آ جاتی ہے اور آپ اس کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر آپ اس کی وجہ سے زندگی کے سارے کام کرتے ہیں لیکن اللہ پاک نے یہ نہیں کہا کہ اے بندے میں نے تجھ پہ بڑا احسان کیا میں نے تجھے آنکھ دی۔

آپ کان کی نعمت کوذ را غور کریں، آپ ہاتھوں کے ان لمس کو غور کریں جو ہاتھوں کے اندر اللہ نے خاص قسم کی رگڑ پیدا کی ہے اس رگڑ کی وجہ سے ان چیزوں کو ہم اُٹھا سکتے ہیں اگر یہ رگڑ اللہ پیدا نہیں کرتا یہ جو ہمارے ہاتھوں کے اندر یہ جو اللہ نے انگلی کے اندر لمس پیدا کر دیا ہے اس کے اندر ٹھنڈک کا احساس پیدا کیا ہے، گر ماہٹ کا احساس پیدا کیا ہے، گیلا ہونے کا احساس پیدا کیا، خشک ہونے کا احساس پیدا کیا، یہ سارا کچھ ہماری انگلی پہچان رہی ہے جوں ہی کسی جگہ گیلے پہ ہاتھ رکھتا ہوں یہ انگلی مجھے یہ میسیج دیتی ہے کہ یہ جگہ گیلی ہے، یہ انگلی مجھے یہ میسیج دیتی ہے کہ یہ جگہ گیلی ہے۔ اللہ نے یہ بھی نہیں جتلایا کہ میرے بندے میں نے تجھ پہ بڑا احسان کیا تیرے اندر یہ قوت پیدا کر دی۔

آپ صرف انسان کی زبان کی نوک کو اُٹھا کے دیکھ لیں، انسان کی زبان تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے، اگلے والا حصہ یہ کڑوا محسوس کرتا ہے، درمیان والا حصہ نمکین محسوس کرتا ہے، پچھلے والا حصہ جو ہے مٹھاس محسوس کرتا ہے، آپ اپنی زبان کی نوک کے اوپر کوئی میٹھی چیز رکھ دیں آپ کو اس کی مٹھاس کا کبھی ساری زندگی نہیں پتہ چلے گا جب تک وہ میٹھی چیز چل کے زبان کے آخری حصے تک نہ جائے، اللہ نے کمال حصہ بنائے زبان کے اور ان تینوں کو divide کر دیا اور انسان کو ذائقہ عطا کر دیا آپ دنیا کی کوئی شے کھاتے ہیں اگر وہ ذائقہ ہی محسوس نہ ہو تو چاہے آپ کچھ بھی کھا لیں وہ آپ کے لئے زہر ہے محسوس ہی کچھ نہ ہو، یہ جو ہماری زبان میں جو ذائقہ پیدا کیا اللہ نے یہ بھی احسان نہیں جتلایا، کہ میرے بندے تو کتنا خوش نصیب ہے میں نے تمہیں زبان کا ذائقہ عطا کر دیا، لیکن احسان نہیں جتلایا۔ یہ دل کا پھڑ کنا اُٹھا لیں میں کتنی نعمتیں پیش کروں خدا کی قسم جو اللہ نے ہمیں کتنی نعمتیں عطا کی، اتنی نعمتیں دی ہیں کہ

فبای الا ء ربکما تکذبان

''تم اللہ کی دی ہوئی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے'' تم جھٹلا نہیں سکتے

ہم نے تمہیں ماں باپ دیئے تو بچہ تھا وہ ماں باپ بچپن سے تجھے اپنی گود میں بیٹھا کے تجھے بچپن سے اپنے سینے سے لگا کے دودھ پلاتے رہے وہ تمہیں پرورش کے لئے پالتے رہے وہ تمہارے اندر غذا اتارتے رہے ہم نے ان کے اندر تمہارے لئے محبت پیدا کر دی اگر تیرے ماں باپ نہ ہوتے تو سوچ تو کدھر جاتا، اے بندے ہم نے کتنے احسان کئے تیرے اوپر، رات کو تو سوتا تھا ہم نے ۷۰ فرشتوں کی ڈیوٹی تیرے آگے پیچھے لگائی ہوئی تھی کہ کوئی سانپ کوئی کیڑا تیرے منہ میں جانے نہ پائے وہ فرشتے ان کیڑوں کو ان سانپوں کو تجھ سے دور کر دیتے ہیں، تیری زبان کے اندر، تیرے منہ میں تیرے کان میں کوئی رینگنے والی چیز نہیں ہم جانے دیتے یہ ہمارا تجھ پہ راتوں پہ احسان ہے کہ نہیں ہے، کتنے احسان ہیں اور اس سے بھی بڑی سعادت تھوڑا سا اگر آپ اپنے دماغ کو کھولیں، میں پھر کہہ رہا ہوں یہ باتیں عقلمندوں کے لئے ہیں، جاہلوں کے لئے قرآن نازل ہی نہیں ہوا، قرآن نازل ہی ہوا ہے عقل مندوں اور سمجھداروں کے لئے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَ سُوْ لاً اے مومنوں میں نے تجھ پہ بڑا ہی احسان کر دیا

مولا اس سے پہلے بھی اتنی نعمتیں، اللہ نے حد کر دی، اللہ نے زندگی کو آسان بنانے کے لئے اتنی نعمتیں آج جو تمہیں نعمتیں حاصل ہیں یہ موبائل کی نعمت اسی پہ بات کر لیں آپ اتنی بڑی نعمت، یا ٹیلی ویژن پہ آپ ٹی وی کھولتے ہیں،، کوئی بھی لاکھوں میل کے منظر دیکھ رہے ہیں، آپ کے والد صاحب آپ کے بھائی آپ کا بچہ وہ ملک سے باہر ہیں آپ اس کی تصویر دیکھ رہے ہیں اس سے بات کر رہے ہیں دل کو چین آ رہا ہے ماں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو رہا ہے باپ کی آنکھوں کو سکون مل رہا ہے میرا بچہ میرے سامنے آ کے مجھ سے بات کر رہا ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں، ہزاروں میل دور بیٹھا ہے، ارے کتنی نعمتیں اس نے دی لیکن کبھی کسی نعمت پہ احسان نہیں جتایا، خدا کی قسم اگر اس بات پہ کوئی غور کرے تو سارا قرآن اُٹھا کے دیکھ لیں اچھا چلیں ایک طرف رکھ دیں یہ قرآن دیا ہم نے وہ قرآن وہ کتاب جس کتاب کو اللہ نے خود کہہ دیا کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون ارے یہ وہ کتاب ہے اس سے پہلے میں نے کتنی کتابیں نازل کیں، وہ ساری میں نے نبیوں کو دے کر

یہ کہا کہ خبردار نبیوں، خود حفاظت کرو، اے یحیی **خذالکتاب للقوی** قوت سے پکڑو اپنی کتاب کو مضبوطی سے تھامو میں ذمہ دار نہیں، اے ابراہیم ان صحیفوں کو سنبھالو، اے موسیٰ میں نے جو تمہیں یہ کتاب دی ہے خود حفاظت کرو، لیکن اس کتاب کے لئے کہا خبردار کوئی قریب نہ آئے اللہ خود اسکی حفاظت کرے گا ایسی اعلی کتاب ہے یہ اس کا ایک ایک لف

ظ **ذلک الکتاب لا ریب فیه** ہم کسی طرح اس بھی اس کے اوپر ذمہ دار ہیں ہم اس کی ذمہ داری اُٹھاتے ہیں اس کے اندر کوئی غلطی نہیں آئے گی، کوئی کوتاہی نہیں ہو گی یہ ایسی کتاب ہے کہ ہمیں دے دی، ساری دنیا کے ان لوگوں کو پوچھیں جو قرآن کی تمنا میں زندگی گزارتے رہے لیکن مر گئے اور ان کی زندگیوں میں قرآن آیا ہی نہیں ہمیں یہ مفت میں مل گیا وہ کتاب جو ساری کتابوں کی سردار ہے۔

آقا علیہ وسلم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اللہ کے کلام کو ساری دنیا کے کلاموں پہ ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ کی فضیلت ایک عام بندے کے اوپر

جس طرح اللہ ایک عام بندے سے کتنا بڑا ہے ایسے ہی یہ کتاب تمام کلاموں سے بڑی ہے یہ اللہ نے ہمیں دی لیکن نہیں کہا، کہ میرے بندوں میں نے بڑا احسان کیا تم پہ کہ تمہیں قرآن دیا، یہ کیا کہہ رہا ہے اللہ، یہ کدھر چلا گیا میں آپ کی توجہ چاہوں گا یہ کدھر اینگل بنا لیا اللہ نے، یہ کدھر زاویہ سیٹ کر دیا ہے، ہماری سوچوں کے زاویے کو کدھر لے کر جا رہا ہے ، یہ احسان کر دیا مومنوں تجھ پہ، مولا کیا احسان کر دیا کیا سورج کیا ہوائیں فضائیں کیا قرآن، کیا زندگی کیا دل کا دھڑکنا، کیا آنکھیں کیا کان، کیا بچے، کیا ماں باپ، کیا یہ پھیلا ہوا زمین کا محور، ارے کیا احسان کر دیا، کیا یہ جو پھلوں کے اندر مٹھاس، کیا یہ سبزیاں، مولا کیا کر دیا ہے میں نے تجھے اپنا رسول عطا کر دیا ہے، خدا کی قسم اتنا پیارا جملہ اتنا پیارا جملہ حضور ﷺ کی محبت پہ اس سے بڑی دلیل نہیں ہو سکتی اللہ پاک خود جس کو احسان سمجھ رہا ہے دیکھو نا میری کوئی بڑی ہی قیمتی چیز ہو اگر تو وہ میں اگر کسی کو دوں تو میں کہوں گا دیکھو بات سنو، یہ میری بڑی قیمتی چیز ہے بڑا احسان کیا ہے تجھ پہ یہ جو دے رہا ہوں تمہیں بڑی قیمتی ہے اس کو دھیان سے رکھنا، بڑی قیمتی Rado کی گھڑی، یہ جو میں تمہیں کار دے رہا ہوں نا یہ بڑی پیاری ہے مجھے میں نے بڑا احسان کیا ہے تجھ پہ تو سمجھ لیں اللہ پاک نے، پیچھے ایک نقطہ بیان کرنے لگا ہوں ایک سوچ آپ کے دل میں ڈالنے لگا ہوں، **اللہ کو کائنات کی ہر شے سے جو چیز عزیز تھی اس کائنات کی ہر شے سے زیادہ پیاری چیز محمد مصطفیٰ ﷺ** ہے وہ اللہ نے ہمیں عطا کی اور وہ کہا کہ یہ پیاری سے پیاری چیز جو میں نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھی مومنوں بڑا احسان کیا تم پہ بڑا ہی احسان کر دیا، (**اللہ اکبر**)

آج لوگوں کو نوکری ملتی ہے تو لوگ روٹیاں پکاتے ہیں، اللہ نے بڑا احسان کیا مجھ پہ مجھے نوکری مل گئی ہے لہذا آؤ یار دعوت ہے آؤ، ابھی پچھلے دنوں ہماری بچی کو کار ملی وہ کار کی دعوت پکا رہی تھی اللہ نے نعمت دی کار آؤ میں تمہیں روٹی کھلاؤں لوگوں کے گھر بچہ پیدا ہو جائے اللہ نے بڑی نعمت دی ہے آؤ میں تمہیں کھانا کھلاؤں، آؤ گھر آؤ سالگرہ منائیں آؤ کیک کاٹیں آؤ بہترین غبارے لگائیں آؤ تحفے تحائف ایک دوسرے کو دیں اور لیں اس لئے اللہ نے بڑی نعمت دی ہے میرا سوال ہے ان لوگوں سے ارے تم جسے نعمت کہتے ہو اس نعمت پہ تو روٹیاں پکاتے ہو اس نعمت پہ تو لوگوں کو بلاتے ہو اس نعمت پہ تو لوگوں کو بلا کے تو کھانے کھلاتے ہو اور جب ۱۲ ربیع الاول کو میرا نبی آیا جب وہ نعمت اللہ نے عطا کی تو ہم کیوں لوگوں کو لا کے بلا کے روٹیاں کیوں نہ کھلائیں، دعوتیں کیوں نہ پکائیں، ہمیں بھی حق حاصل ہے ارے اس کو تو ہم نعمت نہیں کہہ رہے خود خدا نعمت کہہ رہا ہے میرا سوال ہے ان لوگوں سے انٹرنیٹ کے ذریعے جو لوگ میری ریکارڈنگ سنیں گے میرا سوال ہے ان لوگوں سے کہ کہاں تم جس کو خود نعمت سمجھو اس کے لئے روٹیاں پکانا جائز اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ناجائز ہو گیا، آقا کے لئے منع ہو گیا، کیوں دیگ پکائی تم نے، کیوں میلاد کے لئے حلوے پکائے کیوں تم نے چاول پکائے کتھے لکھیا اے، خدا کے لئے خدا کے لئے کچھ تو ہوش کرو کچھ تو سوچو یہ قرآن کہہ رہا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ارے میں نے مومنوں پہ بڑا احسان کر دیا، احسان کر دیا مومنوں پہ تو نے مولا اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا اپنا رسول ان کے اندر بھیجا۔

حضور ﷺ جس دن پیدا ہوئے جس رات آپ کی ولادت ہوئی اس سے اگلے دن ایک یہودی وہ مکہ میں آیا اور ابھی صبح کا وقت تھا وہ لوگوں کے دروازے کھٹکھٹا رہا تھا لوگوں سے پوچھ رہا ہے یہ بتاؤ آج رات تمہارے گھر کوئی بچہ تو پیدا نہیں ہوا، لوگ کہتے ہیں نہیں کوئی نہیں ہوا، وہ اگلا دروازہ کھٹکھٹاتا آپ کی طرف کوئی بچہ پیدا ہوا ہے نہیں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اسی طرح وہ دروزے کھٹکھٹا کے لوگوں سے پوچھتا تو ایک نے پوچھ لیا کہ بھئی کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں تم پوری گلی کو دیکھتے آ رہے ہو کیا مسئلہ ہے، کوئی چیز ڈھونڈ رہے ہو، کوئی

مسئلہ ہے، کہا نہیں مسئلہ نہیں ہے یہ بتاؤ آج رات اس علاقے میں مکے کے اندر آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے تو اس نے کہا ہاں مجھے ابھی خبر ملی ہے کہ عبدالمطلب کے بیٹے کے ہاں بیٹا ایک پیدا ہوا ہے، کہا ہاں فوراً مجھے اس طرف لے چلو اس گھر کی طرف جانا ہے وہ بچہ دیکھنا چاہتا ہوں وہ شخص نے ہاتھ پکڑا اور حضرت عبدالمطلب کے گھروں کی طرف بنو ہاشم کے محلے کی طرف چلا گیا وہاں حضرت عبداللہؓ کا گھر حضرت آمنہؓ کا گھر کی طرف دروازہ کھٹکھٹایا وہاں سے حضرت عبدالمطلب تشریف لائے تو اس نے کہا کہ ایک مسافر ہے اور وہ آپ کا پوچھ رہا ہے کہ آپ کا گھر کا، کہا جی میں حاضر ہوں حکم، کہا آپ کی طرف بچہ پیدا ہوا ہے کہا جی میرے بیٹے کی طرف بچہ ہوا ہے میرا پوتا پیدا ہوا ہے، کہا کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں، کہا ضرور کوئی بات نہیں، آپ اندر گئے خواتین کو کہا کہ آپ ذرا پردہ کریں مہمان کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اندر آیا **حضورﷺ آپ جو ہیں بستر پہ آرام فرما ہیں اور نور کی لپٹیں جو ہیں آپ کے چہرے سے نکل کر آسمان کی طرف جارہی ہیں وہ قریب آیا قریب آکے اس نے آپ کو بازوؤں پہ اُٹھالیا، اُٹھایا تو کہا اگر اجازت ہو تو میں اس کی پشت دیکھ سکتا ہوں ،کہا ہاں دیکھ سکتے ہو اس نے آپ کو اُلٹایا تو آپ کی پشت پر عین گردن کے نیچے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جو اللہ نے آپ کے جسم پکے اوپر پیدا فرمائی ہے اور یہ** تھوڑا سا گوشت کا ابھرا ہوا حصہ ہے جو تھوڑا سا ابھرا ہوا تھا تو اس کو جب اس نے وہ دیکھا تو پہلے تو اس کو اس نے چوما اور ساتھ ہی چیخ مار کے بے ہوش ہو گیا، تو پکڑا اسکو پانی پلایا اور کہا کیا بات ہے عجیب حالت ہو گئی تمہاری کیا ہوا ہے، کہا اس لئے کہ میں یہودیوں کا عالم دین ہوا ن میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا میں نے اپنی کتابوں میں پڑا تھا کہ آج کی رات یہ نشانیاں پوری ہو چکی ہیں اور وہ اللہ کا اخری رسول دنیا میں آچکا ہے تو میں اس لئے آج ڈھونڈتا ہوا آیا تھا تو کہا اچھا چلو وہ تو سمجھ آ گئی لیکن تم بے ہوش کیوں ہوئے اور چیخ کیوں ماری کہا اس لئے کہ مجھے دکھ بڑا ہوا، مجھے دکھ بڑا ہوا ہے کہ یہودیوں کے اندر سے نبوت ختم ہو گئی اس سے پہلے نبی سارے یہودیوں کے اندر آئے اور آج یہودیوں کے اندر سے نبوت ختم ہو گئی مجھے اس کا دکھ بڑا ہوا ہے تو علماء لکھتے ہیں کہ وہ دکھ میں بے ہوش ہو جائے تو کیا ہم خوشی میں کھانے بھی نہیں کھلا سکتے ارے جن کے اندر سے نبوت چلی گئی وہ تو دکھی ہیں اور جن میں آ گئی وہ کیوں خوش نہ ہوں، سوال پیدا ہوتا ہے، انہیں خوش ہونا چاہئے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اللہ نے بڑا احسان کیا مومنوں پہ **اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** اللہ نے بڑا کرم کر دیا کہ اپنا سوہنا رسول ہمیں عطا کر دیا، ہمیں، جس نبی کی تمنا کرتے ہوئے عیسیٰؑ چوتھے آسمان پہ پہنچے، جس نبی کی تمنا کرتے ہوئے ابراہیمؑ تھک گئے، جس نبی کی تمنا کرتے ہوئے موسیٰؑ جیسا نبی رو رو کر دعائیں مانگتا رہا جس نبی کی تمنا کرتے ہوئے سارے نبی دعائیں کرتے رہے مولا کاش ہماری زندگی میں وہ آ جائے ہم اس کی زیارت ہی کر لیں اتنا قیمتی انسان **اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** ہم نے تمہارے اندر بھیج دیا، اور ان ظالموں کو قدر رہی کوئی نہیں ہے یہ کہتے ہیں نبی تو ہمارے بڑے بھائی جیسا ہے، نبی تو ہمارے جیسا ہے، وہ ہمارے جیسا ہے کیا ہو گیا اس میں کیا ہو گیا بندہ ہی تھا نا ایک، اللہ کا بندہ ہی تھا نا، ایسے جملے کہتے ہیں ارے جس کے لئے اللہ احسان کے لفظ بول دے وہ کوئی عام بندہ ہوتا ہے ارے سورج کے لئے چاند کے لئے کڑوروں نعمتوں کے لئے احسان کا لفظ نہیں بولا، لیکن ایک شخص ایسا ہے جس کے لئے احسان کا لفظ اللہ نے بولا ہے وہ عام انسان ہے **اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا** ہم یہ تصور اپنا ٹھیک کر رہے ہیں آج کہ اللہ نے واقعی ہم پہ بڑا احسان کیا ہے **(اللہ اکبر)**

حد کر دی اور اس کے بعد **ارشاد فرمایا**

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یہ تمہارے اندر سے ہے تمہارے اندر سے ہے، ہم نے اسے فرشتہ نہیں بنایا، ہم نے اسے جن پیدا نہیں کیا، ہم نے اسے کوئی اور مخلوق نہیں بنایا بلکہ اے انسانوں تمہارے جیسا انسان ہی بنایا ہے تمہارے جیسا بنایا ہے اس کو الگ نہیں بنایا **يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ** اس کی علامت یہ ہے کہ وہ تمہیں قرآن سناتا ہو **يُزَكِّيْهِمْ** اور تمہیں پاک کرتا ہو **يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ** اور تمہیں سکھاتا ہے قرآن **وَالْحِكْمَةَ** اور حکمت اور سنت۔

حضورﷺ کی تین ڈیوٹیاں اللہ نے یہاں بیان کر دی کہ میرے نبیﷺ کی تین ڈیوٹیاں ہیں

ا) میرا نبی تمہارے اوپر میرا قرآن پڑھا کرے گا قرآن پاک کی تلاوت یہ نبی کی ڈیوٹی ہے اور آج بھی خدا کی قسم اگر یہ ڈیوٹی کوئی امتی ادا کرے تو اللہ اسے بھی رحمتیں عطا کرتا ہے

قرآن کی تلاوت کرنا **یَتۡلُوۡ عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ** قرآن کی آیتیں پڑھنا یہ نبی کی ڈیوٹی ہے اور آج بھی امت کے اندر یہ اصول موجود ہے کہ جو قرآن کی تلاوت کرتا رہے گا اللہ اسے اسی طرح برکت دے گا۔

۲) وَ یُزَکِّیۡھِمۡ اور انہیں پاک کرتا ہے، پاک کیسے کرتا ہے؟ کس طرح پاک کرتا ہے؟ آقا ﷺ حضور کس طرح **یُزَکِّیۡھِمۡ** کرتے تھے؟

ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا یا رسول اللہ ﷺ، فلاں عورت کا خیال دل سے نہیں جاتا، فرمایا قریب آ، قریب آیا حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھ دیا اور رکھ کے اُٹھا لیا فرمایا ہاں اب کیا حالت ہے تو فرمایا حضور اب تو مجھے اس کا نام بھی نہیں یاد **وَ یُزَکِّیۡھِمۡ** پاک کر دیتے تھے۔

حضور ﷺ کی مجلس میں کوئی ایک دفعہ آ جاتا تو حضور ﷺ کا عاشق بن جاتا، حضور ﷺ کی نظروں سے نظریں ملتی تو دل دھل کر صاف ہو جاتے، وہ عبداللہ ابن سلام آئے تھے یہودی عالم دین مسجد نبوی کے دروازے پہ حضور یہاں بیٹھے ہیں دروازے کی طرف ادھر سے وہ اندر آ رہا ہے ادھر سے حضور دیکھ رہے ہیں نظروں سے نظریں ملی، آنکھیں چار ہوئی مبعوت ہو گئے ساکت رہ گئے، اور چلتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آ گئے اپنے گھٹنے بچھا دئے حضور ﷺ کے گھٹنوں سے گھٹنے لگا دئے فرمایا اے اللہ کے رسول مجھے کلمہ پڑھا کے مسلمان کر دو کہا اے یہودی عالم دین عبداللہ کوئی سوال نہیں کرو گے کوئی مجھ سے دلیل نہیں مانگو گے فرمایا یہ جو آپ نے دو نظریں اُٹھائی ہیں نا میرا دل پاک ہو چکا ہے میرا دل پاک ہو چکا ہے اب کوئی سوال جواب کی گنجائش ہی نہیں ہے یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ ہو ہی نہیں سکتا، پاک کر دیتے تھے **وَ یُزَکِّیۡھِمۡ** یہی اصول آج بھی اللہ والوں کا ان کی مجلسوں میں جاری ہے

؎ **خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں** **ارے تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں**

آج بھی اللہ والے نظروں سے پاک کرتے ہیں، میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا پھر جو ہے اب دھیان رکھنا اب تمہیں ختم خواجگان کی اجازت مل گئی ہے اب کسی کو غور سے بھی دیکھ لیا اس کے دل میں بھی عشق مصطفیٰ پیدا ہو جائے گا اس قدر قوت ہوتی ہے لہذا دھیان رکھنا یہ بڑی قیمتی دولت ہے، نظر، آج بھی اسی طرح جس طرح آقا ﷺ اپنی مجلس میں لوگوں کے دلوں کو پاک کرتے تھے، حضور ﷺ تو ایک نظر میں ہی پاک کرتے تھے نا اب ایسا نہیں ہے اب آنا پڑتا ہے بیٹھنا پڑتا ہے نظریں ڈلوانی پڑتی ہیں بار بار حضرت دیکھیں میں آ گیا میں بیٹھ گیا تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ ایک نظر پڑتی ہے نظر دل کو پاک کرتے ہوئے اللہ پاک کا ولی بنا دیتی ہے

حضرت علامہ اقبالؒ آپ جیسا انسان اس بات کو سمجھ گیا تھا

؎ **نہ مسجد سے نہ مکتب سے نہ ہے کالج کے در سے پیدا** **دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا**

یہ نظریں ہوتی ہیں جو دین پیدا کرتی ہیں، یہ مکتب، کالج، یونیورسٹیاں یہ دین نہیں پیدا کرتی تو علامہ اقبال نے واضح کر دیا کہ نہ مسجد سے نہ مکتب سے نہ ہے کالج کے در سے پیدا، دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا، یہ **یُزَکِّیۡھِمۡ** آقا ﷺ کی وہ ڈیوٹی ہے جو آج بھی اللہ والوں کی صورت میں قیامت تک جاری رہے گی اللہ والے لوگوں کے دلوں کو پاک کرتے رہیں گے، لوگوں کے دلوں کو صاف کرتے رہیں گے یہاں دل پاک ہوتے ہیں رحمتیں برس جاتی ہیں **(اللہ اکبر)**

آگے ارشاد فرمایا

۳) یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ اور انہیں بیٹھا کے قرآن سیکھائے گا اور انہیں سنت سیکھائے گا۔

یعنی حضور ﷺ صحابہ کو بیٹھا کے قرآن سیکھایا کرتے تھے قرآن کی حکمتوں سے آگاہ کرتے تھے میں نے ایک دن اپنے پیرو مرشد سے پوچھا تو کہ حضور مجھے بتا دیجئے کہ آج ہر بندہ، ہر طرف جب دیکھتے ہیں تو ہر بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہے، ہر طرف یہی ہے کہ میں سچا ہوں میں سچا ہوں میں سچا ہوں تو حضور مجھے بتا دیجئے کہ سچے اللہ کے ولی کی کیا علامت ہوتی ہے مجھے بتائیں کیا علامت ہوتی ہے کیا وہ ہواؤں میں اُڑ کے دیکھائے، کیا وہ دعا کرے تو بچہ پیدا ہو جائے، وہ دعا کرے تو کاروبار کھل جائے، کیا وہ دعا کرے تو سر

درد دور ہو جائے، کیا وہ دعا کرے تو فلاں کام فلاں کام، کیا یہ ولائیت ہے تو

میرے حضرت نے کمال جملہ ارشاد فرمایا کہا

لگتا ہے میں جب آپ کو کھول کے قرآن وہ آیت پڑھاؤں گا تو آپ کو سمجھ آ جائے گی لیکن سمجھ لیں کے اس دور کے اندر اور جب بھی تمہیں یہ دیکھنا ہو کہ کون سچا اللہ کا ولی اور کون سچی اللہ کی رحمتیں اپنے میں سمیٹ کر بیٹھا ہوا ہے تو نا تو ہواؤں میں اڑنا دیکھنا، نہ تو چہرے پہ نور دیکھنا، نہ تو بڑے بڑے محیر عقول باتیں ان میں سننا، یہ کوئی شئے نہیں ہے یہ ہر بندہ کر سکتا ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جو اگر اس میں ہوگی جو واقعی آقا ﷺ کی محبتیں اور دین کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹ کر بیٹھا ہو گا وہ ہے قرآن کی تعلیم اور قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا، بس

، جہاں قرآن نہیں ہے وہاں تمہیں ہاتھوں پہ سرسوں بھی جما کر دیکھا دے وہ جھوٹا ہے اس کا کوئی تعلق اللہ اور اس کے رسول سے نہیں ہے قرآن صرف قرآن، یہ وہ واحد راستہ ہے جو اللہ تک جا رہا ہے اور سارے رستے بند ہو چکے ہیں تو قرآن کی تعلیم آپکو کہیں بھی نظر آئے سلام کر و اس شخص کو، خدا کی قسم اس گئے گزرے دور میں جب لوگوں کے پاس اپنے لئے وقت نہیں اور اس کتاب کی طرف تو کوئی دھیان ہی نہیں، اس کتاب کو تو لوگوں نے صرف کلّو ں کے اوپر، مرنے کے اوپر اور صرف قبروں کے اوپر پڑھنا شروع کر دیا ہے اور اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں، یا بڑی بھی اگر کوئی چھلانگ مارے گا تو اپنے کسی مسئلے کے لئے شروع کر دے گا اچھا بیٹے پیدا ہو جاتے ہیں، وہ والی یسین پڑھوں، اپنے انداز میں یسین پڑھی جا رہی ہے قرآن کا اصل مقصد یہ نہیں تھا چھوڑ دیا لوگوں نے آپ فرمانے لگے کہ قرآن کی تعلیم دینے والا تمہیں کوئی بھی نظر آ جائے بیٹے اسے دور سے سلام کرنا یہ واقعی وہ شخص ہے جسے اللہ نے اپنی رحمت دی ہے اس کے لئے دعا کرنا، اس کی خدمت میں بیٹھنا اپنے لئے اعزاز سمجھنا جہاں قرآن کوئی پڑھا رہا ہے، قرآن کی خدمت کر رہا ہے یہ لوگ دنیا میں بڑے قیمتی ہیں

ے آج وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور ہم خار ہوئے خارکِ قرآں ہو کر

آج آپ کو کیمسٹری، فزکس، math پڑھنے کے لئے کتنے لوگ نظر آئیں گے اور فیس بک کے اوپر اس بک کے اوپر آپ کو روزانہ لاکھوں لوگ بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے اور اللہ کی book کی طرف جاتے ہوئے کتنے نظر آئیں گے، بہت تھوڑے لوگ اس لئے کہا **یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ** میرے نبی کی علامت ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم دیتا رہتا ہے اور حکمت سکھاتا رہتا ہے، آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کیا ۶۳ برس کی زندگی گزار کر بس ختم ہو گئے، کیا آقا ﷺ کا یہ وصف، اور جو حضور ﷺ کی شان میں یہ جملہ جو اللہ نے لکھا ہے قرآن کے سینے میں کہ آپ کا رسول قرآن کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے کیا یہ ۶۳ برس میں ختم ہو گیا، نہیں حضور ﷺ کا اب یہ وصف امت کے اولیاء، امت کے صوفیاء، امت کے علماء اُٹھا کر پھر رہے ہیں اور قیامت تک یہ تینوں اوصاف جاری رہیں گے (انشاء اللہ) یہ کبھی ختم نہیں ہوں گے **یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ**

وَ اِنْ كَانُوْ مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اور اس سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے یہ سب کچھ تمہیں میرے نبی نے آ کر تمہیں دیا، قرآن سیکھایا تمہیں حکمت سیکھائی تمہیں پاک کیا، تمہیں اللہ کی آیتیں سنائی، تمہیں اللہ کی نشانیں بتائی یہ سب کچھ اللہ کے نبی نے تمہیں دیا اس سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے، تمہاری کوئی اوقات نہیں تھی میرا نبی آیا تو تمہاری کوئی اوقات بنی، اس لئے ہم نے بڑا احسان کیا، بڑا احسان کیا مومنوں تم پر کہ تمہیں اللہ کا رسول ملا، تمہیں آقا ﷺ جیسی ہستی اور شخصیت اللہ نے عطا کر دی۔ تو آیئے ہم آج اس بات کا یہ ارادہ کریں اور ایک دفعہ پھر اپنی زندگیوں میں قرآن کی یہ تعلیم لے کر جائیں جو آیت نمبر ۱۶۴ کے اندر سورۃ ال عمران میں اللہ نے ہمیں عنایت فرمائی ہے کہ حضور بہت بڑا اہم پہ احسان ہے اور

حضور ﷺ کی جو تین ڈیوٹیاں ہیں وہ آج بھی اللہ والوں کی شکل میں دنیا میں موجود ہیں اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

انسان کی حقیقت اور بے جا خواہشات

عالم القرآن کلاس کا مبارک موقع جس میں قرآن پاک کو سمجھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور ہم سب مل کر قرآن پاک کے اوپر گفتگو کرتے ہیں یقیناً یہ دنیا کا سب سے اعلیٰ ارفع اور بہتر کام ہے جسے اللہ نے ہمیں کرنے کی سعادت بخشی ہے عالم القرآن کورس میں ہمارا جو انداز ہے جس طرح ہم نے آج سورۃ ال عمران سے گفتگو کرنی ہے اور اس سے پہلے بھی جو گفتگو کی جا چکی ہے ہمارا یہ اگلے آنے والے دنوں میں ارادہ ہے کہ جب یہ انشاء اللہ چوتھا پارہ ختم ہو گا تو ہم ایک ٹیسٹ رکھیں گے (انشاء اللہ) جس میں چوتھے پارے تک جو تفسیر پڑھی گئی چوتھے پارے تک جو ہم نے اس میں گفتگو کی ہے اس کا ایک پیپر لے لیا جائے گا تا کہ احسن انداز سے یہ چیزیں ہمارے ذہن میں رہیں ہم انہیں یاد رکھیں تو سیکنڈ ٹرم پیپر جو ہیں وہ انشاء اللہ جونہی یہ چوتھا پارہ ختم ہو گا اس کے ساتھ ہی announce ہوں گے پھر انشاء اللہ ہم وہ پیپر ہر ایک کو لازمی طور پہ دینا ہو گا جو اس میں پڑھ رہی ہیں تا کہ مزید ان کی تیاری بہتر ہو آج انشاء اللہ العزیز ہمارا جو گفتگو کا موضوع ہے وہ **صفحہ نمبر ۳۰۲ کے اوپر آیت نمبر ۱۸۵** سے شروع ہو گا،

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ O

اس کا پہلا لفظ، پہلے کلمات ہیں جو وہ ہمارا گفتگو کا موضوع ہوں گے جس میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔

موت یہ ایک اٹل حقیقت ہے اور اس آیت میں اللہ پاک نے ایک ذائقے سے تشبیح دی ہے موت جو ہے اللہ پاک جب سے انسان کی روح کو تخلیق کر چکا اس کے بعد سے لیکر کبھی روح مرتی نہیں، جب سے تخلیق ہوئی ہے یہ کبھی نہیں مری بلکہ ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے میں داخل ہونا یہ اس موت کا تصور ہے، موت سے مراد بالکل مر جانا اور ختم ہونا نہیں ہے یہ ذہن نشین رہے ہمارا تصور یہ ہے کہ جو مر گیا بس ختم ہو گیا اور بس اس کے بعد اب تو بیچارہ جو مر گیا دنیا سے چلا گیا ختم نہیں، بلکہ اس کا ایک نیا دور شروع ہوا، نئی زندگی شروع ہوئی

؎ **غافل موت کو سمجھا ہے اختتام زندگی ہے یہ صبح زندگی صبح دوامِ زندگی**

ہم موت سے ڈرتے ہیں کہ ہم ختم ہو جائیں گے بھئی ختم نہیں ہوں گے موت کے بعد، موت کا تصور یہ نہیں ہے یہ عوام اور جاہل لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں جبکہ موت کا تصور یہ نہیں ہے کہ آپ مر کے ختم ہو جائیں گے مٹی ہو جائیں گے بلکہ اس کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے تو لہذا جب اللہ نے پیدا کیا تو عالم ارواح میں تھے وہاں سے اپنی ماں کے پیٹ میں ۹ مہینے کا عرصہ گزارا پھر دنیا میں جتنی بھی زندگی ہے وہ گزری اور پھر قبر کا ایک نیا مرحلہ سامنے آئے گا اس کے بعد حشر یعنی قیامت کا دن شروع ہو گا اور پھر جو ہے جنت یا دوزخ کے اندر زندگی ہو گی اور آپ دیکھیں انسان کہیں بھی نہیں مرا، وہ جنت میں بھی زندہ ہے اور دوزخ میں بھی زندہ ہے، زندگی اس کی ہر وقت قائم رہے گی تو اس لئے موت کو جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے ختم ہو جانا ہے اور بس یہی زندگی اور یہی لائف ہے تو چونکہ وہ اگلی زندگی کو جانتے نہیں اور ان کا ذہن وسعت نہیں پاتا تو اس لئے وہ ایسی گفتگو کرتے ہیں ورنہ انسان کے لئے ہر آنے والا دن اور ہر آنے والی گھڑی اور آخری سانس کے بعد بھی ایک نیا دور شروع ہوتا ہے

تو اللہ نے اس آیت میں جو آپ کے سامنے ہے **آیت نمبر ۱۸۵ كُلُّ نَفْسٍ** ہر نفس، نفس کہتے ہیں زندہ چیز، ہر زندہ چیز کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، **ذائقۃ الموت**۔ چکھے گی موت کو، یعنی موت کی کیفیت جو ہے وہ ذائقے کی طرح ہے جس طرح اگر آپ کوئی میٹھی چیز کھائیں تو وہ میٹھی چیز کا ذائقہ تھوڑی دیر کے لئے آپ کی زبان پہ رہتا ہے اس کے بعد وہ ختم ہو جاتا ہے، کڑوی چیز کھائیں تو بھی یہی ہے، نمکین چیز کھائیں تو بھی یہی ہے کوئی بھی چیز آپ کی زبان پہ زیادہ دیر تک اس کا ذائقہ نہیں رہتا، اسی طرح اللہ نے موت کو کہا ہے کہ موت تو بھئی تمہیں تھوڑی دیر کے لئے ایویں ہلکی سی بے ہوشی ہی طاری کرنی ہے تم پہ، ہلکا سا تمہارے اوپر ایک بے ہوش ہونے کا سلسلہ ہو گا اس کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہو جائے گی، یہی وجہ ہے کہ نیک اور بد کی موتوں میں فرق ہوتا ہے جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ اپنی موت کا انتظار کرتے ہیں وہ wait میں ہوتے

ہیں مطلب وہ جانے کے لئے پہلے ہی بیٹھے ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ آقاﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے، اور جو اللہ سے ملنا پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملنا کروڑ بار پسند نہیں کرتا

اور ہم تو اللہ سے ملنا ہی نہیں چاہتے یعنی موت کو ہم مصیبت اور موت کو اپنے لئے ایک عذاب خیال کرتے ہیں کہ یہ کیوں آ گئی ہے حالانکہ اگر آپ کو پتہ ہو کہ کل کی تاریخ میں میرا ایک بہت پیارا مجھے ملنے والا ہے تو اگر میں اس دروازے سے داخل ہو جاؤں گی تو اس دروازے سے گزر کر سامنے میرا وہ پیارا ہے جس سے میں نے ملنا ہے تو کون ایسا محبوب ہے جو اپنے محبوب سے ملنے کے لئے اس دروازے سے نکلنا پسند نہیں کرے گا تو اس لئے لوگ جو ہیں وہ مرنے کی دعائیں مطلب عام طور پہ موت کا تصور کیا ہے کہ گھروں میں اگر کوئی بات کردے کہ موت آئے گی اور اللہ ہر ایک کی جان نکالتا ہے اور ہر ایک سے ایسا ہو گا اور اللہ نے ہر ایک کو موت دینی ہے تو جو بڑے ہیں گھر میں وہ کہیں گے خبردار شب شب بولو اچھی باتیں کرو، یہ باتیں کیوں شروع کردی اچھا موت کی بات اچھی بات نہیں ہوتی یعنی تصور یہ ہے لوگوں کا، موت کی بات اچھی بات نہیں ہوتی کہتے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے اچھی باتیں کرو کوئی کیوں ڈرا رہے ہو، تو یہ حال ہے عوام کا، حالانکہ موت جو ہے یہ بذاتِ خود ایک بری چیز نہیں ہے یہ اس کے لئے بری ہے جو خود برا ہے، امتحانات سے وہی ڈرے گا جس کی تیاری نہ ہو، وہ امتحان کے قریب آنے کی دعا ہی نہیں مانگے گا وہ کہے گا اللہ کرے date sheet غلط ہو جائے، اللہ کرے پیپر آگے چلے جائیں، اللہ کرے کوئی حکومت ہی گر جائے، اللہ کرے ان کے سارے پیپر جل جائیں، میں پیپر نہ دوں، چونکہ تیاری ہے کوئی نہیں اس لئے وہ ایسا کرتا ہے، جب کہ نیک اور جو سمجھدار اور جو محنتی طالب علم ہوتا ہے وہ کہتا ہے کل جو پیپر لینا ہے مجھ سے آج لے لو یار، کل کا رہنے دو مجھ سے آج ہی لے لو میں تو تیاری کر کے بیٹھا ہوں، تو ایک اللہ کے ولی میں اور بدنصیب بدبخت میں یہی فرق ہوتا ہے، نیک لوگ جو ہیں وہ موت کے انتظار میں ہوتے ہیں **(اللہ اکبر)**

؎ حاصل ہے مجھے قدمین طیبین آقاﷺ کے اے موت آ بھی جا کہاں جا کے مر گئی

تو وہ تو انتظار کرتے ہیں، ہم جو ہیں چونکہ دنیا میں ایسا دل لگا ہوتا ہے، دنیا کی رنگینیوں میں اور دنیا کی جو ہے ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی اور میں موت کی باتیں کروں، ابھی تو میرے بچے بھی نہیں ہوئے اور میں موت کی گفتگو کروں، ابھی تو میں نے کاروبار اور کرنے ہیں، ابھی تو میں نے اور زیادہ سے زیادہ مال کمانا ہے ابھی تو میں نے بہت کوٹھیاں کاریں بنانا ہے، یہ کیا تم باتیں کر رہے ہو موت کی ایسی نہ باتیں کرو میرا دل گھبراتا ہے، یہ ہے ہمارا حال، یہ ایک ایسی چیز ہے یہی تو آپ کو نیک عمل کی طرف ابھارتی ہے یاد رکھئے **جتنے بھی لوگ نیک ہوتے ہیں نا وہ موت کو کثرت سے یاد کرتے ہیں** موت کی یاد کو اپنے سینے سے وہ لگائے رکھتے ہیں، ہر وقت انہیں یہ خیال آئے رکھتا ہے کہ کل کو انہوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور کل کو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے لہذا وہ نیکی کے اوپر کاربند رہتے ہیں، جتنے بے نماز، جتنے اللہ رسول سے دور، قرآن نہ پڑھنے والے اور نیکیوں کی عادت نہ ہو جن کو اس کو آپ غور کریں، جا کے گفتگو کریں، سمجھیں ان کا ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ انہیں موت کا کوئی خیال نہیں، انہیں ڈر ہی نہیں کہ کل کو انہوں نے جانا ہے ورنہ یقیناً جس کو پتہ ہو کہ کل کو اس نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے وہ کیوں نماز چھوڑے گا وہ کیوں قرآن چھوڑے گا وہ کیوں نیکیاں چھوڑے گی، یہ سارے اصل میں بے خوف لوگ ہیں، سارے بدنصیب، بدبخت ہیں جنہیں اللہ کے اس نظام کی کوئی خوف نہیں لہذا موت بذاتِ خود as a nature بری نہیں ہوتی، موت کو آپ کے اعمال برا بناتے ہیں، آپ اچھے اعمال کریں موت اچھی آئے گی **(اللہ اکبر)**

لہذا موت کا تصور ہی ہے جو آپ کو نیکیوں پہ ابھارتا ہے، حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اے میرے صحابہ اگر میں تمہیں موت کی اصل حقیقت بتا دوں تو تم زیادہ رویا کرو اور ہنسا کم کرو اور جنگلوں میں نکل جاؤ

کیونکہ جو میں موت کو جانتا ہوں میں موت کی کیفیت کو سمجھتا ہوں اگر میں تمہیں بتا دوں تو تم جنگلوں میں چلے جاؤ تمہارا رونا زیادہ ہو جائے ہنسنا کم ہو جائے تو یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہماری نوجوان نسل تو خاص طور پہ اس سے محروم ہے وہ موت کے ذکر کو سننا ہی پسند نہیں کرتی حالانکہ یہ مجھے یاد ہے بچپن میں ایک کتاب ہمارے ہاتھ آئی تھی اگر میں غلط نہیں ہوں تو مجھے اس بات پہ کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی ہمیں نیک رستے پہ ڈالنے والی وہ کتاب تھی بچپن میں ایک کتاب ہاتھ آئی تھی اور مجھے یاد ہے کہ شاید تیسری چوتھی کلاس میں تھے تو کتابیں

پڑھنے کا شروع سے ہی شوق تھا اس دور میں ایک نئی نئی کتاب لکھی گئی **''موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا''** اور میں پتہ نہیں کسی کے منہ سے مجھے اب یاد نہیں وہ بندہ کون تھا اس سے میں نے سن لیا کہ اسے کوئی پڑھ نہیں سکتا، یہ اتنی ڈراوئنی کتاب ہے تو میں تجسس میں پڑ گیا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جسے کوئی پڑھ نہیں سکے اور جب اس کا نام سنا تو دل میں شوق ہوا، اور جب وہ کتاب پڑھی تو اس میں جو موت کی آیات اور موت کی حدیثیں اور پورا جنت دوزخ کا احوال جو حضور نے بیان کیا ہوا ہے، بس، ہر وقت پھر وہی یاد رہتا اچھا موت ایسے آتی ہے جنت میں یہ ہے دوزخ میں ایسی سزائیں ملیں گی وہ بچپن سے ہی دل میں ہو گیا کہ بھئی برے کاموں کی طرف نہیں جانا بڑی کُٹ پڑتی ہے بڑی مار پڑتی ہے یہ بہت کام خراب آقا ﷺ نے یہ فرمایا تو وہ کتاب میں چوری چوری لے آیا اسے پڑھا کرتا تھا پھر، ہم لوگ تو موت کے تصور سے چونکہ آشنا نہیں حالانکہ یہی وہ چیز ہے جو انسان کو نیکیوں پہ ابھارتی ہے

حضرت عمر فاروقؓ آپ نے نماز عصر پڑھی تو آپ کی مسجد میں ایک شخص آ گیا تو اس نے چند شعر پڑھے جس میں موت کا ذکر تھا آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے رو پڑے اور اسے بلایا اور کہا اے شخص تو نے بڑا آج مجھ پہ کرم کیا ہے ایسا کر روز آیا کرو اور مجھے روز آ کے یہ قصہ اور یہ شعر موت والا سنایا کرو، ہم تو پسند ہی نہیں کرتے نا ہمیں کوئی موت کی باتیں سنائے تو حضرت فاروق اعظمؓ نے خود کہا، تو اس نے کہا جی امیر المومنین میں حاضر ہوں میں آ جایا کروں گا، وہ اگلے دن بھی آ گیا آپ نے سنا پھر روئے، وہ ہر روز آ جاتا آپ اس سے سنتے، وہ سناتا تو آپ سنتے روتے، ایک دن آپ اسی طرح تشریف فرما تھے تو اس نے آ کر وہی شعر پڑھے تو آپ نے قریب بلایا، فرمایا اے شخص اب تیری ضرورت نہیں ہے اب تو نہ آیا کر اب تیری مجھے ضرورت نہیں ہے فرمایا امیر المومنین کیا مجھ سے غلطی ہوئی ہے جو آپ مجھے یہاں آنے سے منع کر رہے ہیں، فرمایا نہیں غلطی تم سے نہیں ہوئی بس اب مجھے موت ہمیشہ یاد رہتی ہے، کہا کیسے، **کہا میری داڑھی میں ایک سفید بال آ گیا ہے** اب مجھے موت نہیں بھولتی تو جن کو داڑھی میں سفید بال آ جائے تو ان کا یہ حال ہو جانا چاہئے کہ موت اتنی یاد ہو ایک قاتل قتل کیوں کرے گا جب اس کو پتہ ہوگا کہ کل کو اسے سزا ملے گی ، ایک سود خور کیوں سود کھائے گا، ایک شرابی کیوں شراب پیئے گا، بے نماز کیوں نماز چھوڑے گا، ایک لوگوں پہ ظلم کرنے والا کیوں لوگوں پہ ظلم کرے گا کیوں لوگوں کا مال کھائے گا جب اسے پتہ ہوگا کہ کل کو موت آنی ہے اور کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت آ جانی ہے کب کیوں کیسے، کوئی علم نہیں، اب تو نو جوانوں کو ہارٹ اٹیک ہو رہے ہیں، کبھی دور تھا کہ پچاس ساٹھ سال کی عمر میں سنا کرتے تھے کہ ہارٹ اٹیک ہوتا ہے اب تو وہ بھی ختم ہو گیا باہر گئے ہیں دھا کہ ہو گیا ہے کوئی پتہ نہیں، ابھی کوئی شے کھائی تھی پیٹ میں تھوڑی سی گڑ بڑ ہوئی ہسپتال بھی نہیں جا سکے راستے میں ہی فوت ہو گئے، وہ ذرا سی نس پھٹی ہے دماغ کی چھوٹی سی نس پھٹی ہے اور انسان دوسرا سانس نہیں لے سکا، ہمارے ارد گرد ہر روز یہ چیزیں ہو رہی ہیں ، ہر روز، یہ اُٹھتے ہوئے جنازے، یہ مسجدوں میں ہوتے ہوئے اعلانات، یہ پھیلی ہوئی قبریں، یہ روزانہ ایک نیا مسئلہ اور نیا فساد سننے کی خبریں یہ سارا کچھ انسان کو موت کی یاد دلانے کے لئے ہیں کہ ہر وقت اسکو یاد رہے کہ اس کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو جو تو اس سوچ پہ چلتی ہے تو وہ موت سے نہیں ڈرتی بلکہ وہ خوش ہوتی ہے وہ کہتی ہے مولا جلدی آ جائے میں نکلوں اس قید خانے سے تو ہمارا جو اصل دیس تھا وہ یہ نہیں ہے بجوں جہاں ہم اس وقت موجود ہیں، ہمارا اصل دیس ہماری عالم ارواح ہے واپس ہے وہاں جائیں گے تو ہم اصل اپنے دیس میں جائیں گے یہاں پہ یہی ہے دنیا مصیبتوں کا گھر ہے، دنیا پریشانیوں کی جگہ ہے، دنیا گندگیوں کی جگہ ہے، دنیا ہر حالت میں دکھ ہے، تو جب یہ ہماری جگہ ہے ہی نہیں ، نہ پہلے تھی ہماری نہ آج ہے، جس لباس میں آئے تھے یعنی بے لباس اس لباس میں ہی جانا ہے تو جب پہلے ہی کچھ نہیں تھا تو انسان اتنا پریشان اور اتنا رونا اور ہر وقت جو ہے روتے کورلاتے رہنا اور دنیا کے لئے بس مانگنا اور اپنی دعاؤں میں بھی دنیا، مانگنا تو لگتا ہے اسے چاہئے ہی صرف دنیا، اللہ نے قرآن میں واضح کہا کہ جو مجھ سے دنیا مانگے گا ہم اسے دے دینگے لیکن کل قیامت کے دن اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا، دے دینگے اسے ہم وہ جو مانگے گا دے دینگے کل قیامت کے دن وہ محروم رہے گا تو **ارشاد فرمایا**

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ آنی ہی آنی ہے یہ تو ہو کے رہے گی فرمایا اگر نیک ہو تو خوش نصیب ہو۔

آقا ﷺ نے ایک شخص کی موت کا بھی حال بیان کیا کہ جب عزرائیلؑ آتے ہیں نیک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے تو نہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی اس لئے کہ ان کی روح پہلے ہی تیار کھڑی ہوتی ہے جانے کے لئے لہذا وہ پہلے سے ہی کلمہ پڑھ کے اپنی تیاری میں ہوتے ہے اور عزرائیلؑ سے باقاعدہ سلام لیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں یار بڑی دیر کر دی چلو آئے تو صحیح چلو چلتے ہیں اب اللہ سے ملاقات ہے اور جو برا ہوتا ہے فرمایا اس کی روح عزرائیلؑ نکالنے کے لئے آتے ہیں تو وہ نکلنا نہیں چاہتی وہ بدن میں قید ہی رہتی ہے

اندر ہی رہتی ہے کہتی ہے میں نے نہیں جانا، عزرائیلؑ اس کو پکڑتا ہے اوراس کو کھینچتا ہے پاؤں کے ناخن سے، پہلے انسان کی آنکھیں بے نور ہوتی ہیں، آنکھوں سے نور ختم ہوتا ہے پھر زبان بند ہوتی ہے پھر دل کی دھڑکن رک جاتی ہے، پھر باقی پیٹ کے اعضاء کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اس طرح روح جو ہے اوپر سے نیچے تک پاؤں کے ناخن سے نکالی جاتی ہے اور فرمایا کہ اس کی روح کا اس طرح حشر کیا جاتا ہے **جس طرح ململ کا کپڑا کانٹوں والی جھاڑی کے اوپر پھینک دیا جائے اور پھر اسے زور سے کھینچا جائے جس طرح ململ کے کپڑے کے چیتھڑے اُڑ جاتے ہیں، اسی طرح اس کی روح کے چیتھڑے اُڑا دیئے جاتے ہیں** لیکن اس کی روح کو کھینچ کے نکال دیا جاتا ہے جب کہ جو نیک ہوتا ہے وہ پہلے ہی تیار بیٹھا ہوتا ہے مولا کب آئے گی دیر کردی، **مکھن سے جیسے بال نکالتے ہیں پتہ ہی نہیں چلتا نہ مکھن کو نہ بال کو ایسے نیک انسان کی روح نکل جاتی ہے** تو اس کے لئے پریشان ہونے کی یا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں، آپ اپنے اعمال دیکھ لیں جیسے آپ کے اعمال ہیں انشاء اللہ موت بھی ویسی ہی آئے گی۔

اس لئے اللہ والوں کی موت میں اور عام شخص کی موت میں بڑا فرق ہوتا ہے، ہر ایک کو ایک ہی پلڑے میں نہ تول دیا جائے، اور ہر ایک کو ایک ہی ڈنڈے سے نہ ہانک دیا جائے بلکہ اللہ والوں کی موت عام شخص کی موت سے بہت افضل اور اعلیٰ ہوتی ہے وہ تو موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے اللہ انہیں یہ کیفیت دیتا ہے اس کے بعد وہ زندہ رہتے ہیں تو اس آیت کریمہ میں اس چیز کو واضح کردیا گیا کہ ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے لہذا جب یہ اٹل حقیقت ہے تو پھر اس سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے اور ہر حالت میں تیار رہنا چاہئے۔

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں

مولا مجھے موت اس حالت میں آئے کہ میں حضور ﷺ کے مدینے میں ہوں

اللہ نے قبول فرمایا اور آپؓ کا وصال بھی مسجد نبوی شریف میں اس حملے سے ہوا اور اسی طرح آپ جب آقا ﷺ نے آپ سے یہ موت کی کیفیات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ صرف اتنا بتا دیجئے کہ کیا موت کے بعد انسان کو وہی عقل واپس دی جاتی ہے جو دنیا میں اس کی ہوتی ہے تو **آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں عمرؓ موت کے بعد انسان کو وہی عقل دوبارہ دی جاتی ہے، تو آپؓ نے ارشاد فرمایا تو مجھے اپنے نبی ﷺ سے اتنی محبت ہے کہ میں بڑی آسانی سے موت کے بعد سوالوں کے جواب دے لوں گا (انشاء اللہ)**

تو موت کے لئے وہ تیار رہتے ہیں ہر وقت، اور دنیا سے لگاؤ کم ہوتا ہے اور دنیا کی طرف رغبت کم ہوتی ہے، میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں بیٹھا تھا تو میں نے عرض کی حضور ایک صحیح شیخ کی کیا علامت ہوتی ہے، ایک کامل مرشد اور کامل شیخ کی کیا پہچان ہے، ہم نے تو پہچان یہ بنائی ہے نا کہ پھونک ماریں گے تو بچہ پیدا ہو جائے گا، پھونک ماریں گے تو کاروبار چل جائے گا، پھونک ماریں گے تو میری سر پیڑ دور ہو جائے گی، پھونک ماریں گے تو ویزہ لگ جائے گا یہ کوئی پہچان نہیں ہے یہ ہندو بھی کر رہے ہیں، سکھ بھی کر رہے ہیں، یہ تو انگریز بھی کر رہے ہیں، کامل مرشد کامل لوگوں کی یہ پہچانیں نہیں ہوتی ان چیزوں کو سمجھیں یہ تو ہم سے زیادہ بہتر کفار کر رہے ہیں یہ چیزیں تو میں نے کہا حضرت یہ تو میں جانتا ہوں، لیکن آپ ارشاد فرمائیے کہ **کامل مرشد اور کامل شیخ کون ہوتا ہے** تو آپ نے بڑی خوبصورت بات کہی، اور علامہ اقبال کا ایک شعر بھی آپ نے پڑھا، آپ نے فرمایا

؎ پوچھی ہے تم نے امامت کی حقیقت مجھ سے خدا تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے

؎ وہی ہے تیرا زمانہ کا امام برحق جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

؎ موت کے آئینے میں دیکھا کر تجھے رخ دوست زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

میں نے کہا حضور سمجھا دیجئے عام طور پہ شعر سننے کے لئے بھی کچھ خاص دماغ ہوتے ہیں سب کے پلے نہیں پڑتے تو میں نے عرض کی حضور سمجھا دیجئے تو آپ نے **ارشاد فرمایا کہ بڑا سادہ سا طریقہ ہے کہ شیخ کامل کی علامت ہوتی ہے کہ تم جب اس کی مجلس میں بیٹھو تو تمہیں موت یاد رہے تمہیں اپنی آخرت کی زندگی یاد رہے تمہیں اپنا دنیا کی طرف رغبت کم محسوس ہو تمہارا دل دنیا سے کٹے اور آخرت کی طرف تمہاری سوچ کا انداز پیدا ہونا شروع ہو جائے یہ** اگر کسی کے پاس تمہیں حاصل ہے تو مبارک ہو اللہ نے اسے اپنا ولی بنایا ہے، ولی ہونے کی یہ علامت ہے کہ موت یاد آئے، یہاں پیر صاحب کے پاس بھی جا کے فیکٹری مانگنی ہے ، پیر صاحب کے پاس جا کر بھی جو ہے کڑوڑوں کی باتیں کرنی ہیں تو بھئی مقصد کیا ہے اللہ رسول کے نظام کا تو اس لئے بچوں یاد رکھو کہ یہ ایک ایسا چیپٹر ہے میں اس میں اشارہ کر رہا ہوں کہ ہمیشہ اپنی زندگی میں موت کی یاد کو

اس لئے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قبرستان جایا کرو، کہا حضور کس لئے جایا کریں، کہا اس لئے جایا کرو کہ قبرستان میں جب جاؤ گے تو تمہیں جا کر موت یاد رہے گی

اور عورتوں کو بھی آپ نے باقاعدہ حکم دیا، پہلے منع کیا جب مکہ میں تھے منع کر دیا کیونکہ وہاں فساد ہوتا تھا کفار تھے تو عورتیں جب جاتی تھی قبرستان تو بعض لڑائیاں بھی کرتے تھے اور چھیڑ خانی بھی کرتے تھے تو حضور نے باقاعدہ منع فرمایا کہ عورتیں قبرستان نہ جائیں لیکن جب **آپ مدینہ تشریف لائے اپنا نظام ہوا مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی دور دور تک امن قائم ہوا تو حضور ﷺ نے خود عورتوں کو پھر قبرستان جانے کی اجازت دی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جایا کرو اے گروہِ خواتین، فرمایا حضور کیوں جائیں، فرمایا جاؤ گی تو تمہیں موت یاد رہے گی، جایا کرو**

آپ دیکھیں جو لوگ قبرستان نہیں نا جاتے انہیں کوئی نہیں موت یاد رہتی، اپنی والدہ اور والد کی قبر پہ گئے ہوئے عرصہ گزر جاتا ہے ایسے بدنصیب ہیں اور بعض تو اتنا موت سے جسے کہتے ہیں نا اینٹ کتے کا ویڑ ہوتا ہے، کہ وہ تو اپنا کوئی عزیز بھی فوت ہو جائے تو تعزیت کرنا بھی پسند نہیں کرتے ویسے منہ ملیجے کے لئے چلے جائیں گے اور جا کے بیٹھ کر آ جائیں گے اتنا عجیب حالات ہیں تعزیت کرنا پسند نہیں۔

جیسے وہ ایک بوڑھی عورت ہوتی تھی نا تو وہ بھی ایسے ہی کرتی تھی اسے بھی موت سے نفرت تھی تو جب بھی کوئی فوتگی وغیرہ ہوتی، محلے میں کوئی فوت ہوتا تو ظاہر ہے لوگ جاتے ، تو یہ اپنی پیڑھی بھیج دیتی کہ میں نہیں آئی یہ میری پیڑھی آئی ہے سمجھیں میں ہی ہوں تو پیڑھی رکھ دی جاتی تو کچھ عرصہ ہوا تو اس کے گھر بھی فوتگی ہوگئی اس کا بیٹا بھی فوت ہو گیا تو اب یہ پھوڑی رکھ کے بیٹھی ہوئی ہے میت رکھ کر کوئی آیا نہیں، سب نے پیڑھیاں بھیج دی، کہا یہ ہماری بھی پیڑھی آ گئی ہے تو ایسے بدنصیب لوگ بھی ہوتے ہیں تو پورے علاقے کی پیڑھیاں محلے میں اس کے ویڑھے میں اکھٹی ہوگئیں۔

موت کا تو ذکر کرنا ہی ہمارے ہاں ایک اچنبے کی بات سمجھی جاتی ہے، حالانکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے روز اس کی گفتگو ہونی چاہئے اس کی گفتگو تو روز ہونی چاہئے ہر روز اس کا ایک دو جملہ بولنا چاہئے کہ یا اللہ پاک پتہ نہیں کب بلا لے

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہم حضور ﷺ کے قریب بیٹھے ہوتے اور حضور سے ہماری گفتگو جاری ہوتی تو حضور ﷺ کثرت سے ہمیں موت کی باتیں سناتے تھے آپ کی کسی گفتگو میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ حضور ﷺ اس گفتگو میں موت کا ذکر نہیں کرتے تو لحاضا اس ذکر سے بھاگنا نہیں چاہئے یہ تو آنی ہی آنی ہے کوئی غریب ہے کوئی امیر ہے، کوئی فرشتہ ہے کوئی جن ہے، کوئی روح ہے، یہ سب کو آنی ہے، یہ سب کو اللہ نے دینی ہے اور یہ اٹل حقیقت ہے، پہلے دن سے جاری ہے پہلے ایسا تھا کہ حضرت عزرائیلؑ آیا کرتے تھے آپ اپنی شکل مبارک بھی دکھاتے تھے اور لوگوں کے گھروں میں باقاعدہ آتے تھے اور آ کر جان قبض کیا کرتے تھے لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ کسی جگہ گئے تو اس کے عزیزوں نے پکڑ لیا آپ کو، انسانی شکل میں تھے تو مارا اور آنکھ نکال دی، تو حضرت عزرائیلؑ وہ آنکھ پکڑ کے تو اللہ کی بارگاہ میں چلے گئے کہ مولا یہ دیکھ میں تیرے حکم پر گیا

تھا جان قبض کرنے انہوں نے مار مار کر میری آنکھ ہی نکال دی تو اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے عزرائیلؑ میں آج سے یہ اصول بدلتا ہوں اب میں بیماریاں پیدا کر دیتا ہوں اب تیری طرف کسی کا دھیان ہی نہیں جائے گا، لوگ کہیں گے یہ تو ہیپا ٹائیٹس سے مر گیا ہے لوگ کہیں گے یہ تو ہارٹ اٹیک سے مر گیا ہے، لوگ کہیں گے یہ تو سر میں نس پھٹی اس سے مر گیا ، لوگ کہیں گے یہ تو جگر خراب ہو گیا ہے خالانکہ تیرا پیچھے ہاتھ ہوگا، تو ہی نکالے گا لحاضا تیری طرف کسی کا دھیان ہی نہیں ہوگا تو اسکے بعد آپ کی یہ حالت بدل دی گئی اور آپ روحانی شکل میں آتے ہیں یعنی نظر نہیں آتے لیکن اسی طرح روح قبض کرنے تشریف لاتے ہیں یہ ہر ایک کے ساتھ ہے ہر ایک کے ساتھ ایسے ہی ہے اللہ پاک ہمیں موت کی اصل حقیقت تک پہنچائے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ،

اس کے بعد آئے **صفحہ نمبر ۳۰۵، آیت نمبر ۱۸۸ کے اندر اللہ نے ارشاد فرمایا ہے**

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

یہ جو ہے آیت کریمہ، آیت نمبر ۱۸۸، مجھے اس میں آپ کی شدید توجہ کی ضرورت ہے اس آیت کے اوپر، بہت ہمارا آج ذہن ہے کہ اس کو کھل کر بیان کریں اور اسکو سمجھیں کیونکہ جو اس میں گفتگو ہے وہ ہم سب کے لئے بڑی ضروری ہے اور اپنے چودہ طبق کھول کر بیٹھیں، سمجھیں ارشاد فرمایا

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پہ اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انہوں نے کیئے ہی نہیں تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں عذاب سے ان کے لئے ہی تو دردناک عذاب ہے (اللہ اکبر)

اس کا سادہ ترجمہ میں کر دیتا ہوں تا کہ ذہن میں آ جائے، اللہ ارشاد فرما رہا ہے، صفحہ نمبر ۳۰۵، آیت نمبر ۱۸۸

فرمایا وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ، خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پہ اپنے عملوں پہ اپنے کاموں پہ اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف بھی کی جائے اور ان کاموں پہ کی جائے جو انہوں نے کبھی کیا ہی نہیں تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں بلکہ یہی لوگ تو دردناک عذاب میں ہیں، یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب جو ہے کچھ منافقین کے بارے میں یہ علم ہوا آقا ﷺ کو کہ وہ نہ تو کسی جنگ میں جاتے ہیں وہ نہ ہی کسی جو ہے مہم میں شامل ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی دین کے کام میں اپنی خدمت پیش کرتے ہیں لیکن وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ انہیں ہر جگہ شامل ضرور سمجھا جائے، ہر جگہ شامل سمجھا جائے اور ان کی تعریف بھی کی جائے کہ وہ بڑے بہادر ہیں، بڑی انہوں نے جنگیں لڑی ہیں، بڑا انہوں نے دین کا کام کیا ہوا ہے اور بڑے بڑے مرکز قائم کیے ہیں انہوں نے تو تعریف بھی سننے کی دل میں آرزو رکھتے تھے لیکن کرتے کراتے کچھ نہیں تھے نکھے فضول، کرتے کراتے کچھ نہیں اور تعریف سننے کی آرزو دل میں تھی تو اللہ نے ان لوگوں کا حال اس آیت میں بیان کیا کہ وہ لوگ جو کرتے کچھ بھی نہیں ہیں اور تعریف سننے کی انہیں خواہش رہتی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے لئے اچھے الفاظ بھی بولیں کہ یہ تو بڑا نیک ہے بڑا سمجھدار ہے بڑا بہادر ہے دین کی بڑی خدمت کرتا ہے تو اب یہ آیت کریمہ نازل تو ان منافقین کے لئے ہوئی تھی لیکن اس میں ہمارے لئے بھی بہت بڑا سبق ہے ہمارے لئے بھی اس کے اندر بہت بڑا سبق ہے، **اللہ نے آخر میں بہت بڑا لفظ استعمال کیا ہے دردناک عذاب کا کہ وہ لوگ جو کچھ بھی نہیں کرتے اور چاہتے یہ ہیں کہ انہیں سارے درجے مل جائیں تو ایسے لوگوں کو اور کچھ نہیں ملے گا صرف عذاب ہی ملے گا** کہ تم لوگوں نے کیا کچھ نہیں اور آرزو تم لوگوں کی بہت بڑی ہے، لہٰذا اس ضمن میں ذرا اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ وہ لوگ جو عملوں سے بیزار ہیں جو عمل کرنے کی طرف نہیں آتے اور خاص طور پہ میری طریقت کی بچیاں اور جو طریقت کی خواتین ہیں ان کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے کہ نیڑا دعاوں پہ نہیں رہنا چاہئے، نیڑی اپنی تعریف سننے کی آرزو نہیں کرنی چاہئے بلکہ عمل کرنا چاہئے اور عمل کے ساتھ اپنی زندگی کو بنانا چاہئے جو نہ تو کسی درس قرآن میں بیٹھے نہ کسی دین کی خدمت میں کوئی کام میں آئے نہ وہ کسی جگہ شیخ کا دست و بازو بنے اور آرزو یہ

ہے کہ سارے درجے مجھے دیئے جائیں، آرزو یہ ہے کہ سارے اعزازات مجھے دئے جائیں، میرے لئے بھی تعریف کے لفظ حضرت صاحب کیوں نہیں بولتے تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے

ای خیال است ومحال است وجنوں

، جو کام نہیں کرتا اللہ اس کے لئے کہہ رہا ہے کہ میں تو دردناک عذاب دوں گا، تعریف سننے کی آرزو ہے لیکن کام ہے کوئی نہیں آپ دیکھ لیں ہمیں اس چیز نے کتنا برباد کر دیا ہے، یہی چیز ہماری خانقاہوں کے اوپر نظر آتی ہے، بڑی بڑی خانقاہوں کے اندر، بڑے بڑے مزاروں کے جو مجاّور ہیں اب ان بزرگوں نے تو محنت کی تھی، حضرت بابا فریدؒ نے تو محنت کی تھی، حضرت پیر مہر علیؒ نے تو محنت کی تھی، لیکن اب جو ان کے فرزند ہیں ان کے جو آگے گدی نشین ہیں جو ان کے آگے درباروں کے مجلّہ اور ہیں اب وہ اس آیت کے زمرے میں آتے ہیں کہ کچھ نہیں کرنا کوئی ایسا عمل کوئی دین کی خدمت کچھ بھی نہیں، اور آرزو یہ ہے کہ سارے میرے ہاتھ بھی چومیں سارے مجھے ان کا بچہ کہنے کی وجہ سے عزت بھی دیں اور آرزو یہ ہے کہ مجھے ہار بھی ڈالیں پھولوں کے، کیونکہ میں اس دربار کا گدی نشین ہوں، اس شے نے ہمیں برباد کر کے رکھ دیا ہے میرے بچوں، اور یہ ہم نے آپ کو نہیں سکھایا، ہم نے آپ کو یہ نہیں سکھایا، میرے تمام بچے اس چیز کو سمجھتے ہیں، ہم نے آپ کو عمل سکھایا ہے، ہم نے آپ کو یہ چیزیں نہیں سکھائی کہ نیٹرا جو ہے بس اپنی ذات برادری پہ بیٹھ گئے کہ میں فلاں سیّد کی بیٹی ہوں، میں فلاں جو ہوں عہدیدار کی بیٹی ہوں ہم ان چیزوں سے دور ہیں ہم اس سے ماورا ہیں ہمیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہم نے کبھی کسی کو اپنی مجبوری بنایا ہے، ہم نے آپ کو محنت سکھائی ہے پہلے دن سے اور آج بھی، اور ہمیشہ کے لئے آپ کی یہی تربیت کی ہے کہ خود بھی محنت کریں اور دوسروں کو بھی اس پہ ابھاریں، یہ تعریف سننے کی خواہش جو ہے اس کو ختم کر دیں، آج دیکھ لیں کہ ہمارے مزاروں کا حشر کیا ہوا ہے، نامور باپوں کے فرزند ہیں، بڑے بڑے ان کے والدین بڑے ہی اعلیٰ تھے لیکن آج ان کے بچوں نے آج کیا ایسا کیا ہے جو ان کے والدین کا نام روشن ہو، قائد اعظمؒ ایک ہی تھے اس کے بعد ان کی اولاد سے کون قائد اعظم نکلا ہے کوئی بھی نہیں، وہ سارے باپا جی کا نام استعمال کر رہے ہیں، میں قائد اعظم کی پوتی، میں قائد اعظم کی پوتا، بھئی اس سے کیا فرق پڑتا ہے کام کر کے دیکھاؤ جیسا قائد اعظم نے کیا (اللہ اکبر)

آج ہمارے جتنے گدی نشینیں اور جتنا بھی انتظام ہے ان کے اندر یہ چیز پیدا ہو چکی ہے اور مرید اور پیر اسی کام پہ لگے ہوئے ہیں کہ میں فلاں کا مرید ہوں لہذا بخشا جاؤنگا، لو جی ایک نیا تصور بنا دیا، فلاں کی میں نے بیعت کر لی ہے اب مجھے نماز، روزے کی ضرورت کوئی نہیں لہذا مجھے اب جنت مل جائے گی ایسا کچھ بھی نہیں ہے یہ وہ خیالات ہیں جو انسان کو دوزخ کی طرف لے کر جانے کے سوا کچھ نہیں کرتے، میرے نبیﷺ نے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک عمل کیا ہے آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو بھی عمل کروایا ہے اپنی بیویوں کو بھی عمل کروایا ہے اپنے تمام صحابہ کو بھی عمل کروایا ہے تو لحاضا وہ مرید جو بغیر کچھ کئے ہوئے ہی سب کچھ لینا چاہتے ہیں انہیں کبھی کچھ نہیں ملتا سوائے دھکوں کے، ضرور ملتے ہیں انہیں دھکے پریشانیاں، اور آپ دیکھ لیں کہ باپ کے مال پر عیش کرنے والے، جو لوگ اپنے باپوں کے مالوں کے اوپر عیش کرتے ہیں وہ جلدی ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ کھاؤ تو کھو کے کھو بھی ختم ہو جاتے ہیں، محنت کرو تو چیزیں پیدا ہوتی ہیں، جو لوگ محنت کے عادی نہیں ہوتے وہ اپنے باپوں کے مالوں پہ عیش کرتے ہیں اپنے باپ کے مال کے اوپر جو ہے کوشش کرتے ہیں کہ بس یہی مجھے ملتا رہے تو لوگ مجھے میری اسی خاصیت پر ہی کہ میں فلاں کا بیٹا، میں فلاں کی بیٹی،

میں کلاس میں پڑھا رہا تھا تو کسی بچی نے ایسے ہی بات کی تو میں نے کہا بچے آپ کا نام کیا ہے، کہا فلاں نام ہے، بڑے اس نے غرور سے کہا کہ میرے فلاں والد صاحب ہیں میں نے کہا یہ تو عزت ان کی ہوئی نا تیری تو نا نا ہوئی، یہ جو تیرے فلاں والد صاحب ہیں یہ تو ان کی عزت ہے تیری عزت اس وقت بنے گی جب ان کو کوئی کہے گا کہ وہ آپ کی بیٹی ہے جب انکو کوئی یہ بات کرے گا کہ وہ تیری بیٹی ہے تو تیری عزت بنے گی ہم اپنے والدین کا استعمال کرتے ہے نام اور اپنے والدین کے ناموں کے اوپر اور اسی طرح اپنے بزرگوں کے ناموں کے اوپر عیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسا اللہ قرآن کی اس آیت میں بیان کر رہا ہے، کچھ نہیں دوں گا سوائے دردناک عذاب کے جو اپنا نام اپنی محنت نہیں کرتے اور دوسروں کے ناموں کے اوپر عیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں **(اللہ اکبر)**

۔ اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے۔

خود محنت کی جائے خود کوشش کی جائے، حضورﷺ کو وہ امتی زیادہ پسند ہے وہ امتی زیادہ پسند ہے یقیناً حضورﷺ کا نام ہمارے ساتھ باعث فخر ہے آقاﷺ کا نام ہمارے ساتھ جڑا ہوا ہے، ہم ان کی امت میں ہیں یہ ہمارے لئے بہت عزت کا مقام ہے کہ حضورﷺ کے نام کے ساتھ ہمارا نام جڑا ہوا ہے، ہم آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن سنو ایک راز کی بات کہنے لگا

ہوں کہ **حضور کو وہ امتی زیادہ پسند ہے جس امتی کی وجہ سے حضور ﷺ کا نام بلند ہو رہا ہے** وہ امتی زیادہ پسند ہے، ہم اپنا نام تو ان کی کی وجہ سے تو بلند کر لیتے ہیں ،لیکن ان کا نام بھی کبھی ہماری وجہ سے بلند ہوا ہو، کبھی کسی کو ان سے محبت ہماری وجہ سے بھی ہوئی ہے کہ اس کے ساتھ ملی ہوں تو مجھے آقا ﷺ سے پیار ہو گیا ہے، اس کے قریب بیٹھی ہوں تو مجھے حضور ﷺ سے محبت ہو گئی ہے، کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کبھی نہیں ہوا ہے لاخاصہ کیوں، کیونکہ ہم مارا ہوا شکار کھانے والی قوم ہیں ہم کہتے ہیں تو مار دے کھا میں لوں گی تو مار دے، ایسا نہیں کرنا چاہئے محنت خود کریں خود آگے بڑھیں، خود آگے بڑھ کر محنت کریں۔

فاستبقوا الخیرات قرآن نے کہا نیکیوں میں آگے بڑھو، کوشش کرو **فاستبقوا الخیرات** وہ چار نمازیں پڑھتی ہے تم پانچ پڑھو، وہ پانچ پڑھتی ہے تم چھ پڑھو، وہ ۱۰۰ بار درود پڑھتی ہے تم ۲۰۰ بار پڑھو وہ ۲۰۰ بار پڑھتی ہے تم ۵۰۰ بار پڑھو، وہ کبھی درس قرآن میں نہیں آئی تم ہر درس قرآن میں آؤ، آگے بڑھو **فاستبقوا الخیرات** دوڑ لگاؤ لوگوں میں اور ہم فیشن میں دوڑ لگاتے ہیں کہتے ہیں اس کا ۱۵۰۰ کا سوٹ ہے میں ۲۵۰۰ کا لوں گی اس نے فلاں جو ہے فیشن کیا ہے میں اس سے گندا فیشن کر کے دیکھاؤں گی ہم گندی عادتوں میں آگے بڑھتے ہیں، **فاستبقو** ، اللہ نے کہا اچھی باتوں میں آگے بڑھو **خیرات** ،نیکیوں میں آگے بڑھو ہم کہتے ہیں تم نے ایک بار فلم دیکھی ہے میں دو بار فلم دیکھوں گی، تو یہ ہمارا حال ہے تو قرآن کی اس آیت نے واضح کر دیا کہ ہرگز یہ خیال نہ کریں جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پہ اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انہوں نے کئے ہی نہیں اور ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں بلکہ یہی لوگ تو دردناک عذاب والے ہیں

مارکٹ چڑھائی جائے گی دنیا کی زندگی میں بھی جو نکمے ہیں منجی توڑ ہیں اور حالات کے اوپر ڈال دیتے ہیں، حالات بڑے خراب ہیں ملک بڑا خراب ہے، میں تو کبھی امیر ہو ہی نہیں سکتی، میں تو کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی اس ملک کی حالت نہیں ٹھیک میں باہر ہی جانا ہے، اچھا باہر درختوں پہ لگے ہوئے ہیں پیسے، وہاں بھی تو یہی حال ہے بلکہ اس سے زیادہ برا حال ہے جو لوگ گئے ہوئے ہیں ان سے پوچھ کر دیکھیں، وہ ایک رخ نظر آتا ہے بس دور سے، اچھا سونے کا انڈہ دے رہے ہیں وہ، بھئی جا کر ان سے پوچھیں کہ وہ انڈہ کیسے نکلتا ہے، لگ سمجھ جاتی ہے، **محنت انسان جہاں بھی کرے وہ ہر جگہ، وہ تو کانٹوں کے جنگل میں بھی چلا جائے تو وہاں بھی باغ بنا سکتا ہے** جہاں بھی محنت کرے کوشش کرے **(اللہ اکبر)**

تو لہذا ہمیشہ حقیقت پسند ہونا چاہئے اور آپ کو یہ حقیقت آج سمجھا دی گئی کہ آپ جتنی محنت کریں گی آپ اتنا آگے چلی جائیں گی، یہ نہ سمجھئیے کہ جو ہمارے بہت قریب رہتے ہیں وہی آگے جائینگے، نہیں، جو محنت کر رہا ہے وہ کہیں بھی ہو وہ سلسلے میں، وہ طریقت میں، وہ درجوں میں آگے بڑھے گا۔

مجھے یاد ہے ہمارے پیرومرشد اللہ نے جب آپ سے یہ سمجھنے کی سعادت دی آپ نے یہ چیزیں سمجھائی ہمیں تو آپ نے واضح کر دیا کہ بچے محنت کرو گے تو تمہارے جیسا کوئی نہیں ہو گا اور **ذکر زیادہ کرو، ذکر کا کوئی نعم البدل نہیں**، ذکر کا کوئی alternative نہیں، **اگر تم ذکر زیادہ کرو گے تمہیں اللہ درجے دے گا، تم آگے بڑھو گے اور اگر ذکر نہیں کرو گے باقی کچھ بھی کر لو تو وہ درجے جو ذکر سے آنے تھے وہ تمہیں نہیں مل سکیں گے**، محنت کرو ذکر پہ زیادہ محنت کرو تو یہ اصول میں نے سمجھ لیا تھا، ایک ہی بار کافی ہوتا ہے انسان کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے پھر مجھے یاد ہے کہ پندرہ منٹ روز ذکر سے شروع کیا، پھر آدھا گھنٹہ پھر ایک گھنٹہ پھر دو دو گھنٹے بھی ذکر میں گزرتے، کبھی ایسا موقع آیا ہو کہ سپیشل بند کر کے دروازہ مصلہ بچھا کے وضو کر کے خوشبو لگا کے نیت کر کے کعبے کی طرف چہرہ یا مدینہ شریف کی طرف چہرہ کر کے ذکر کیا ہو، کبھی نہیں، پھنسے پھنسائے ذکر کرتے ہیں، پھنسے پھنسائے نماز پڑھتے ہیں، پھنسے پھنسائے نیکی کرتے ہیں، پھنسے پھنسائے درس قرآن میں آتے ہیں ایسی نیکیاں پھر وہ نور تو نہیں لا سکتی جو ان نیکیوں سے ملنا چاہئے تھا، خواہشیں اندر اتنی زیادہ ہیں کہ ان کے انبار لگے ہوئے ہیں اور محنت ۵ فیصد ہے تو ایسے تو نہیں ہوتا، محنت ۹۵ فیصد ہو، اور اللہ پاک پھر ۹۵ فیصد خواہشیں بھی پوری کر دے گا تو ذکر میں آپ نے ایک بار سمجھا دیا کہ محنت کرو اور ہر وقت یہ نہ خیال کرو کہ فلاں تعریف کرے گا، فلاں کیا کہے گا، چھوڑ دو محنت جاری رکھو، کرتے رہے، کوشش میں لگے رہے، آج تک لگے ہوئے ہیں آپ کے سامنے ہیں، مہینے میں ۳۰ دن ہیں تو ۳۵ درس ہوتے ہیں، تو چونکہ یہ آپ کو اس لئے یہ تعلیم و تربیت دی جا رہی ہے کہ

یہ چیزیں ہم آپ سے بھی چاہتے ہیں اور آپ کو بھی ہم یہی سبق دے رہے ہیں آپ کو اصل حقیقت کی طرف دیکھایا جائے بیٹو دعا بعد میں ہوتی ہے پہلے محنت ہوتی ہے وہ بچے جو محنت نہیں کرتے دعائیں ان کے لئے ہو بھی جائیں تو اللہ پاک اس میں اثر زیادہ نہیں ڈالتا اثر زیادہ پیدا نہیں کرتا، یہ بندہ خود تو کچھ کرتا نہیں آپ اس کیلئے کعبے میں بھی جا کر دعا مانگیں گے تو خود تو کچھ کرے تو یہ جو بے عملی کی عادت پڑ چکی ہے اس نے ہماری قوم کو اس نے ہماری جڑیں اکھاڑ کر رکھ دی ہے، بے عمل انسان

آقا علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

دو لوگوں نے میری قمر توڑ دی، حضور علیہ وسلم نے جب یہ الفاظ ارشاد فرمائے صحابہ اکرام پریشان ہو گئے کہا حضور ایسا کون بد بخت ہے، کہا دو لوگ ہیں جنہوں نے محمد علیہ وسلم کی قمر توڑ دی ہے کہا حضور کون ہیں، فرمایا ایک وہ ہیں جنہیں علم تو حاصل ہے لیکن وہ عمل نہیں کرتے بے عمل لوگ، پتہ سارا ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے اور بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر چھوڑیں گے تو اس میں بڑی مار ہے، بڑی کٹ پڑتی ہے بہت اللہ ناراض ہوتا ہے علم بڑا ہے انہیں جانتے ہیں کہ یہ سب سے اعلی عبادت ہے اور اللہ نے اسے مرنے سے پہلے بھی فرض کیا ہے کہ آخری سانس سے پہلے بھی فرض ہے یہ نہیں چھوڑ سکتے، جانتے ہیں پتہ سارا ہے فرمایا اس نے محمد علیہ وسلم کی قمر توڑ دی بے عمل لوگ اپنے بہانے بناتے ہیں اپنی مصروفیات کے بہانے، یاد نہیں رہا، سو گیا، مہمان آ گئے، فلاں میرا، مجھے دل نہیں کرتا مطلب بہانے بنا کے بے عمل ہیں پتہ سارا ہے کہ کتنی اہم چیز ہے اور قرآن اتنا اہم ہے سیکھنا اور سیکھانا، پڑھنا، پڑھانا اتنا اہم ہے پتہ سارا ہے کہ قرآن جو ہے یہ قیامت کے دن گواہی دے گا اس قدر اس کی اہمیت ہے کہ **ایک شخص پکا جنتی ہے، پکا جنتی، اس کے اوپر مہر لگ گئی ہے اللہ نے ٹھوک لگا دی ہے کہ اس کو بھیج دو میزان میں بھی کامیاب ہو گیا، نیکیاں بھی زیادہ تھی ہر جگہ سے پاس ہوا، نماز بھی ٹھیک تھی پکا جنتی جنت کی طرف جا رہا ہو گا آقا علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن روک لے گا** پتہ سارا ہے اسے، قرآن روک لے گا، کہے گا مولا میرا اس سے استغاثہ ہے میں اپنا مقدمہ پیش کرنا چاہتا ہوں تو اللہ قرآن کی بات کو ٹالے گا نہیں سنے گا، قرآن اس کے بارے میں کیا کہے گا، سنو، کیا کہنے لگا ہے، قرآن کہے گا مولا میں اس سے خوش نہیں اس نے میرا حق ادا نہیں کیا، پاس ہو گیا ہے آپ سے جنت میں جا رہا ہے میرا حق واپس کیا جائے، کہا تیرا کیا حق تھا، کہا نہ اس نے کبھی مجھے سمجھا تھا، نہ مجھے کبھی پڑھا تھا، نہ میرے اوپر کبھی غور کیا تھا، مجھے بس الماری میں بند کر کے رکھا ہوا تھا، عمل اسکے بڑے اچھے ہوں گے میں نہیں جانتا میرا حق کدھر ہے، اب یہ تو پتہ ہے اسے لیکن پڑھتا نہیں، غور نہیں کرتا کبھی اس نے ٹائم نہیں دیا قرآن کو سمجھا نہیں تو حضور علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قمر توڑ دی اس شخص نے محمد علیہ وسلم کی جس نے عمل نہیں کیا پتہ سارا ہے اسے **(اللہ اکبر)**

پھر فرمایا حضور دوسرا کون ہے، فرمایا دوسرا وہ ہے کہ جو اتنا عمل کرتا ہے اتنا عمل کرتا ہے نہ نماز چھوڑتا ہے نہ قرآن چھوڑتا ہے اتنے عمل کرتا ہے سارے عمل کرتا ہے لیکن بے علم ہے علم حاصل نہیں کرتا، خود ہی اپنی مرضی سے پڑھتا جا رہا ہے نا کسی عالم سے پوچھتا ہے نہ کبھی کسی کتاب کو پڑھتا ہے نہ علم لیتا ہے کہ میں صحیح کر رہا ہوں کہ غلط کر رہا ہوں، فرمایا اس نے بھی محمد علیہ وسلم کی قمر توڑ دی، علم تو لینا چاہئے تھا وہ نہیں لیا اور عمل بہت کرتا ہے۔

جیسے ایک بوڑھی عورت نے قبلہ عالم سے بھی یہی بات کی تھی کہ حضرت دعا کرنا میرے لئے، کہا جی کیا دعا کروں کہ مجھے اللہ استقامت دیدے، کس نیکی میں استقامت کی دعا مانگنی ہے کہا میں ہر فجر کی نماز کے بعد فاطمہؓ کے نام کے دو نفل پڑھتی ہوں، تو حضرت صاحب چالیس سال سے پڑھ رہی ہوں، حضرت صاحب سر پکڑ کے بیٹھ گئے کہا اماں جان یہ تو گناہ ہے فجر کے بعد نفل نہیں پڑھے جا سکتے جب تک سورج نہ طلوع ہو، اب دیکھیں عمل کتنا ہے عمل چالیس سال سے ہے علم کوئی نہیں ہے علم حاصل ہی نہیں ہے، تو فرمایا اس نے بھی محمد علیہ وسلم کی قمر توڑ دی کہ جو یہ عمل تو کر رہی ہے لیکن علم کوئی نہیں ہے

ہم عجیب لوگ ہیں، ہم لینا سب کچھ چاہتے ہیں لیکن نہ عمل کی طرف اور نہ ہی علم کی طرف تو یہ آپ کا جو عالم القرآن کورس ہے یاد رکھئے یہ آپ کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، میرے لئے بہت بڑی نعمت ہے میرے اپنے لئے، آپ میں سے کوئی بھی نہ آئے، یہ میرے لئے بہت بڑی نعمت ہے مجھے قرآن کی تحقیق کا موقع ملتا ہے مجھے قرآن کو سمجھنے کی

سعادت ملتی ہے مجھے بہت کچھ اس کے اندر سے حاصل ہوتا ہے آپ آ جاتے ہیں یہ آپ کا حصہ ہے اور جو ہم کر رہے ہیں یہ ہمارا حصہ تو یہ مل کر ہی ہے، نیڑی تعریف سننے کی خواہش، اب ماشاءاللہ ہمارا نظام یہاں پہ بن چکا ہمارے بچوں کی ذمہ داریاں بھی لگ چکی ہیں اور نائب امیر ہیں، جنرل سیکرٹری ہیں سیکرٹری ہیں یہ تمام جو ہمارے عہدیداران ہیں میں خاص طور پہ ان کو یہ باتیں سنا رہا ہوں، یہ میرا خطاب ان کے ساتھ ہے کہ یہ اب اس کے اوپر نہ رہیں کہ امیر صاحب یا نائب امیر صاحب کیا بات ہے آپ کی، زندہ باد، آئیں آپ کو پھولوں کا ہار پہنائیں، ایسا کچھ نہیں ہے اللہ کہہ رہا ہے کہ تعریفوں پہ خوش نہ ہوں مجھے کام کر کے دیکھاؤ، خدا کی قسم جتنی ضرورت ہمیں آج کام کی ہے نا اس سے پہلے کبھی نہیں تھی آج ہمیں کام کی ضرورت ہے، آج ہمیں نعروں پہ لگا دیا گیا نعروں کی ضرورت کہاں ہے اب، ہمیں کام چاہئے **(اللہ اکبر)**

تو لہذا بچوں آج حقیقت کھول کر رکھ دی آپ کے سامنے یہ صرف اللہ انہیں ہی دیتا ہے جو ضرورت بنتے ہیں دین کی ضرورت بنتے ہیں جو دین کی ضرورت بنتے ہیں اللہ انہیں کبھی بھی گرنے نہیں دیتا، اللہ انہیں کبھی نہیں گرنے دیتا جو دین کی ضرورت بنتے ہیں جو دین کے اوپر اپنا پہرہ دینا شروع کر دیتے ہیں اللہ انہیں گرنے نہیں دیتا کیونکہ دین کو اللہ گرنے نہیں دے گا انہیں بھی نہیں گرنے دے گا تو دین کی ضرورت بنو آپ کی ضرورت ہو ہمیں جب کوئی ایسا کام آ جائے تو ہمیں یاد آ جائے فلاں بچی ہو گی تو کام ہو گا خوش نصیب ہے وہ کہ دین کو اس کی ضرورت ہے اگر آپ ایسی ہیں مطلب ایسا پرزہ جس کی ضرورت ہی نہیں، تو ٹھیک ہے موج کریں، کڑوڑوں ہیں سڑکوں پہ پھر رہے ہیں ہزروں گھروں میں بیٹھے ہیں اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی بہت اچھی بات جو آپ نے بیان کر دی بہت پیاری گفتگو کا یہ انداز ہے میں کہتا ہوں یہ ذہن میں رہنا چاہئے آپ نے فرمایا کہ

دنیا میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں جتنے بھی لوگ ہیں صرف تین قسمیں ہیں تین قسم کے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں، فرمایا حضور کون سے فرمایا

ایک وہ جو علم حاصل کرتے ہیں

ایک وہ جو علم دیتے ہیں

اور تیسرا وہ جو کوڑا کرکٹ ہیں

حضور کوڑا کرکٹ کون ہیں، فرمایا کوڑا کرکٹ وہ ہیں جو نہ علم لیتے ہیں نہ علم دیتے ہیں کچھ بھی نہیں کرتے۔ میری نظر میں تین قسمیں ہیں لوگوں کی، اب اندازہ لگا لیا جائے کہ ہم کس category میں ہیں جو علم دینے والے ہیں، علم لینے والے ہیں یا پھر کوڑا ہیں اللہ کی نظر میں کوڑا، گند سوٹو چکو دوزخ وچ، یہ ہمارے حال ہیں لہذا میرے بچوں ان چیزوں کو سمجھو اور ان چیزوں کو جانو، اللہ نے جو سعادت آپ کو بخشی ہے اس کو بہت احسن انداز میں پورا کرو، جو ذمہ داری آپ کو ملی ہے ان ذمہ داریوں کو بہت احسن انداز میں اپنائیں اس کے اوپر محنت کریں سوچ بیچار کریں آپ کے سامنے پورا ایک سسٹم ہے ایک نظام ہے آپ کو کم از کم یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کہاں جاؤں، مطلب آپ سوچیں گی کہ یہ سسٹم نہ ہو، تو آپ یہ سوچ سکتی ہیں کہ میں کہاں جاؤں کدھر جاؤں جہاں مجھے ایسی مجلس مل سکے کہ میں کچھ کر سکوں میں دین کی خدمت کرنا چاہتی ہوں میرے اندر جذبہ ہے میں دین کا کام کرنا چاہتی ہوں میں دین کا کام کہاں کروں تو ایسا نہیں ہے آپ کو ایک سسٹم ملا ہوا ہے آپ کو ایک جگہ ملی ہے جہاں پہ آپ اپنی صلاحیت کا اظہار کر سکتی ہیں کوئی یہاں درس دے رہی ہے کوئی یہاں ختم خواجگان پڑھا رہی ہے کوئی یہاں صفیں بچھا رہی ہے کوئی یہاں درس نوٹ کر رہی ہے کوئی لکھ رہی ہے، کتنے کام ہیں جو دین کے ہیں، کیا دین کے کام یہی ہیں جو میں درس دے رہا ہوں نہیں، دین کی خدمت کے کڑوڑوں انداز ہو سکتے ہیں کوئی نعت پڑھتی ہے، کوئی تلاوت کرتی ہے یہ ایک سسٹم ہے یہ تو موجود ہے نا کیا یہ غنیمت نہیں ہے کہ آپ اُٹھا کے چلیں ہزار واٹ کا بلب اور پورے شہر میں جا کر دیکھیں اس طرح کا سسٹم کہاں ملے گا آپ کو، جہاں با قاعدہ کئی سالوں سے کوشش ہو رہی ہے کہ آپ بیٹھیں اور قرآن سمجھیں اور دین سمجھیں بغیر کسی دنیاوی غرض کے کوئی آپ سے دنیاوی غرض نہیں، کوئی آپ سے ہزاروں روپے فیس نہیں لی جاتی، کوئی آپ سے جو ہے ایسا کچھ نہیں کیا جاتا کہ آپ کو یہ لگے کہ شاید یہ اپنی کوٹھی کار بنا رہے ہیں تو ایک اللہ کا نظام بنانے کا مقصد یہ ہے کہ عمل کیا جائے مل کے عمل کیا جائے بجائے صرف

دعا کروانے آ گئے اور آ کے جو اپنے رونے روئے اور دعا کروا کے نکل گئے ان کو کیا ملنا ہے یہاں سے، انہیں کچھ نہیں ملنا، ملنا انہیں ہے جو اس نظام کے اندر حصہ ڈالیں گے

میں اپنے پیرو مرشد کے پاس حاضر تھا آخری بات، میں نے کہا

حضرت صاحب نے جب ہمیں یہ ذمہ داری دی کہ آپ اس طرح پڑھائیں قرآن کی خدمت کریں دین کی خدمت کریں تو میں نے حضرت صاحب سے ایک بات کہی تھی آج آپ سے شیئر کرتا ہوں میں نے کہا حضور ایک عرض کرنا چاہتا ہوں آپ نے اتنی بڑی responsibility دی ہے تو بس ایک عرض ہے تو وہ آپ میری اللہ سے قبول اگر کروا دیں تو مجھے اور کچھ بھی نہیں چاہئے، فرمایا آپ بتائیں میں اللہ سے عرض کروں گا میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے نظام میں صرف وہ لوگ آئیں جو صرف مخلص ہوں، جو جذبے والے ہوں، جن کو اللہ پاک نے خود انتخاب کیا ہو اور وہ ہمارے سسٹم میں آئیں ہمارے پاس بیٹھیں، کوئی بے عمل کوئی جاہل، کوئی سگریٹیا، کوئی شرابی، کوئی براوہ یا تو نیک آ کے ہو جائے یا تو ہمارے پاس ہی نہ آئے اللہ اسے دور ہی رکھے ہم سے یا تو یہاں آ ئے تو نیک بن جائے یا تو چلا جائے تو مجھے صرف یہ اللہ سے منظور کروا دیں کہ میرے نظام میں کوئی بے عمل مجھے نہیں چاہئے، مجھے سارے عمل والے لوگ چاہئے ہیں مجھے نیڑی دعائیں کروانے والے، پھونکیں مروانے والے نہیں چاہئے تو حضرت خدا کے لئے اگر میں یہ کام کرنا چاہوں تو میرے پاس سور ستے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ مجھے عمل والے لوگ آپ دیں تو آپ نے ارشاد فرمایا بڑی خاص دعا منگوالی ہے اس کے لئے میں خصوصی اللہ سے عرض کروں گا اللہ آپ کو ایسے ہی لوگ دے جو عمل والے ہیں اس لئے بچوں ہمارے سسٹم میں عمل ہی عمل ہے آپ دیکھیں گے کہ ہمارے سسٹم میں جتنی بھی محفل میں بیٹھتی ہیں ہم خود بھی آپ کے ساتھ اس میں شامل ہوتے ہیں، ہم صرف آپ کو ہی نہیں پڑھاتے خود بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں، ہم آپ کو ہی درود نہیں پڑھاتے خود بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں میں ایسا نہیں کرتا کہ آپکو وظیفوں پہ لگا دوں اور خود گھر جا کے بیٹھ جاؤں آپ کے ساتھ ساتھ خود بھی عمل کر رہے ہوتے ہیں آپ کو نماز پڑھا رہے ہیں خود بھی ساتھ پڑھ رہے ہوتے ہیں، آپ کو نعت سنا رہے ہیں تو خود بھی نعت سن رہے ہوتے ہیں، آپ کو رلا رہے ہیں تو خود بھی رو رہے ہیں، آپ کو دعا کروا رہے ہیں خود بھی دعا کر رہے ہیں یہ سارا کچھ آپ کو دیکھا کر اس لئے کیا جا رہا ہوتا ہے کہ عمل کی قوت انسان کو نیک بناتی ہے ورنہ یہ نیڑی باتیں ہیں نیڑی گفتگو ہے اس طرح کی گفتگو کروڑوں لوگ روز کرتے ہیں **یہ عمل ہی ہے جو انسان کو نیکی پہ لے آتا ہے، عمل سے بڑی کوئی تلوار نہیں یہ کاٹ کر رکھ دیتی ہے** اس لئے کوئی بھی ایسی بات جو آپ کو ہم سے ملتی ہے، ہم خود کر کے دیکھا رہے ہوتے ہیں بچے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے ان کو بھی پوری طرح سے ایک ایک چیز میں ساتھ گائیڈ کیا جاتا ہے خود کیا جاتا ہے ساتھ، اگر انہیں رات کو جگا رہا ہوتا ہوں تو خود بھی جاگ رہا ہوتا ہوں یہ نہیں کہ پیر صاحب جا کر سو گئے ہیں اور مرید سارے جاگ رہے ہیں ایسا نہیں ہوتا، عمل ہے، تو اگر آپ ایسا کریں گی تو آپ ہمارے ساتھ چل سکتی ہیں ورنہ بہت جلد آپ کو اس نظام سے علیحدہ کر دیا جائے گا آپ یہاں آ ہی نہیں سکیں گی کیونکہ یہاں آؤ گی تو آپ کو عمل کرنا پڑے گا، یہاں آؤ گے تو نماز پڑھنی پڑھے گی، یہاں آؤ گے تو قرآن سننا پڑے گا، یہاں آؤ گے تو اچھی باتیں کرنی پڑے گی سننی پڑیں گی تو وہ آپ سے ہونا نہیں لہذا آپ چلے جائیں گے نکل جائیں Skip ہو جائیں گے میرے ساتھ آج کوئی ایک ساتھی ہے، کئی آئے کئی گئے ، کئی سالوں سے میں دیکھ رہا ہوں، دو مہینے ساتھ رہتے ہیں وہ عمل کی ایسی کاٹ پڑتی ہے کہتے ہیں یہ تو میں کرتا ہی نہیں ہر وقت نماز پڑھنی پیندی اے، کوئی نماز نہیں چھوڑنے دیتے ، ہر جمعے کو قرآن پکڑا دیتے ہیں پڑھو ہن یار میں نہیں کر سکدا، نکل جاتے ہیں دو مہینوں میں بھاگ جاتے ہیں تو لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے اس سسٹم میں چلتے رہیں تو میرے بچوں عمل کرو جو میں کر رہا ہوں وہ کیا کرو

حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس آپ کا ایک مرید آیا کہا حضرت یہ اپنی چادر مجھے دے دیں یہ جو آپ نے اپنی چادر پہنی ہے حضرت یہ مجھے بڑی اچھی لگ رہی ہے یہ چادر مجھے دے دیجئے کہا بیٹے کیوں مانگ رہے ہو، کہا حضور آپ کا فیض ہوگا اس کے اندر آپ کی دعائیں شامل ہوں گی آپ کا نور ہوگا آپ نے چادر لی ہے یہ چادر آپ کے جسم سے لگی ہوئی ہے مجھے دے دیں میں پہن لیا کروں گا تو آپ نے چادر اتار کے اسے پکڑا دی اور فرمایا بچے بات سن جا **اگر تو میری جلد بھی پہن لے تو تجھے کچھ نہیں ملے گا جب تک تو وہ نہ کرے جو میں کر رہا ہوں جب تک تم وہ نہیں کرتے ہو اس وقت تک میری جلد بھی پہن لو تجھے میرے سے کچھ نہیں حاصل**

ہوسکتا جب بایزیدؒ جیسا شخص ایسی بات کرسکتا ہے جو روحانیت میں سرداروں پہ فائز ہیں اللہ والوں کی صف میں اول نمبر پہ کھڑے ہیں جب وہ شخص یہ بات کرسکتا ہے کہ میری جلد بھی پہن لے تو تجھے کچھ نہیں ملنا اگر تو کچھ عمل نہیں کرتا جو میں کرر ہاہوں تو بچوں ہم تو چودہ سوسال بعد آئے ہیں ہمارے پاس کیا ہے ہم اگر کچھ بھی کرر ہے ہیں اگر آپ وہ عمل نہیں کرتے ہیں آپ ہمارے ساتھ اس طرح نہیں چلتے ہیں میری دعاوؤں سے آپ کو کچھ نہیں حاصل ہونا بلکہ حالات پہلے سے بھی خراب ہو جائیں گے کیونکہ اللہ پکڑ لے گا کہ یہ عمل تو کرتا نہیں ہے اس کو اور کٹ پڑے مارو اسے، **اللہ والوں کی صحبت مذاق نہیں ہوتی بہت بڑی امانت ہوتی ہے اگر یہ حاصل ہو تو اس کی حفاظت کرنی چاہئے** اور وہاں سے جو تعلیم ملے جو علم ملے جو تربیت ملے اسے اپنے دل میں سمونا چاہئے ، یہ نہیں کہ سنا اور اُٹھ کے چلے گئے ایسا نہیں ہونا چاہئے ورنہ اللہ ان لوگوں سے علیحدہ کر دیتا ہے آج تک اپنے حضرت سے جو پایا اسی بات سے پایا ہے، قرآن کی آیت کوئی دو ہفتے سے میرے دماغ میں اس کی جو ہے کھلبلی مچائی ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو صرف تعریف سننا چاہتے ہیں عمل کوئی نہیں کرنا چاہتے کھلبلی مچادی کہ کیا اللہ نے کہہ دیا ہے اور آخر میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ دردناک عذاب دوں گا ایسے شخص کو، کہا آیئے نماز کی طرف آیئے ، ذکر کی طرف آیئے ، آیئے درود کی طرف آیئے ، آیئے قرآن کی طرف آیئے ۔ اپنے ماحول میں قرآن کو جگہ دیجئے اپنے لئے وقت نکالیئے ۔

میں آج فجر کی نماز پڑھ رہا تھا تو میں ذکر کرر ہا تھا تو میں خاص طور پہ تصور میں لا کر اپنے تمام بچوں کو پھر ذہن میں یہی ہوتا ہے کہ توجہ دی جائے جو اس وقت ذکر کرر ہی ہوگی یا اس وقت اُٹھی ہوگی تو جو اس وقت خاص رحمت اور کرم جو شامل حال ہوتا ہے وہ آپ کی طرف بھیجا جاتا ہے تو آگے اگر کوئی خراٹے مارر ہی ہو تو وہ واپس آ جاتا ہے، کیا کریں پھر کہتے ہیں فیض نہیں ملتا ہمارے حالات ٹھیک نہیں ہوتے بھئی عمل آپ کرتے نہیں فجر آپ کی ضائع ، نمازیں آپ کی ضائع ، روزے آپ کے ضائع کیسے آپ کو فیض دیں تو آیئے ایک سوچ اور فکر آپ کی خدمت میں پیش کی ہے **اللہ پاک اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ اسے عمل میں لانے کی سعادت بخشے یہ کرم اور فضل جو قرآن کی شکل میں عالم القرآن کورس کی شکل میں ہمیں حاصل ہے اللہ اسے دوام عطا فرمائے (آمین)**